قال اللہ تعالیٰ والشفع والوتر (القرآن الحکیم)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الوتر رکعۃ من آخر اللیل (الحدیث)

المکتبۃ الرحمانیہ
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن-لاہور
نمبر..........

www.KitaboSunnat.com

الدلیل الواضح

علیٰ

ان الایتار شرعۃ الرسول الناصح صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ
عبد العزیز نورستانی واماوی

ملنے کا پتہ :- عبد العزیز نورستانی بحر العلوم سعودیہ علامہ کلکتوی روڈ عامل اسٹریٹ کراچی

(۲) عبد القادر صدیقی چھوٹی مسجد غرباء اہلحدیث نپیئر روڈ کراچی ۲

(۳) مکتبہ عزیزیہ سفید مسجد سولجر بازار کراچی ۳

حررہ محمد عیسیٰ سرباز ی- مدرسہ عربیہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قال اللہ تعالیٰ والشفع والوتر (القرآن الحکیم)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الوتر رکعۃ من آخر اللیل

المکتبۃ الرحمانیۃ

۹۹ ... جے ماڈل ٹاؤن - لاہور

نمبر ....

الدلیل الواضح

علی

ان الابتار شرعۃ الرسول الناصح صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ

عبد العزیز نورستانی وامادی

ملنے کا پتہ :- عبد العزیز نورستانی بحر العلوم سعودیہ علامہ کلکتوی روڈ عامل اسٹریٹ کراچی

(۲) عبد القادر صدیقی چھوٹی مسجد غرباء اہلحدیث نپیئر روڈ کراچی ۲

(۳) مکتبہ عزیزیہ سفید مسجد سولجر بازار کراچی ۳

حررہ محمد عیسیٰ سربازی - مدرس مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ ... نمبر 0283

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی مخرج اولیائہ من الظلمات الی النور۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ مخرج الخلائق من الدیجور وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین لم یغرّوا باللہ الغرور

سببِ تالیف ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۳۸۹ھ کو مجھے ایک خط مولوی محمد یعقوب صاحب کا دستخط شدہ پشتو میں ملا تھا جس میں مولوی صاحب موصوف نے ایک رکعت وتر پڑھنے کی سخت تردید کی تھی۔ اور اس بات کا نہایت شدت سے انکار کیا کہ شریعت میں الگ تکبیر تحریمہ سے ایک رکعت نماز کا وجود ہی نہیں۔

لہٰذا میں نے ایضاحِ حق کی غرض سے اس خط کا جواب پشتو ہی میں دیا اور اس کا مسودہ الحمدللہ چھپ کر شائع بھی ہوا۔

اس کے چھپنے کے بعد بعض دوستوں نے مجھے اس موضوع پر اردو میں کچھ لکھنے کو کہا تاکہ فائدہ عام ہو جائے۔ تو میں نے ان دوستوں سے سرمایہ نہ ہونے کی معذرت کی انہوں نے خرچہ برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔ تو میں نے الحمدللہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ کو شروع کیا۔ خدائے قدوس سے استدعا ہے کہ خیریت سے یہ کام انجام پائے آمین۔

کتاب کی منہج چونکہ میں نے اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رکعت وتر پڑھنا اور شریعت مطہرہ میں ایک رکعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مستقل نماز کا ہونا ثابت کرنا ہے۔

لھذا میں کسی خاص مذہب کا مقید نہیں ہوں گا بلکہ میں اپنے اسلاف محدثین کرام رح کے طرز پر چلوں گا۔ جبکہ میں نے اس کتاب میں اپنے لئے یہی مسلک اختیار کیا (بفضلہ تعالیٰ یہی طریقہ ہے سنت صحیحہ پہ چلنے کا) تو میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں کہ اس سے بہت سے لوگ ناراض ہو جائیں گے بلکہ بعض طعنہ کی زبان اور ملامت کی قلم کو چلاتے رہیں گے۔ اہل مذاہب کو تو چھوڑو بلکہ ہمارے اہلحدیث بھائی بھی ایسے کریں گے۔ لیکن میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ لوگوں کی رضا تو ایسی بحر عمیق ہے کہ جس کی تہہ تک پہنچنا غیر ممکن ہے۔ علاوہ ازیں بہت مرتبہ لوگوں کی رضا موجب غضب اللہ بھی بنتی ہے۔ لِاَنَّ مَنْ اَرْضَی النَّاسَ بِسَخَطِ اللّٰہِ وَکَلَہُ اللّٰہُ اِلَی النَّاسِ۔

بس میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ اس کتاب میں جس طریقہ پر میں چل رہا ہوں یہی وہ سیدھا راستہ ہے جس پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنوں کو حکم دیا ہے۔ اور یہی وہ راستہ ہے جس پر سلف صالح یعنی صحابہؓ اور تابعینؒ اور ائمہ اربعہؒ گئے ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ و ائمہ اربعہ مجتہدین ان سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمسک بالسنۃ واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ سنت کے خلاف ہر قول کو ٹھکرایا جائے اس کا قائل خواہ کوئی بھی ہو اور کتنا ہی بڑا ہو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سب سے بڑھکر ہے۔ یہی ائمہ اربعہ رحمہم اللہ ہیں جن کی آجکل اندھی تقلید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی جاتی ہے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہمارا قول واجب الترک ہے۔

ائمہ اربعہ کے بعض اقوال کا ترجمہ میں یہاں اتمام فائدہ کیلئے نقل کرتا ہوں۔

امام ابو حنیفہؒ آپؒ فرماتے ہیں کہ جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے شامی صفحہ ۶۳ رسم المفتی ابن عابدین شامی ص ۴ ایقاظ الہمم ص ۶۲

نیز فرماتے ہیں کسی کے لئے کبھی حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے جب تک کہ اس کو قرآن وسنت سے ہمارا ماخذ معلوم نہ ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو بھی ہماری دلیل سے ناواقف ہو اس پر ہمارے قول سے فتویٰ دینا حرام ہے اس لئے کہ ہم انسان ہیں آج ایک بات کرتے ہیں اور کل اس سے رجوع کرتے ہیں (الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء لابی عمرو بن عبدالبر ص ۱۴۵ اعلام الموقعین ص ۳۰۹/۲ میزان شعرانی ص ۵۵ رسم المفتی ۲۹/۲۲ ص ۲۲۔ نیز فرماتے ہیں کہ جب میں ایسی بات کہوں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو۔

ایقاظ الہمم ص ۵

(۲) امام مالکؒ آپؒ فرماتے ہیں کہ میں انسان ہوں جو کچھ کہتا ہوں اس میں صحیح بھی کہتا ہوں اور غلط بھی ہو سکتا ہوں تو میری اس رائے کو دیکھو اگر قرآن و حدیث کے موافق ہو تو اس کو لے لو اور جو مخالف ہو چھوڑ دو

لتجامع لابن عبدالبر ص ۳۲/۲ الاحکام لابن حزم ص ۱۴۹/۶ ایقاظ الہمم للفلانی ص ۷۲

نیز آپؒ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام کے علاوہ تمام لوگ ایسے ہیں کہ ان کے اقوال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو لیا بھی جاتا ہے اور چھوڑا بھی جاتا ہے

الجامع لابن عبد البر ص ۹۱ ج ۲ احکام ابن حزم ص ۱۲۵ ج ۲ و ۶ ص ۱۴۹ ج ۶

(۳) امام شافعیؒ آپؒ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب بھی کسی کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اور معلوم ہو جائے اس پر اس سنت کو چھوڑ کر اوروں کے قول پر عمل کرنا حرام ہے۔ (اعلام الموقعین ص ۲۶۱ ج ۲ ایقاظ الھمم ص ۵۸)

نیز فرماتے ہیں جب بھی تم میری کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف پاؤ تو میرے قول کو چھوڑ کر اس سنت کے قائل ہو جاؤ

اعلام الموقعین ص ۳۶۱ ج ۲ المجموع للنووی ص ۶۳ ج ۱ و ایقاظ ص ۱۰۰

نیز فرماتے ہیں، جب تمہیں صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے

المجموع للنووی ص ۶۳ میزان شعرانی ص ۵۷ ایقاظ ص ۱۰۰ ناسبالی البیہقی والحاکم

نیز آپؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ مسئلہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث جو کہ اہل نقل کے ہاں صحیح موجود ہو اور وہ حدیث میرے قول کے خلاف ہو تو میں اس اپنے قول سے رجوع کرنیوالا ہوں اپنی زندگی یا بعد الموت میں

اعلام الموقعین ص ۳۶۳ ج ۲ ایقاظ ص ۱۰۴

(۴) امام احمد بن حنبلؒ آپ فرماتے ہیں کہ نہ تو میری تقلید کرو اور نہ مالکؒ و شافعیؒ کی اور نہ اوزاعیؒ اور ثوریؒ کی بلکہ تم بھی دین کو وہاں سے لو جہاں سے وہ لے چکے ہیں (اعلام ص ۳۰۲ ج ۲ ۔ ایقاظ ص ۱۱۳)

نیز آپ کا قول ہے کہ جس نے حدیث کو رد کیا وہ ہلاکت کے گڑھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں ہے (مناقب لابن جوزی صفحہ ۱۸۲)

نیز آپ فرمایا کرتے تھے۔ امام اوزاعیؒ اور امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ سب کی سب رائے ہیں اور سب میرے نزدیک برابر ہیں لیکن ان سب میں کوئی بھی حجت نہیں بلکہ حجت تو صرف آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (الجامع لابن عبد البر صفحہ ۱۴۹)

یہ ائمہ کرام کے اقوال تقلید کے رد اور تمسک بالحدیث پر ایسے صریح اور واضح دلائل ہیں کہ کسی قسم کی تاویل وجدال کے قابل ہی نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ ان کا کمال علم اور تقویٰ ہے کہ انہوں نے اپنے ان اقوال سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ہم تمام احادیث کا احاطہ نہیں کر چکے ہیں۔ اس لئے امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا اور ہر منصف کا یہی عقیدہ ہے کہ اگر امام ابوحنیفہؒ شریعت کی تدوین تک زندہ رہتے اور آپ کو یہ احادیث کا مجموعہ ذخیرہ مل جاتا تو آپ ان احادیث پر عمل کرتے اور قیاس کو چھوڑتے۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ کا احادیث کے خلاف بعض اقوال کا یہی عذر ہے تو آپ یقیناً عند اللہ معذور ہوں گے کیونکہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ہے۔ لہذا اس مخالفت کی وجہ سے آپ پر بعض طعن کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں جیسے کہ بعض جہلا کرتے ہیں بلکہ آپ کا ادب واحترام کرنا چاہئے کیونکہ آپ مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو ان اماموں سے حفاظت کرایا اور انہوں نے ہمارے تک فروعات کو پہنچایا اور آپ ماجور ہیں ہر حالت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں خواہ ان اجتہادی مسائل میں مصیب ہوں یا مخطی۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا کہ مقلدین کے لئے میرے اقوال کی پیروی کرنا جائز نہیں ہے جبکہ وہ خلافِ سنت ہوں کیونکہ آپ کا مذہب ہی نہیں جیسے کہ آپ سے صراحتہً ثابت ہے کہ جب تمہیں صحیح حدیث مل جائے وہی میرا مذہب ہے۔

سبحان اللہ ؎ ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا۔

ائمہ کیا کہتے تھے اور مقلدین کیا کہتے ہیں، صرف ایک ہی بات مقلدین حضرات کی بیں نقل کرتا ہوں تاکہ مشتی نمونہ از خروار ہو۔

امام کرخیؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ حدیث یا قرآنی آیت جو ہمارے اصحاب (یعنی ارباب مذہب احناف) کے خلاف ہو وہ یا تو مؤوّل ہے یا منسوخ۔

(التشریع الاسلامی للعلامۃ الخضری صـ۳۲۴)

مطبوعہ الاستقامہ بالقاہرۃ

سُبْحَانَ اللّٰہِ فَھٰؤُلَآءِ فِیْ وَادٍ، وَاُولٰٓئِكَ فِیْ وَادٍ۔ وَالْحَقُّ بَیْنَ ھٰؤُلَآءِ وَھٰؤُلَآءِ،

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

عبد العزیز نورستانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھُوَ وِتْرٌ وَیُحِبُّ الْوِتْرَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ خَیَّرَنَا بَیْنَ اَنْ نُوْتِرَ بِوَاحِدَۃٍ وَثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ، وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیْنَ اَوْتَرُوْا بَعْدَہٗ بِرَکْعَۃٍ وَاحِدَۃٍ اَمَّا بَعْدُ، اس رسالے میں سب سے پہلے میں انشاء اللہ نفس ایک رکعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل اور صحابہ کرام رض کے قول وفعل سے اور تابعین رح و ائمہ مجتہدین رح ومحدثین کرام رح کے اقوال وافعال سے ثابت کروں گا پھر مولوی محمد یعقوب صاحب کے خط کا جواب دوں گا۔ انشاء اللہ

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق

؎ قال السیوطی فی التوشیح الوتر بکسر الواو وفتحها

وقال النووی فی المجموع شرح المہذب ص۱ ج ۴ الوتر بکسر الواو وفتحها

قلتُ۔ والفتح افصح لانہ لغۃ القرآن، قال اللہ تعالیٰ وَالْوَتْرِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ایک رکعت وتر کا ثبوت

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَۃً وَّاحِدَۃً تُوْتِرُ لَہٗ مَا قَدْ صَلّٰی بخاری ص ۱۳۵ ج ۱ اصح المطابع نور محمد کراچی ۔ مسلم ص ۲۵۷ ج ۱ رشیدیہ دہلی

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے وہ فرماتے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے متعلق پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھے وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی ۔

موطا ص ۱۱۰، مطبوعہ اصح المطابع نور محمد کراچی ۔ مسند احمد ص ۵ ج ۲، ص ۹ ج ۲، ص ۱۰ ج ۲، ص ۳۰ ج ۲، ص ۴۴ ج ۲، ص ۴۸ ج ۲، ص ۵۴ ج ۲ ۔

اس حدیث سے دو باتیں نکلیں ایک یہ کہ رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیئے اور ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرے ۔ دوسری یہ کہ وتر ایک رکعت بھی پڑھ سکتا ہے

(۲) وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَنْصَرِفَ فَارْکَعْ رَکْعَۃً

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب تو نماز سے فارغ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تُوتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ (بخاری صفحہ ۱۳۵ ج ۱) ہونا چاہیے تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ تیری ساری نماز کو طاق کر دے گی۔

اس روایت میں تصریح ہے اس بات پر کہ آپؐ کا یہ فرمانا کہ اِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ. یا اِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ. یا اِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ یا اِذَا رَأَيْتَ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ یہ سب قیود اتفاقی ہیں قیود احترازی نہیں اس لئے یہ مطلب لینا بالکل غلط ہے کہ ایک رکعت پڑھنا خاص ہے اس شخص کیلئے جس کو تین پڑھنے کا وقت نہ ملے۔ اضطراری طور پر۔ کیوں کہ فَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَنْصَرِفَ صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر صبح طلوع ہونے کا ڈر نہ ہو بلکہ آپ نماز ختم کرنا چاہتے ہیں تب بھی ایک رکعت وتر بخوشی پڑھ سکتے ہیں

(۳) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ۔ مسلم صفحہ ۲۵۷ ج ۱ مسند احمد صفحہ ۹ ج ۲، صفحہ ۱۰۲ ج ۲، صفحہ ۱۱۳ ج ۲، صفحہ ۱۳۴ ج ۲ صفحہ ۱۳۵ ج ۲

حضرت سالمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا آپؐ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ پھر جب صبح ہونے سے ڈر جائے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے

(۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض قَالَ قَامَ رَجُلٌ

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضؓ فرماتے ہیں ایک آدمی کھڑا ہوا اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ قَالَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِرَکْعَۃٍ

مسلم ص ۲۵۷ ج ۱، مسند احمد ص ۶۶ ج ۲ ص ۸۸ ج ۲

کہا کہ یا رسول اللہ رات کی نماز کیسی ہے، فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ پس جب آپ صبح ہونے سے ڈریں تو تو ایک رکعت وتر پڑھ لیا کرو۔

(۵) وَعَنْہُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّائِلِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ قَالَ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیْتَ الصُّبْحَ فَصَلِّ رَکْعَۃً

مسلم ص ۲۵۷ ج ۱، مسند احمد ص ۵۸ ج ۲ ص ۷۱ ج ۲

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں اس کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا۔ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ۔ رات کی نماز کیونکر ہے آپؐ نے فرمایا دو دو رکعت۔ پھر جب تجھے ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت پڑھ لے

(۶) عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَؓ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْوِتْرُ رَکْعَۃٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ

حضرت ابی مجلزؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ وتر ایک رکعت ہے آخر رات میں۔

مسلم ص ۲۵۷ ج ۱، ابو داؤد ص ۵۳۴ مع عون المعبود انصاری دہلی، طحاوی ص ۱۶۳ مصطفائی، مسند احمد ص ۳۱۰ ص ۳۶۱ ص ۵۱ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۷) وَعَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْوِتْرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رَكْعَةٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ

مسلم ج ۱ ص ۲۵۷ مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۱ ص ۳۶۱

حضرت ابو مجلزؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ وہ (وتر) ایک رکعت ہے آخری رات میں

(۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا رَأَيْتَ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ

مسلم ج ۱ ص ۲۵۷ مسند احمد ج ۲ ص ۵ ، ج ۲ ص ۴۱ ، ج ۲ ص ۱۵۵

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب تجھے معلوم ہو کہ صبح آ پہنچی تو ایک رکعت وتر پڑھ لے

(۹) وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّصَلِّيَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْنَا الصُّبْحَ اَوْتَرْنَا بِوَاحِدَةٍ۔

مختصر قیام اللیل ص ۲۰۴

دوسری روایت اسی سے ہے کہ آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم دو دو رکعت پڑھ لیں اور اگر صبح ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لیں۔

ان تمام احادیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے کا حکم دیا ہے جو کہ فَارْكَعْ رَكْعَةً ۔ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ فَصَلِّ رَكْعَةً ۔ فَاَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ ۔ سب امر کے صیغے ہیں۔ نیز ایک رکعت ہونے کا اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ سے خبر دیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ایک رکعت وتر کا ثبوت

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ اِحْدٰی عَشَرَ رَکْعَةً یُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ مِّنْهَا۔	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت پڑھتے ان میں ایک رکعت وتر ہوتا۔
مسلم ص۲۵۴ ج۱ رشیدیہ دھلی مختصر قیام اللیل للمقریزی ص۲۰۲ و ص۸۲ مطبوعہ مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل	
(۲) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ مَا بَیْنَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلَی الْفَجْرِ اِحْدٰی عَشَرَةَ رَکْعَةً یُسَلِّمُ بَیْنَ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَیُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ	حضرت عروہ بن زبیر رضؓ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز سے فارغ ہوکر صبح تک گیارہ رکعتیں پڑھتے اور ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے

مسلم ص۲۵۴ ج۱ مختصر قیام اللیل ص۸۲۔ قیام اللیل کی حدیث کے بارے میں علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا کہ باسناد علی شرط الشیخین۔ پھر فرماتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ فَهُوَ كَالنَّصِّ فِي مَوْضِعِ النِّزَاعِ ۔ (مواہب لدنیہ صفحہ ج ۸)

یعنی یہ حدیث اختلافی جگہ میں صراحت جیسی ہے ۔

(۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ أُطِيْلُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ وَكَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَ الْأَذَانُ فِيْ أُذُنِهِ	حضرت انس بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا اور کہا کیا کہ میں صبح کی دو سنتوں کو لمبی کر کے پڑھ لیا کروں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور فجر کے رکعتوں کو اس حالت میں پڑھتے کہ آذان
بخاری صفحہ ۱۳۵ ج ۱ ترمذی ۔ ۱۰۴ ۔ ج ۱)	آپ کے کان میں ہوتی مطلب یہ کہ لمبی
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ رض وَ جَابِرٍ رض وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رض وَأَبِيْ أَيُّوْبَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ رَأَوْا أَنْ يَفْصِلَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالثَّالِثَةِ	نہیں پڑھتے اس باب میں حضرت عائشہؓ حضرت جابرؓ حضرت فضل بن عباسؓ حضرت ابوایوبؓ حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایات ہیں ۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں ابن عمرؓ کی حدیث حسن صحیح ہے اسی پہ عمل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم اصحاب کا اور تابعین کا ۔ انہوں نے جائز سمجھا ہے کہ جدائی کرے آدمی دو ۔۔۔ اور تیسری رکعت کے درمیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

ترمذی مع تحفۃ الاحوذی صـ۳۳۳ ج ۱

اور ایک رکعت وتر پڑھتے اسی کے امام مالکؒ وشافعیؒ احمدؒ واسحاق قائل ہیں۔

(۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْتَرَ بِرَکْعَةٍ

دارقطنی صـ۲۳ ج ۲ (قاھرۃ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھا۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں کہ۔

وَالْحَدِیْثُ رُوَاتُهٗ کُلُّهُمْ ثِقَاتٌ

اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں

المغنی علی دارقطنی صـ۲۳ ج ۲ (اقول ھو کما قال ابو الطیب)

(۵) عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْاَشْعَرِیَّ کَانَ بَیْنَ مَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ فَصَلَّی الْعِشَاءَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی رَکْعَةً اَوْتَرَ بِهَا فَقَرَأَ فِیْهَا بِمِائَةِ اٰیَةٍ مِنَ النِّسَاءِ ثُمَّ قَالَ مَا اَلَوْتُ اَنْ اَضَعَ قَدَمِیْ حَیْثُ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدَمَیْهِ وَاَنْ اَقْرَأَ بِمَا قَرَأَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(سنن نسائی صـ۲۰۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ)

حضرت ابومجلزؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ مکہ اور مدینہ کے درمیان (سفر میں) تھے تو عشاء کی نماز دو رکعت پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت وتر پڑھا جس میں سورۃ نساء کی سو آیتیں پڑھیں پھر فرمایا میں نے کوتاہی نہیں کی اس میں کہ میں رکھوں اپنے قدم کو جہاں رسول اللہ صلعم نے رکھا تھا اپنے مبارک قدموں کو (اور اس میں بھی میں نے کوتاہی نہیں کی کہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑھوں میں اس چیز کو جس کو رسول اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا۔

حضرت ابو موسیٰ رضؓ کی اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ آپؐ نے بھی ایک رکعت وتر پڑھا ہے جس کا احناف بھی اعتراف کرتے ہیں حدیث کے قوی ہونے کا تو اعتراف کرتے ہیں اور اس حدیث کا چودہ سال تک جواب نہ آنے کا بھی بعض فضلاء دیوبند نے اقرار کیا ہے اور چودہ سال غور و فکر کرنے کے بعد یہ جواب اس کو آیا کہ اَنَّهُ رَفْعٌ مُّبْهَمٌ لَا يَكْفِي وَلَا يَشْفِي۔ حضرت ابو موسیٰ رضؓ کے اس فعل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا یہ ایک مبہم نسبت ہے جو کہ کافی و شافی نہیں اور کبھی جواب میں کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضؓ کے اس فعل کو آپکی طرف منسوب کرنے کا ماخذ نبی علیہ السلام کا مغرب میں سہو ہونا ہو۔ حالانکہ حضرت ابو موسیٰؓ کا مغرب میں سہو ہونے کی حدیث اور ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضؓ مکہ سے نکلے راستہ میں جب مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے (بھول کر) دو رکعت پر سلام پھیرا پھر اٹھ کر ایک رکعت پڑھی جس میں سورہ نساء کی تین آیتیں پڑھیں۔ پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سہو کا ذکر کیا یہ الگ حدیث ہے وہ الگ کیونکہ اس میں صراحۃً عشاء کا ذکر ہے، نیز وہاں جو ایک رکعت پڑھی اسکے بارے میں اَوْتَرَ بِهَا یعنی اس کیساتھ وتر کی صراحت ہے۔ نیز اس میں سورہ نساء کے تین آیتوں کا ذکر ہے وہاں سو آیتوں کی تصریح ہے۔ تو ایسی تصریحات کے سامنے تعلیلات کیا وقعت رکھتی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض وَابْنِ عَبَّاسٍ

مختصر قیام اللیل ص ۲۰۲

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں فجر کی ان دو رکعتوں کے ساتھ جو اذان اور اقامت کے درمیان ہیں، تیرہ رکعت نماز پڑھتے۔ ان میں سے ایک رکعت وتر ہوتا۔

اس باب (وتر ایک رکعت) میں ابن عمر رض اور ابن عباس رض کی روایات کا بھی ذکر ہے

(۷) وَعَنْهَا رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ يُسَوِّيْ بَيْنَهُنَّ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ

مسند احمد ص ۱۲۰ ج ۶

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ رکعت نماز پڑھی ان کے رکوع وسجود اور قراءت ایک جیسی ہوتے پھر ایک رکعت وتر پڑھتے

(۸) وَعَنْهَا رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُسَوِّيْ بَيْنَ الْقِرَاءَةِ فِيْهِنَّ وَالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ ثُمَّ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ

احمد ص ۱۳۵ ج ۶

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت نماز پڑھی ان کی قراءت رکوع وسجود ایک ہی جیسے ہوتے پھر ایک رکعت وتر پڑھتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۹) وَعَنْهَا رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مَا بَيْنَ اَنْ يَفْرَغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشَرَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِيْ كُلِّ اِثْنَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ، مسند احمد ص۱۴۳ ج۶

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهَا يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ سَجْدَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ص۱۱۵، ص۲۴ ج۶، ص۸۳ ج۶

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہونے اور صبح کے درمیان گیارہ رکعت نماز پڑھتے ——— ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے ——— اور ایک رکعت وتر پڑھتے ———

ایک اور روایت میں اس سے یہ ہے کہ آپ ہر دو سجدوں (دو رکعتوں) کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے،

(۱۰) وَعَنْهَا رض قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُصَلِّيًا) مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِيْ كُلِّ اثْنَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ - مسند احمد ص۳۴ ج۶، ص۳۵ بِسَنَدٍ لَيْسَ فِيْهِ ابْنُ لَهِيْعَةَ و ص۸۸ ج۶

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء اور نماز فجر کے درمیان گیارہ رکعت نماز پڑھتے ——— ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرتے ——— اور ایک رکعت وتر پڑھتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) عَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: رَاَيْتُ سَعْدًا عَلٰى بَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَةً، قُلْتُ مَا هٰذِهٖ؟ فَقَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ۔

دارقطنی ص۱۳۲ (قاہرہ)

حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعدؓ کو عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رکعت وتر پڑھتے دیکھا ہے۔

۱۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ۔ رواہ البزار وَفِيْهِ شُرَحْبِيْلُ بْنُ سَعْدٍ وَثَقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ، مجمع الزوائد ص۲۴۲ ج۲

حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھا اس حدیث میں شرحبیل بن سعد ہے جس کی ابن حبان نے توثیق کی ہے اور باقی ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے

(۱۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فَصَلّٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ

طحاوی ص۱۷۰ ج۱

حضرت ابن عباسؓ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں کہ آپ نے دس رکعت (رات کی نماز پڑھی) پھر ایک رکعت وتر پڑھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث میں الفاظ یوتر لواحدۃ۔ اوتر بواحدۃ فصلی رکعتنا او شیئا ، ثم اوتر برکعۃ۔ یہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر دو رکعتوں کیطرح دلالت کرتے ہیں امام طحاوی اپنی عادت کیمطابق فرماتے ہیں

ولم یروی فی الرکعۃ شیء	ایک رکعت وتر کے بارے میں جتنی
الا تاویلہ یحتمل، طحاوی ص۱۴۳	احادیث مروی ہیں انہیں تاویل کا

احتمال ہے۔

مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں ہے

وقد حمل المخالف من الحنفیۃ	بے شک حنفیوں میں سے ایک مخالف
کل ما ورد من الثلاث	نے تمام ان احادیث کو جو تین وتر
علی الوصل مع ان کثیرا	کے سلسلہ میں آئی ہیں میں (تین)
من الاحادیث ظاہر فی	موصول پر محمل کیا ہے۔ حالانکہ
الفصل فلا یصح ھذا الحمل	بہت سی احادیث فصل کے
کحدیث عائشۃ عند	سلسلہ میں ظاہر ہیں۔ تو یہ حمل
ابی داؤد ومحمد بن نصر	صحیح نہیں۔ مثلاً ابوداؤد اور محمد بن
باسناد علی شرط الشیخین	نصر کے نزدیک حضرت عائشہؓ کی
کان صلی اللہ علیہ وسلم	حدیث ہے ایسی سند کے ساتھ جو
یصلی ما بین ان یفرغ من	شیخین کی شرط پر پوری اترتی ہے
العشاء الی الفجر احدی	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے
عشرۃ رکعۃ یسلم فی کل	فارغ ہو کر فجر تک گیارہ رکعت نماز پڑھتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکعتین ثانیۃ یدخل فیہ الرکعتان اللتان قبل الاخیرۃ فہی کالنص فی موضع النزاع فیقطعہ

ہر دو ——— رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے ——— تھے۔ کیونکہ اس میں وہ دو رکعتیں بھی شامل ہوتی ہیں جو آخری سے پہلے ہیں گویا کہ یہ تصریح ہے کہ

نزاع … بین الفصل والوصل کی جگہ پر تو اس نزاع کو یہ تصریح قطع کردیتی ہے۔

وحمل الطحاوی ہذا الحدیث ومثلہ علی ان الرکعۃ مضمومۃ الی الرکعتین قبلہا ولم یتمسک فی دعوی ذلک الا بالنہی عن البتیراء وہو حدیث ضعیف فلا دلالۃ فیہ لما ادعاہ

(زرقانی شرح مواہب … مطبوعہ ازہریہ مصر)

امام طحاویؒ نے اس اور اس جیسی اور احادیث کو محمل کیا ہے۔ اس طریقے سے کہ یہ ایک ملی ہوئی ہے ماقبل کے ساتھ۔ امام طحاویؒ نے اس دعوی کیلئے کسی دلیل سے استدلال نہیں کیا مگر اس حدیث سے جس میں بتیراء سے نہی ہے۔ اور وہ بھی ضعیف ہے تو اس میں اس کے دعوی پر کوئی دلالت نہیں۔

امام طحاویؒ ایسے احتمالات و تاویلات بیان کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ امام کرخیؒ تو حنفیہ حضرات کے لئے احتمال و تاویل و نسخ کا دروازہ کھول رکھا ہے مگر حدیث کو اپنی ہیئت میں ماننے کے دروازہ کو مقفل کر رکھا ہے، والی اللہ المشتکی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رضؓ (قَالَتْ) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ وَكَانَ يَتَكَلَّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے دو ـــــ اور ایک رکعت کے درمیان فصل کرکے بات چیت کرتے

رواہ الحاکم فی المستدرک ، شرح ابواب الوتر من الجامع الترمذی للشیخ بنوری ص۹۸

اور شیخ انور شاہ کشمیریؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں ۔

وَهُوَ فِي الْاِتِّحَافِ ص۲۵۶ ج۲ عَنِ الْمُصَنِّفِ وَمَسَافَتُهُ مَسَاقُ رِوَايَةِ مَالِكٍ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ فِيْ بَابِ إِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ أَوْ وَجَدَ خِفَّةً (۱) وَمَا فِي الْفَتْحِ ص۳۶ عَنِ الْمُسْنَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ ۔ کشف الستر ص۶۸	یہ روایت مصنف سے اتحاف میں ہے ۔ اس کی سند اس روایت کی سند جیسی ہے جو امام مالکؒ سے بخاری کے نزدیک باب اذا صلّی قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ اَوْ وَجَدَ خِفَّةً " میں ہے نیز اس حدیث کی سند اس جیسی ہے جو کہ فتح الباری کے اندر مسند ہے عبدالرحمٰن بن مہدی نے حضرت

امام مالکؒ سے روایت کی ہے ۔

علامہ کشمیریؒ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے کیونکہ بخاری میں حدیث حضرت عائشہ رضؓ امام مالکؒ کے طریقے سے اور مسند میں حضرت عائشہ رضؓ کی امام مالکؒ کے طریقے سے جو حدیث ہے وہ قوی ہے علامہ بنوری مدظلہ نے شیخ

(۱) بخاری ص۱۵۰ ج۱ ۔ اصح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کشمیریؒ سے اس حدیث کے قوی ہونے کو صراحتہً ذکر کیا ہے وہ حاکم کی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

قَالَ الشَّیْخُ وَمِنَ الْعَجِیْبِ اَنَّ الشَّافِعِیَّۃَ لَمْ یَسْتَدِلُّوْا بِہٖ وَالْحَدِیْثُ قَوِیٌّ وَالْحَنَفِیَّۃُ لَمْ یَتَوَجَّهُوْا اِلٰی جَوَابِہٖ وَهُوَ مُشْکِلٌ وَقَدْ مَکَثْتُ نَحْوَ اَرْبَعَ عَشَرَۃَ سَنَۃً اَتَفَکَّرُ فِیْہِ ثُمَّ سَنَحَ لِیْ جَوَابٌ یَشْفِیْ وَیَکْفِیْ ۔
شرح ابواب الوتر للعلامہ بنوریؒ ص۱۸

شیخ کشمیریؒ نے فرمایا ہے کہ عجیب بات ہے کہ اس حدیث کے قوی ہونے کے باوجود شوافع نے تو اس سے استدلال نہیں کیا ہے اور احناف نے اس کے جواب کی طرف توجہ نہیں دی اور اس کا جواب بھی مشکل ہے۔ بیشک میں اس حدیث کے جواب کیلئے چودہ سال تک غور وفکر کرتا رہا یہاں تک کہ میرے دل میں ایک شافی کافی جواب آیا۔

علامہ انور شاہ صاحبؒ نے اس حدیث کا جواب کشف الستر کے ص۶۸ میں یوں دیا ہے۔ ناظرین کرام نہایت غور سے پڑھیں چودہ سال تک غور کے بعد کا جواب یہ ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

تُرِیْدُ رَکْعَۃَ الْوِتْرِ وَرَکْعَتَیِ الْفَجْرِ لَامَا فَهِمَہٗ شَارِحُ[1] الْاِحْیَاءِ وَاٰخَرُوْنَ مِنْهُمْ
کشف الستر ص۶۸

حضرت عائشہؓ کی مراد یہ ہے کہ آپؐ وتر کے ایک رکعت اور فجر کے دو رکعتوں کے درمیان فصل کرتے اس سے مراد وہ نہیں جو احیاء العلوم کے شارح وغیرہ سمجھ چکے ہیں۔

---

(۱) قال الزبیدی (شارح الاحیاء) فقد اوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکعۃ رواہ الشیخان عن ابن عمر ... اتحاف ج۳ ص۳۵۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

افسوس

افسوس کہ آنجناب کو چودہ سال بعد یہ جواب آیا اور اس کو شافی وکافی سمجھا حالانکہ حدیث سے یہ مطلب نکالنا بالکل باقی روایات پر پاؤں رکھنا ہے ۔

اگر علامہ کشمیری نے جو تاویل کی ہے یہ مان بھی لیا جائے پھر بھی ہمیں تو مضر نہیں۔ اور محترم کو مفید نہیں بلکہ مضر ہے کیونکہ ہم تو ایک کے قائل ہیں خواہ فصل ماقبل کے رکعتین اور رکعت وتر کے درمیان ہو یا مابعد کے رکعتین اور رکعت وتر کے درمیان ہو۔ ہمیں صرف ایک رکعت وتر کا ثبوت چاہئے جو کہ الحمد للہ علامہ صاحب کی زبان مبارک سے نکلا کہ تُرِيدُ رَكْعَةَ الْوِتْرِ وَرَكْعَتَي الْفَجْرِ آپکی مراد ایک رکعت وتر اور صبح کی دو رکعتوں کے درمیان فصل ہے ۔ تو فَثَبَتَ رَكْعَةُ الْوِتْرِ وَهِيَ الْمَطْلُوبُ ، فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔

(۲) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ	حضرت نافع حضرت ابن عمرؓ سے
اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ	روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِتْرِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بارے
فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	میں سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اِفْصِلْ بَيْنَ الْوَاحِدَةِ	فرمایا کہ ایک اور دو کے درمیان
وَالثِّنْتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ	سلام سے فصل کیجئے

رواہ الاثرم مغنی ابن قدامہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۳) عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّہٗ کَانَ یَفْصِلُ بَیْنَ شَفْعِہٖ وَوِتْرِہٖ بِتَسْلِیْمَۃٍ وَاَخْبَرَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ فَقَدْ اَخْبَرَ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ شَفْعًا وَوِتْرًا۔ طحاوی ص۱۹۳ ج ۱ مطبوعہ مصطفائی

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ وتر کی دو رکعت اور ایک رکعت کے درمیان سلام سے جدائی کرتے اور وہ یہ خبر دیتے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کرتے تھے بے شک ابن عمرؓ نے خبر دی کہ آپ دو رکعت اور ایک رکعت نماز پڑھا کرتے۔

(۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْصِلُ بَیْنَ الْوِتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِیْمَۃٍ یُسْمِعُنَاھَا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور دو رکعتوں کے درمیان ایسے سلام سے جدائی کرتے کہ سلام کی آواز ہمیں سناتے۔

مسند احمد ص۷۶ ج ۲ مطبوعہ مصر قدیم

علامہ ابن قدامہ حنبلی اس روایت کو نقل کرتے بعد فرماتے ہیں کہ وَھٰذَا نَصٌّ۔ الگ تحریمہ سے ایک رکعت وتر پڑھنے پر یہ تصریح ہے

مغنی ابن قدامہ ص۷۲۲ ج ۱

اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ قَوَّاہُ اَحْمَدُ یعنی اس حدیث کو امام احمدؒ بن حنبل نے قوی قرار دیا ہے۔ کشف الستر ص۶۷

تلخیص ص۱۶ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ عبدالجبار غزنوی اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَقَوَّاهُ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ السَّكَنِ فِي صَحِيحَيْهِمَا۔ فتاوی غزنویہ ص
یعنی اس حدیث کو امام احمد نے روایت کر کے قوی کہا ہے اور ابن حبان و ابن سکن نے بھی اس حدیث کو اپنی اپنی صحیح میں نکالا ہے

(۵) وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي الْحُجْرَةِ يَفْصِلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ أَسْمَعُ تَسْلِيمَهُ وَأَنَا فِي الْبَيْتِ
مختصر قیام اللیل ص ۲۰۲ (۱)

حضرت عائشہ رض بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں نماز پڑھتے، وقت دو رکعتوں اور وتر میں فرق کرتے ہیں آپ کے سلام پھیرنے کی آواز کو سنتی تھی حالانکہ میں اپنے گھر ہوتی

(۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ
مختصر قیام اللیل ص ۲۰۲ - دار قطنی ص ۳۵ ج ۲

حضرت ابن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور دو رکعتوں میں فرق کرتے۔۔

صحابۂ کرام رض کے قول و فعل سے ایک رکعت وتر کا ثبوت

(۱) عَنْ لَيْثٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رض اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ
مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۹۲ ج ۱

حضرت لیث رض سے روایت ہے کہ بے شک ابوبکر رض نے ایک رکعت وتر پڑھی۔

(۲) عَنِ بْنِ عُمَرَ رض اَوْتَرَ

حضرت ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ وتر

(۱) قال الهيثمي هذا حديث منقطع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَكْعَةٌ وَّاحِدَةٌ كَانَ ذَالِكَ وِتْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رض۔
مختصر قیام اللیل ص۱۰۵

ایک رکعت ہے ، یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض عمر رض کا وتر تھا۔

(۳) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فِيْ رَكْعَةٍ اَوْتَرَ بِهَا
مختصر قیام اللیل ص۲۰۵، تحفۃ الاحوذی ج۱ ص۳۴۱ طحاوی ص۱۴۴، دارقطنی ج۲ ص۳۴ باسنادٍ حسنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ وَابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ ج۲ ص۲۹۳ (دالبیل) عَنْ نَائِلَةَ بِنْتِ فَرَافِصَةَ
التعلیق الممجد ص۱۱۷ مسند عبدالرزاق ج۳ ص۲۲

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رض نے قرآن پاک کو ایک رکعت میں پڑھا اور اس کے ساتھ وتر کیا ——— اس اثر کو دارقطنی نے اچھی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن تیمی سے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے فرافصہ کی بیٹی نائلہ سے روایت کیا ہے۔

(۴) عَنْ مٰلِكِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مَوْلًى لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، تحفۃ الاحوذی ج۱ ص۳۴۱
مختصر قیام اللیل ص۲۰۵

مالک بن دینار حضرت علی رض کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رض نے ایک رکعت کے ساتھ وتر ادا کی۔

(۵) عَنْ نَافِعٍ رض اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ

حضرت نافع رض سے روایت ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِبْنَ عُمَرَ رض كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ - طحاوی ص۱۶۴ ج۱ بخاری ص۱۳۵ ج۱ - کشف المغطا ص۱۱۰

کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وتر کی جب تین رکعتیں پڑھتے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے۔ یہاں تک کہ کسی ضرورت سے بات بھی کرتے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اثر سے تین وتر کو دو سلام سے پڑھنا ثابت ہوا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(۶) عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ رض اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رض صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اُدْخُلُوا اِلٰى نَاقَتِيْ فُلَانَةَ ثُمَّ قَامَ فَاَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۲ ج۲

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رض فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر فرمایا کہ میری فلان اونٹنی کے پاس جاؤ پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت وتر پڑھا

(۷) عن نَافِعٍ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِي مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا مُعَاذٌ وَكَانَ يُسَلِّمُ رَافِعًا صَوْتَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَكَانَ يُصَلِّيْ مَعَهٗ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز تراویح پڑھتے تھے اور حضرت معاذ رض امامت کراتے تھے تو آپ دو رکعت پر بلند آواز سے سلام پھیر دیتے پھر اٹھتے پس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ اَرَ اَحَدًا یَعِیْبُ ذٰلِکَ عَلَیْہِ

طحاوی ج۱ ص... مصنف ابن شیبہ ص۳۱۲ مختصر قیام اللیل ص۲۰۵۔

ایک وتر پڑھا نے تھے اور اس کے ساتھ صحابہ کرامؓ نماز پڑھتے تھے اور کوئی اسے معیوب نہ جانتا تھا۔

گویا کہ حضرت نافعؒ صحابہ کرامؓ کا اجماع سکوتی نقل کر رہا ہے اور اجماع سکوتی عند الاحناف ادلہ قطعیہ سے ہے وَاِنْ لَمْ یَکْفُرْ جَاحِدُہٗ نور الانوار ص۲۲۳

(۸) عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْاَشْعَرِیَّ رض اَوْتَرَ بِرَکْعَۃٍ، قیام اللیل ص۲۰۶ مسند عبد الرزاق ج۳ ص۲۷

حضرت ابو مجلزؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ایک رکعت وتر پڑھتے۔

(۹) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُرَحْبِیْلَ اَنَّہٗ رَأٰی سَعْدًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی رَکْعَۃً اَوْتَرَ بِہَا ثُمَّ خَرَجَ۔

تحفۃ الاحوذی ج۱ ص۳۴۱ مختصر قیام اللیل ص۲۰۵

حضرت محمد بن شرحبیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد کو دیکھا مسجد میں داخل ہوئے پس آپ نے ایک رکعت وتر پڑھا پھر مسجد سے باہر تشریف لائے۔

(۱۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَمَۃَ قَالَ اَمَّنَا سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِیْ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَۃِ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَحّٰی فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی رَکْعَۃً

حضرت عبد اللہ بن سلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ہمیں عشا کی نماز پڑھائی جب نماز سے پھرا تو مسجد کے کونے میں الگ ہوا تو وہاں ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاتَّبَعْتُہُ فَاَخَذْتُ بِیَدِہٖ ۔ فَقُلْتُ یَا اَبَا اِسْحٰقَ مَا ھٰذِہِ الرَّکْعَۃُ فَقَالَ وِتْرٌ اَنَامُ عَلَیْہِ طحاوی صفحہ ۲۴۲ ج ۱ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۳۴۲ ج ۱ وَقَالَ صَاحِبُ التُّحْفَۃِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ، فقہ السنۃ صفحہ ۲۹ ج ۲ وَاللَّفْظُ لَہٗ وَقَالَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ ، کشف المغطا صفحہ ۱۱ مسند عبدالرزاق صفحہ ۲۱ ج ۳ مسند احمد صفحہ ۲۳۲ ج ۵ ، بخاری صفحہ ۹۴

رکعت نماز پڑھی میں اس کے پیچھے لگا اور اس کو ہاتھ سے پکڑا ۔ میں نے کہا کہ ابو اسحٰق آپ نے یہ ایک رکعت کیا پڑھی تو ۔ اس نے فرمایا کہ وتر اسی پر میں سو جاتا ہوں ، تحفۃ الاحوذی والے نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے یہاں منقولہ الفاظ فقہ السنۃ کے ہیں احمد نے بھی اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ اسکے رجال ثقہ (مضبوط) ہیں

(نوٹ) امام طحاویؒ وغیرہ نے حضرت سعدؓ کے ایک رکعت وتر پڑھنے پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تعجب نقل کیا ہے ۔ مگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا اپنا فعل امام محمد بن نصر المروزی نے قیام اللیل صفحہ ۲۰۹ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خود ایک رکعت وتر تنہا تکبیر تحریمہ سے پڑھتے تھے تو آپ تعجب کیسے کرتے ۔ نیز تعجب ابن مسعودؓ والی روایت میں ایک راوی حصین ہے، اس کے بارے میں امام نورالدین ہیثمی مجمع الزوائد صفحہ ۲۴۲ ج ۲ میں فرماتے ہیں بعینہ اسی تعجب والی روایت کو نقل کر کے فِیْہِ حُصَیْنٌ لَمْ یُدْرِکْ ابْنَ مَسْعُوْدٍ ۔ یعنی حصین نے ابن مسعودؓ کے زمانے کو نہیں پایا ہے

(۱۱) عَنْ اَبِیْ عُبَیْدِ اللّٰہِ رَاَیْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ وَفُضَالَۃَ بْنَ عُبَیْدٍ

حضرت ابو عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو درداءؓ و فضالہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ يُوتِرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِرَكْعَتٍ، تحفۃ الاحوذی ج ۱ صفحہ ۳۴۱ مختصر قیام اللیل صفحہ ۲۰۶

بن عبید اور معاذ بن جبلؓ کو دیکھا کہ ہر ایک ان میں سے ایک رکعت وتر پڑھتا

(۱۲) وَسَمَرَ حُذَيْفَةُ وَابْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَهُوَ اَمِيرُ الْكُوفَةِ فَلَمَّا خَرَجَا اَوْتَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِرَكْعَةٍ مصنف ابن ابی شیبۃ صفحہ ۲۹۲ ج ۲

حضرت حذیفہ اور حضرت ابن مسعودؓ ولید بن عقبہ کے پاس جو امیر کوفہ تھے رات کو باتیں کرتے رہے جب ——— نکلے تو ہر ایک نے ایک ایک رکعت وتر پڑھا۔

ومختصر قیام اللیل صفحہ ۲۰۶ مسند عبدالرزاق صفحہ ۲۵ ج ۳ باختلاف الالفاظ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فعل سے معلوم ہوا کہ آپ کی طرف جو ایک رکعت وتر پڑھنے پر حضرت سعد بن ابی وقاص پر عیب گیری کی نسبت کرتے ہیں وہ صحیح نہیں اس لئے کہ اس اثر کے راوی حصین ہے اور اس نے حضرت ابن مسعودؓ کے زمانہ کو پایا ہی نہیں، جیسے کہ امام نورالدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں تصریح کی ہے، کما مرّ انفاً۔

(۱۳) عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهُ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا اور اس کے پاس حضرت ابن عباسؓ کا غلام تھا تو اس نے حضرت ابن عباسؓ کو خبر دی تو آپ نے

دارقطنی صفحہ ۲۴۔ مصنف ابن ابی شیبۃ صفحہ ۲۹۲ ج ۲۔ بخاری مع الفتح ۵۳۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ چکا ہے
یعنی حضرت معاویہؓ پر اعتراض کیوں کرتے ہو وہ صحابی اور فقیہ ہیں۔
انہوں نے بغیر کسی دلیل کے ایک وتر نہیں پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ ایک
رکعت وتر پڑھنا جائز ہے۔ بخاری کی دوسری روایت میں ہے اَصَابَ اِنَّهٗ فَقِيْهٌ

(۱۴) عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ اِبْنَ الزُّبَیْرِؓ اَوْتَرَ بِرَکْعَۃٍ فِیْ بَیْتِہٖ
مختصر قیام اللیل ص۱۰۱

حضرت ابن ابی ملیکہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے ایک رکعت وتر ادا کیا۔

(۱۵) وَعَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلّٰی بْنُ عُمَرَؓ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَالَ یَا غُلَامُ اِرْحَلْ لَنَا ثُمَّ قَامَ فَاَوْتَرَ بِرَکْعَۃٍ
طحاوی ص۱۶۳ ج۱ مطبوعہ مصطفائی دہلی

حضرت بکر بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے دو رکعت نماز پڑھی (پھر سلام پھیرا) اور کہا کہ اے لڑکے ہمارے لئے سواری برابر کرنا پھر آپ اٹھے اور ایک رکعت پڑھا۔

(۱۶) عَنْ عَطَاءٍ اَتٰی رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍؓ فَقَالَ هَلْ لَکَ فِیْ مُعَاوِیَۃَؓ یُوْتِرُ بِرَکْعَۃٍ یُرِیْدُ اَنْ یَّعِیْبَہٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَصَابَ مُعَاوِیَۃُ
مختصر قیام اللیل ص۱۰۲ مسند عبدالرزاق ص۲۱ ج۳

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت معاویہؓ ایک رکعت وتر پڑھتا ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ معاویہؓ کو طعن کریں گے تو آپ نے سنکر جواب دیا
کہ حضرت معاویہؓ کا مسلک بالکل درست ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۸) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ شَهِدَ عِنْدِيْ مَنْ شَيْبٍ مِنْ اٰلِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ. طحاوی صفحہ ۱۷۲ ج ۱

حضرت سعید بن المسیب تابعی فرماتے ہیں کہ میرے پاس سعد بن ابی وقاص کے خاندان کے عمر رسیدہ آدمی نے گواہی دی کہ سعد بن ابی وقاص ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

(۱۹) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ كَانَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ. طحاوی صفحہ ۱۷۲

حضرت مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

(۲۰) عَنْ اَبِيْ عُمَرَ وَصَاحِبِ الْحَيَاءِ قَالَ كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ فَيُوْتِرُ بِنَا فَيُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ وَّرَائَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ. قیام اللیل صفحہ ۲۰۲

پوستین والے حضرت ابو عمرو فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ رمضان میں ہمیں نماز پڑھاتے اور وہ پہلی رکعتوں میں سلام پھیر کر بعدہٗ ایک رکعت علیحدہ وتر پڑھاتے آپ کے سلام کی بلند آواز کو ہر ایک سن لیتا۔

امام طحاویؒ نے تو حضرت عثمانؓ حضرت سعدؓ۔ حضرت ابوالدرداءؓ۔ حضرت فضالہ بن عبیدؓ حضرت معاذ بن جبلؓ وغیرہ صحابہؓ سے ایک رکعت وتر پڑھنے کی یہ تاویل کی ہے کہ۔

يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ ذَالِكَ مِنْهُمْ بَعْدَ مَا كَانُوْا صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِهِمْ اَشْفَاعًا كَثِيْرَةً فَكَانَ ذَالِكَ الَّذِيْ صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِهِمْ هُوَ الشَّفْعُ وَمَا صَلُّوْا فِي الْمَسْجِدِ هُوَ الْوِتْرُ فَيَعُوْدُ ذَالِكَ اَيْضًا اِلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ. طحاوی صفحہ ۱۷۵ ج ۱

یہ جائز ہے کہ ایک رکعت پڑھنا انکا اس کے بعد ہو چکا ہو جبکہ وہ بہت شفعے گھروں میں پڑھ چکے ہوں تو ہوا اور جو گھروں میں پڑھ چکے ہیں شفعہ اور مسجد میں پڑھ چکے وہ وتر پھر بھی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وتر تین ہی رکعت ہیں۔

ﻫ من شیب بفتحتین وکسر شین وسکون مثناۃ تحتیۃ ای من رجال شیب کائنین من آل سعد واحدہ الشیب بفتح المعجمۃ وسکون التحتیۃ وھو الشعر وبیاضہ کالمشیب ۱۲ منہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام طحاویؒ نے اس قول سے جو بھی مطلب لیا ہو لیکن الحمد للہ اس تاویل سے بہانگ دہل یہ ثابت ہوا کہ آپ ایک رکعت کی نئی تکبیر تحریمہ کے قائل ہیں۔

تابعین، محدثین اور ائمہ مجتہدین سے ایک رکعت وتر کا ثبوت

(۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَوْتَرَ سَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ۔ مختصر قیام اللیل ص۲۰۶

حضرت عقبہ بن عبد الغافرؒ جب وتر پڑھتے تو دو رکعتوں میں سلام پھیرتے

(۲) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْعَتَكِيِّ قَالَ رَاَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، مختصر قیام اللیل ص۲۰۶

حضرت عبید اللہ عتکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ کو ایک رکعت وتر پڑھتے دیکھا۔

(۳) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَاَلَ اِنْسَانٌ عَطَاءً اَدْنٰى مَا يَكْفِي الْمُسَافِرِيْنَ مِنَ الْوِتْرِ قَالَ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ اِنْ شَاءَ قُلْتُ وَالْمُقِيْمُ اِنْ شَاءَ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا قَالَ نَعَمْ۔ قیام اللیل ص۲۰۶

حضرت ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ حضرت عطاء سے کسی نے سوال کیا کہ مسافر کتنی رکعت وتر ادا کرے آپ نے فرمایا کہ مسافر کو ایک رکعت کافی ہے اگر وہ چاہے۔ تو میں نے کہا کہ حضرت مقیم کے لئے کیا حکم ہے اگر وہ ایک رکعت سے زیادہ پڑھنا نہیں چاہے؟ فرمایا کہ ہاں مقیم کیلئے بھی ایک رکعت کافی ہے۔

(۴) عَنْ عَاصِمٍ قُلْتُ لِلْحَسَنِ

حضرت عاصمؒ فرماتے کہ میں نے حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سِيرِيْنَ اَتَفْصِلُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَاَتَسَحَّرُ بَيْنَهُمَا ۔
مختصر قیام اللیل صفحہ ۲۰۶

سیرین سے عرض کیا کہ کیا آپ وتر کی دو رکعتوں میں فصل (سلام) سے کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں وتر کی ایک رکعت اور دو کے درمیان سحری بھی کرتا ہوں

(۵) عَنْ عَوْنٍ سَأَلْتُ الْحَسَنَ اَيُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ ۔ مختصر قیام اللیل ۲۰۶

حضرت عون سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن سے عرض کیا کہ کیا وتر کی دو رکعتوں میں سلام پھیرا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ۔ حضرت حسن بصریؒ کا یہ فتوی اس اجماع کے بالکل منافی ہے جو اس سے نقل کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی سند میں کلام ہے جو میں ان شاءاللہ آئندہ اوراق میں بیان کروں گا

(۶) وَعَنْهُ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ ۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۳

حضرت عونؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؒ وتر کی دو رکعتوں پر سلام پھیرتے یہ ہیں حضرت حسنؒ کا فعل و فتوی جن کے بارے میں امام محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں کہ یہ قوی ہیں ان روایات سے جو کہ اس کے خلاف حضرت حسن سے نقل کی جاتی ہیں۔

(۷) عَنْ عُقَيْلٍ ..... رَأَيْتُ ابْنَ شِهَابٍ يُوتِرُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِخَمْسٍ يُسَلِّمُ فِي كُلِّ الرَّكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ ۔
مختصر قیام اللیل صفحہ ۲۰۶

حضرت عقیلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاد) ابن شہابؒ کو دیکھا کہ آپ عشاء کے بعد پانچ رکعت وتر پڑھتے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر کو الگ پڑھتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۸) وَسُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الرَّجُلِ اَيُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ؟ قَالَ نَعَمْ

مختصر قیام اللیل ص۲۰۶

حضرت عطاء سے کسی نے سوال کیا کسی آدمی کے بارے میں کہ کیا وتر کی دو رکعت پر سلام پھیر سکتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں پھیر سکتا ہے

(۹) قَالَ مَالِكٌ اَنَا اُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُوتِرُ مَا قَدْ صَلّٰى ۔ قیام اللیل ص۲۰۶

امام مالک فرماتے ہیں کہ میں ایک رکعت وتر پڑھتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وتر سے سابقہ نماز وتر بن جاتی ہے

(۱۰) وَعَنْهُ اَلصَّوَابُ فِي الْوِتْرِ اَنْ يُسَلِّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ الَّتِي يُوتِرُ بِهَا حَتّٰى يُسْمِعَ مَنْ يَلِيهِ

مختصر قیام اللیل ص۲۰۶

اسی حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے کہ اچھی بات یہ ہے کہ آدمی دو رکعت ادا کرے پھر سلام پھیرے پھر ایک ایک رکعت علیحدہ وتر کی پڑھے اور ان دو رکعتوں اور وتر کی ایک رکعت کے درمیان سلام پھیرتے وقت اتنا بلند آواز سے سلام پھیرے کہ قریبی نمازی کو آواز سننے میں آئے۔

(۱۱) وَسُئِلَ عَمَّنْ نَسِيَ اَنْ يُسَلِّمَ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَ بَيْنَ الْوِتْرِ حَتّٰى اسْتَوٰى قَائِمًا لِلثَّالِثَةِ

آپ سے پوچھا گیا کہ جو شخص دو رکعت پڑھکر سلام پھیرنا تھا اب وہ تیسری رکعت کیلئے بھولکر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ کیا کرے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ مِمَّنْ يَفْصِلُ فَقَالَ إِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ جَلَسَ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ ثُمَّ قَامَ فَأَوْتَرَ

مختصر قیام اللیل ۲۰۷

آپ نے جواباً کہا کہ اگر رکوع سے پہلے اسے یاد آجاوے تو بیٹھ جائے پھر سلام پھیر کر وہ سجدہ سہو کرے پھر اٹھ کر ایک رکعت وتر ادا کرے

(۱۲) عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ ذَكَرْتُ لِأَبِي عَمْرٍو وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ الْوِتْرَ بِوَاحِدَةٍ فَقَالَا إِنْ وَصَلْتَ وِتْرَكَ بِشَفْعِكَ وَلَمْ تُسَلِّمْ بَيْنَهُمَا فَحَسَنٌ وَإِنْ فَصَلْتَ بِتَسْلِيمٍ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْنَا۔ قیام اللیل ۲۰۸

حضرت ولید بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عمروؒ اور مالک بن انسؓ سے ایک رکعت وتر کے متعلق پوچھا ان دونوں نے جواب دیا کہ اگر تین رکعت کو ملا کر پڑھے اور درمیان میں سلام نہ پھیرے تو بہتر ہے اور اگر ان تینوں کے درمیان سلام

وَعَنْ هِشَامٍ وَمُحَمَّدٍ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يُوتِرُ بِسَبْعٍ وَكَانُوا يَرَوْنَ ذَالِكَ كُلَّهُ حَسَنًا۔ قیام اللیل ۲۱۰

ہشام اور محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ ان میں سے بعض ایک رکعت پڑھتے اور بعض ان میں وہ تھے جو تین رکعت کیساتھ پڑھتے اور بعض ان میں پانچ رکعت کیساتھ وتر پڑھتے اور بعض ان میں سات رکعت کیساتھ وتر پڑھتے تھے۔ اور ان سب کو اچھا سمجھتے تھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) عَنْ اَبِی دَاؤدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فِی الْوِتْرِ یُعْجِبُنِی اَنْ یُسَلِّمَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ،

قیام اللیل ص۲۰۲

امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مجھے یہ بات خوش کرتی ہے کہ وتر کی دو رکعتوں میں سلام پھیرا جائے

(۱۵) قَالَ وَکَذَالِکَ کَانَ یُصَلِّی بِنَا اُمَامَۃُ فِی شَہْرِ رَمَضَانَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بِسَبِّحِ وَ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ ثُمَّ یُسَلِّمُ مِنَ اثْنَتَیْنِ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَرْکَعُ وَاحِدَۃً یَقْرَأُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ رَاھُوَیْہِ فِی الْوِتْرِ مِثْلَ قَوْلِ اَحْمَدَ۔

مختصر قیام اللیل ص۲۰۲

اسیطرح حضرت امامہؓ ماہ رمضان میں نماز پڑھاتے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ اعلیٰ اور کافرون پڑھتے پھر دو رکعت پر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت پڑھتے۔ اور اس وتر کی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھتے۔

امام محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں کہ امام اسحٰق بن راھویہؒ نے بھی وتر کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ جیسا قول کہا یعنی اسحٰق بن راھویہ نے بھی امام احمد بن حنبل کے قول کو پسند کیا ہے

(۱۶) عَنْ جَرِیْرِ بْنِ حَازِمٍ سَاَلْتُ عَطَاءً اُوْتِرُ بِرَکْعَۃٍ؟ قَالَ نَعَمْ، مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۲۹۲

جریر بن حازمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاؒ سے پوچھا کہ کیا میں ایک رکعت وتر پڑھوں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) عَنْ عَامِرٍ قَالَ كَانَ آلُ سَعْدٍ وَآلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يُسَلِّمُوْنَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ وَيُوْتِرُوْنَ بِرَكْعَةٍ ...

طحاوی صفحہ ۱۷۴ ج ۱

حضرت عامرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے خاندان وتر کی دو رکعتوں میں سلام پھیرتے تھے۔ اور ایک ایک رکعت وتر پڑھتے

(۱۸) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ كَانُوْا يُوْتِرُوْنَ بِخَمْسٍ وَبِثَلَاثٍ وَبِرَكْعَةٍ وَيَرَوْنَ كُلَّ ذَالِكَ حَسَنًا

ترمذی صفحہ ۸۳ ج ۱ رحیمیہ دیوبند، وشرح ابواب الوتر الجامع الترمذی للبنوری صفحہ ۵۵۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلف پانچ تین اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور ان میں سے ہر ایک کو اچھا سمجھتے تھے۔

(۱۹) قَالَ الْقَاسِمُ وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ وَأَرْجُوْا أَنْ لَا يَكُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسٌ

قاسم بن محمدؒ نے کہا جب سے ہمیں ہوش آیا ہم نے کئی لوگوں کو تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا اور تین اور ایک سب جائز ہے اور مجھ کو امید ہے کہ کسی میں بھی قباحت نہ ہوگی۔

بخاری صفحہ ۱۳۵ ج ۱۔ کشف المغطا صفحہ ۱۰، شرح ابواب الوتر من جامع الترمذی للبنوری صفحہ ۵۵

یہ قاسم حضرت ابوبکرؓ کے پوتے تھے بڑے عالم وفقیہ تھے ان کی کلام سے اس شخص کی غلطی معلوم ہوگئی جو ایک رکعت وتر پڑھنا ناجائز سمجھتا ہو، مجھکو حیرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ صحیح حدیثیں دیکھکر پھر کوئی مسلمان یہ کیسے کہیگا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا ناجائز ہے۔ خدا سب کو سمجھ عطا فرمائے۔

اس اثر کے بارے میں علامہ بنوری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ اثر صرف معلق نہیں بلکہ موصول ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

علامہ ابو طیب شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں۔

وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْاِيْتَارِ بِوَاحِدَةٍ مُتَوَاتِرَةٌ ۔ تعلیق المغنی علی دارقطنی ص ۲۷ ج ۲

امام محمد بن نصر المروزی رح کا فیصلہ

فَالْعَمَلُ عِنْدَنَا بِهٰذِهِ الْاَخْبَارِ كُلِّهَا جَائِزٌ وَاِنَّمَا اخْتَلَفَتْ لِاَنَّ الصَّلٰوةَ بِاللَّيْلِ تَطَوُّعٌ اَلْوِتْرُ وَغَيْرُ الْوِتْرِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخْتَلِفُ صَلٰوتُهٗ بِاللَّيْلِ وَوِتْرُهٗ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا يُصَلِّيْ اَحْيَانًا هٰكَذَا وَاَحْيَانًا هٰكَذَا فَكُلُّ ذٰلِكَ جَائِزٌ حَسَنٌ

ہمارے نزدیک ان تمام احادیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ یہ احادیث مختلف قسم کی اس لئے ہیں کہ رات میں نماز پڑھنا نفل ہے۔ خواہ وتر ہو یا غیر وتر۔ تو نبی علیہ السلام کی نماز اور وتر بھی مختلف ہوتے تھے جیسے کہ ہم نے ذکر کیا کہ آپ کبھی ایسے پڑھتے اور کبھی ایسے یہ سب جائز اور اچھے ہیں۔

مختصر قیام اللیل ص ۲۰۲

یعنی ایک ہو۔ تین ہو، پانچ ہو، سات ہو یا نو ہو۔ گیارہ ہو۔ اگر ٹائم کم ہو ایک پڑھے اگر کچھ زیادہ ہو تین اگر اس سے بھی زیادہ ہو تو پانچ اسی طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نائم اور نشاط و انقباض کے مطابق قلت و کثرت سے پڑھیں ہر ایک مسنون طریقہ ہے کسی طریقے پر بھی طعن نہیں کیا جا سکتا ہے ۔

ایک رکعت وتر اور محققین مذاہب اربعہ

اَلْحَنَفِيَّة

علامہ عبید اللہ دیوبندی فرماتے ہیں

هٰذَا ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ الْحَنَفِيَّةِ إِذَا اقْتَصَرْنَا النَّظَرَ عَلٰى مَسَائِلِ كِتَابِ الصَّلٰوةِ	یہ قول جو عدم جواز ایک رکعت وتر کا ہے یہ ظاہر مذہب حنفیہ ہے جبکہ ہم صرف کتاب الصلوٰۃ تک اپنی نظروں کو محدود رکھیں ۔
وَاَمَّا فِي الْيَمِيْنِ فَاَثْبَتُوْا اَنَّ اَدْنَى الصَّلٰوةِ رَكْعَةٌ فَيَكُوْنُ حَاصِلُ الْمَذْهَبِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ مِنْهُمْ قَرِيْبًا مِنْ مَذْهَبِ الْإِمَامِ مَالِكٍ ۔ التعلیق علی المسوی ۲۹۶	اور کتاب الایمان میں تو احناف نے ثابت کیا کہ کم درجہ نماز کا جسکو نماز کہا جاتا ہے وہ ایک رکعت ہے تو حاصل مذہب محققین احناف کے نزدیک امام مالکؒ کے مذہب کے قریب ہے ۔

علامہ عبید اللہ دیوبندیؒ کے قول سے معلوم ہوا کہ جو احناف یہ کہتے ہیں کہ لَا تَكُوْنُ الرَّكْعَةُ الْوَاحِدَةُ صَلٰوةً قَطُّ (یعنی اکیلی ایک رکعت کبھی نماز نہیں ہو سکتی) یہ صحیح نہیں بلکہ یہ اپنے قول کے متناقض قول کرتے ہیں ۔ کیونکہ کتاب الایمان میں تو حانث ہونے کیلئے کہتے ہیں کہ اگر کسی نے قسم اٹھایا کہ میں نماز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں پڑھوں گا پھر اس نے ایک رکعت نماز پڑھی وہ حانث ہوگیا اس پر کفارہ لازم ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اَنَّ اَدْنیٰ مَا یُطْلَقُ عَلَیْهِ اِسْمُ الصَّلٰوۃِ رُکْعَۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔ اور کتاب الصلوٰۃ میں یہ لکھتے ہیں کہ لَا تَکُوْنُ الرَّکْعَۃُ الْوَاحِدَۃُ صَلٰوۃً قَطُّ اس قطؔ نے تو ایسی ناکہ بندی کردی کہ نہ ایمان میں رکعت واحدہ نماز ہوسکتی ہے اور نہ کتاب الصلوٰۃ میں۔

علامہ سندھی حنفیؒ ابن عمرؓ کی حدیث صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ الخ کے تحت فرماتے ہیں۔

فَتَفْسِیْرُہٗ یُقَدَّمُ عَلیٰ تَفْسِیْرِ غَیْرِہٖ وَحِیْنَئِذٍ تَکُوْنُ الْوَاحِدَۃُ الَّتِیْ هِیَ الْوِتْرُ مَفْصُوْلَۃً عَنْ اِثْنَتَیْنِ قَبْلَهَا بِسَلَامٍ فَثَبَتَ بِهٖ اَنَّ الْوِتْرَ رَکْعَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَقَدْ جَاءَ هٰذَا فِیْ اَحَادِیْثَ مُتَعَدِّدَۃٍ قَوْلًا وَفِعْلًا وَلَا یُعَارِضُهٗ حَدِیْثُ نَهْیٍ عَنِ الْبُتَیْرَاءِ لِاَنَّ فِیْ اِسْنَادِہٖ مَنْ ضُعِّفَ فَلَا یَصِحُّ اَنْ یُّعَارِضَ الْاَحَادِیْثَ الصِّحَاحَ۔ حاشیہ سندی بذیل البخاری صفحہ ۲۲۸ جلد ۱ متعلق صفحہ ۱۳۵ جلد ۱

پس حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی تفسیر اوروں کی تفسیر پر مقدم ہے تو اس وقت وہ ایک رکعت جو وتر ہے وہ ماقبل کے دو رکعتوں سے الگ ہو تو اس سے ثابت ہوا کہ وتر ایک ہی رکعت ہے بیشک اس کے بارے میں بہت سے قولی اور فعلی احادیث آچکی ہیں انکی بتیراء والے حدیث معارض نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ اسکی سند میں ایسے راوی ہے کہ وہ ضعیف ہے تو احادیث صحیحہ کی معارض نہیں بن سکتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالحیؒ حنفیؒ فرماتے ہیں

وَقَدْ صَحَّ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ أَوْتَرُوا بِوَاحِدَةٍ دُوْنَ تَقَدُّمِ نَفْلٍ قَبْلَهَا وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَغَيْرُهُ أَنَّ عُثْمَانَ قَرَأَ الْقُرْآنَ لَيْلَةً فِي رَكْعَةٍ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَفِي الْبُخَارِيِّ أَنَّ سَعْدًا أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ وَأَنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ وَصَوَّبَهُ ابْنُ عَبَّاسٍؓ وَقَالَ إِنَّهُ فَقِيهٌ
كذا فی شرح الزرقانی تعلیق الممجد ص۱۱۴

بے شک صحابہؓ کی ایک جماعت سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ انہوں نے ایک رکعت وتر پڑھی اس سے پہلے نفل پڑھنے کے بغیر۔ محمد بن نصرؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کو ایک ہی رکعت میں پڑھا اور آگے پیچھے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ اور بخاری میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے ایک رکعت پڑھی اور حضرت معاویہؓ نے بھی ایک رکعت وتر پڑھی اور حضرت ابن عباسؓ نے اسکو درست کہا ساتھ یہ بھی کہا کہ حضرت معاویہؓ فقیہ (سمجھدار ہیں)

نیز علامہ عبدالحی لکھنویؒ صلوٰۃ المغرب وتر النہار وغیرہ احادیث میں احناف کے استدلالات کو نقل کرنے کے بعد انپر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

أَقُوْلُ وَفِيْهِ نَظَرٌ فَإِنَّ الْمَعْرُوْفَ مِنْ فِعْلِ ابْنِ

میں کہتا ہوں کہ اسمیں ایک اعتراض ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّي الْوِتْرَ	کا فعل تو یہ مشہور ہے کہ آپ
ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ وَيَفْصِلُ بِالسَّلَامِ	تین وتر پڑھتے اور دو رکعتوں پر سلام
عَلٰى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ كَمَا	پھیرتے جیسے اس کا ذکر ہم سے پہلے
مَرَّ مِنَّا ذِكْرُهٗ فِيْ بَابِ صَلٰوةِ	گذرا صلوٰۃ اللیل کے باب میں۔
اللَّيْلِ وَاَخْرَجَهُ الْمُؤَلِّفُ	مؤلف نے بھی امام مالکؒ کی سند
اَيْضًا مِنْ طَرِيْقِ مَالِكٍ	سے وتر سے سلام پھیرنے کے باب
فِيْ بَابِ السَّلَامِ فِي الْوِتْرِ	میں اس کو نکالا ہے جیسے کہ
فِيْمَا سَيَأْتِيْ فَذَالِكَ دَلِيْلٌ	عنقریب آئے گا تو یہ دلیل ہے
عَلٰى اَنَّهٗ لَمْ يُرِدْ بِقَوْلِهٖ	کہ ابن عمرؓ کی رات کے وتر کو دن
صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ النَّهَارِ	کے وتر سے تشبیہ دینے سے مراد
تَشْبِيْهُ وِتْرِ اللَّيْلِ بِوِتْرِ	تمام احکام میں نہیں بلکہ مطلق تین ہونے
النَّهَارِ فِيْ جُمْلَةِ الْاَحْكَامِ	میں ہے نہ کہ سلام کے ساتھ
بَلْ فِي التَّثْلِيْثِ فَقَطْ لَا فِيْ	فرق نہ کرنے میں۔
عَدَمِ الْفَصْلِ بَيْنَ السَّلَامِ	اگر مؤلف حدیث وتر اللیل
فَلَوِ اسْتَدَلَّ الْمُؤَلِّفُ بِهٖ	کو وتر النہار سے مطلق تین
عَنِ التَّثْلِيْثِ فَقَطْ مَعَ قَطْعِ	ہونے پر استدلال کرتا
النَّظَرِ عَنِ الْفَصْلِ بِسَلَامٍ	سلام کے ساتھ فرق
لَكَانَ اَبْهٰى وَاَحْسَنُ	کرنے سے قطع نظر تو یہ استدلال
تعلیق الممجد صـ ۱۴۳	بہت ہی اچھا ہوتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز علامہ عبدالحی لکھنوی اس حدیث سے (جو کہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنَ الْوِتْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَبِّحِ الحدیث ہے) احناف کا موصولاً تین وتر پڑھنے پر استدلالات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

لٰكِنْ وَقَعَ فِيْ طَرِيْقِ الدَّارَقُطْنِيِّ	لیکن دارقطنی کی روایت میں یوں
بِلَفْظِ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ	ہے کہ آپؐ ان دو رکعتوں میں
اللَّتَيْنِ يُوْتِرُ بَعْدَهُمَا	جن کے بعد وتر پڑھتے۔
بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى	سبح اسم ربک الاعلیٰ اور قل
وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ	یاایہا الکافرون پڑھتے تھے۔
وَيَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ	اور وتر میں قل ھو اللہ احد
وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوْذُ	اور معوذتین پڑھتے تھے۔
بِرَبِّ النَّاسِ، تعلیق المجد ص۱۲۷	

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الگ تکبیر تحریمہ سے ایک رکعت وتر پڑھتے تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ایک رکعت نماز کا وجود مستقل طور پر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا اِتِّبَاعَهُ۔ آمین

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں اور امام زبیدیؒ حنفی اتحاف شرح احیاء میں فرماتے ہیں۔

وَيَجُوْزُ الْوِتْرُ مَفْصُوْلًا وَمَوْصُوْلًا	وتر مفصولاً و موصولاً ایک اور
بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ وَتَسْلِيْمَتَيْنِ	دو سلام سے جائز ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَقَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَةٍ (احیاء)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھا

وَقَالَ الزَّبِيْدِيُّ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَةٍ رواه الشيخان عن ابن عُمَرَ رض ومُسْلِمٌ عن عَائِشَةَ رض قَالَهُ الْعِرَاقِيُّ قُلْتُ أَمَّا حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ رض فَلَهُ طُرُقٌ كَثِيْرَةٌ

علامہ زبیدی (حنفی) احیاء العلوم کی عبارت قد اوتر الخ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ایک رکعت وتر کی حدیث کو بخاری، مسلم نے ابن عمر رض سے اور مسلم نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا ہے، یہ بات عراقی نے کہی۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عمر رض والی حدیث کی کئی سندیں ہیں۔

امام زبیدی نے یہاں تقریباً ابن عمر رض والی حدیث کی سات سندیں ذکر کی ہیں۔ پھر حضرت عائشہ رض والی حدیث کے بارے میں فرمایا۔

وَأَمَّا حَدِيْثُ عَائِشَةَ رض فَأَخْرَجَهُ أَيْضًا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ وَكَانَ

اور حضرت عائشہ رض کی حدیث تو اسکو بھی ابوبکر بن ابی شیبہ نے نکالا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں شبابہ بن سوار نے حدیث بیان کی وہ کہتا ہے کہ ہمیں ابن ابی ذئب نے اور اس نے زہری سے اس نے عروہ سے اس نے حضرت عائشہ رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے وہ اور ایک کے درمیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَتَكَلَّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ ثُمَّ سَرَدَ أَسْمَاءَ الَّذِيْنَ يُوْتِرُوْنَ بِوَاحِدَةٍ[1]

اتحاف سادة المتقين ص۲۵۳ ج ۳ مطبوعہ میمنیہ مصر

بات چیت کرتے۔ یہی امام مالک امام شافعیؒ اور جمہور کا مذہب ہے پھر امام زبیدیؒ نے ایک رکعت وتر پڑھنے والے صحابہؓ اور تابعینؒ محدثینؒ کے نام بیان کئے

علامہ عبدالحی لکھنویؒ مختلف آثار نقل کرنے کے بعد فیصلہ کرتے ہیں

وَالْقَوْلُ الْفَيْصَلُ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ اَنَّ الْاَمْرَ فِيْ مَا بَيْنَ الصَّحَابَةِ مُخْتَلِفٌ فَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يَكْتَفِيْ عَلَى الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا بِتَسْلِيْمَتَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا بِتَسْلِيْمَةٍ وَالْاَخْبَارُ الْمَرْفُوْعَةُ اَيْضًا مُخْتَلِفَةٌ بَعْضُهَا شَاهِدَةٌ بِالْاِكْتِفَاءِ بِالْوَاحِدَةِ وَبَعْضُهَا بِالثَّلَاثِ وَالْكُلُّ ثَابِتٌ ‹‹ تعلیق الممجد علی موطا محمد ص۱۲۰

مطبوعہ اصح المطابع نور محمد کراچی۔

اس مقام میں فیصلہ کر دینے والا کلام یہ ہے کہ یہ معاملہ صحابہؓ کے درمیان مختلف فیہ رہا۔ بعض ان میں سے ایک رکعت کو کافی سمجھتا اور بعض ان میں سے تین کو دو سلاموں سے پڑھتا اور بعض ان میں سے تین کو ایک سلام سے اور اس بارے میں مرفوع احادیث بھی مختلف ہیں۔ بعض ایک کافی ہونے پر شاہد ہیں اور بعض تین پر۔ اور یہ سب ثابت ہیں۔

---

[1] اس حدیث کو علامہ بنوری صاحب نے بحوالہ شیخ انور شاہ کشمیریؒ صاحب صحیح کہا ہے۔ شرح ابواب الوتر من جامع الترمذی ص۴۸۔ اور اس حدیث کی نسبت شیخ کشمیریؒ نے مستدرک حاکم کی طرف کی ہے "هذا صحيح" ہے۔ منہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ امام طحاویؒ کا فن حدیث میں اتنی جلالیت قدر کے باوجود پھر بھی اپنے مذہبی تعصب کی بنا پر کہتے ہیں کہ۔

وَقَوْلُہٗ یَفْصِلُ بِتَسْلِیْمَۃٍ یَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ تِلْکَ التَّسْلِیْمَۃُ یُرِیْدُ بِھَا التَّشَھُّدَ وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ التَّسْلِیْمَۃُ الَّذِیْ یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ۔ طحاوی ج ۱ ص ۱۶۴

ابن عمرؓ کا یفصل بتسلیمۃ کہنا اس بات کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ اس سلام سے مراد تشہد ہو اور یہ بھی احتمال رکھتا ہے کہ اس سلام سے مراد وہ سلام ہو جس سے نماز کو قطع کیا جاتا ہے۔

ایسی تصریح کہ جس میں کسی قسم کی خفا نہیں وہاں یحتمل کہنے کی کیا گنجائش ہے۔ بلکہ امام طحاویؒ کا اول احتمال نو سراسر نص کے خلاف ہے دوسرے کو یحتمل کہنا بھی خلاف التصریح ہے بلکہ دوسری وجہ تو قطعی طور پر معلوم ہوتی ہے

اَلشَّافِعِیَّۃ

امام نوویؒ حدیث ویوتر منھا بواحدۃ کے تحت فرماتے ہیں

فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْوِتْرَ رَکْعَۃٌ وَاَنَّ الرَّکْعَۃَ الْفَرْدَۃَ صَلٰوۃٌ صَحِیْحَۃٌ وَھُوَ مَذْھَبُنَا وَمَذْھَبُ الْجُمْھُوْرِ۔ نووی ص ۲۵۳ ج ۱

یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ وتر ایک رکعت ہے اور ایک اکیلی رکعت صحیح نماز ہے۔ اور یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قولها ويوتر بواحدة صريح في صحة الركعة الواحدة وان اقل الوتر ركعة

نووی ص۲۰۳

آپ کی یہ قول کہ یوتر الخ (ایک رکعت وتر پڑھتے) یہ صریح ہے ایک رکعت کے صحیح ہونے پر اور اس بات پر کہ وتر کا کم درجہ ایک ہی رکعت ہے

نیز فرماتے ہیں۔

اقله ركعة لما ذكرناه من حديث ابي ايوب وادنى الكمال ثلاث ركعات والسنة لمن اوتر بما زاد على ركعة ان يسلم من الركعتين لما روى ابن عمر رض ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يفصل بين الشفع والافضل ان يسلم من كل الركعتين لاحاديث الصحيحة

المجموع شرح المهذب ص۱۲ ج ۴ دار الطباعة المنيرية

وتر کا کم عدد ایک رکعت ہے۔ حضرت ایوب کی حدیث جو ہم نے ذکر کی اس کی وجہ سے کمال کا ادنیٰ درجہ تین ہیں۔ ایک رکعت سے زائد جو بھی وتر پڑھے اس کے لئے سنت یہ ہے کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرے۔ ابن عمرؓ کی حدیث کی وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان فصل کرتے۔ تو بہتر یہ ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے احادیث صحیحہ کی وجہ سے

امام رافعی فتح العزیز شرح وجیز میں فرماتے ہیں۔

يجوز ان يوتر بواحدة وثلاث وخمس وسبع وتسع واحدى عشرة۔ فتح العزيز ص۲۲۳ جلد ۴ دار الطباعة المنيرية

جائز ہے کہ وتر ایک۔ تین۔ سات۔ نو۔ گیارہ رکعت پڑھا جائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز علامہ نوویؒ فرماتے ہیں

وَقَدْ سَبَقَ اَنَّ مَذْهَبَنَا اَنَّ اَقَلَّهُ رَكْعَةٌ وَاَكْثَرَهُ اِحْدٰى عَشْرَةَ قَالَ اَصْحَابُنَا لَمْ يَقُلْ اَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ الرَّكْعَةَ الْوَاحِدَةَ لَا يَصِحُّ الْاِيْتَارُ بِهَا غَيْرُهُمَا وَمَنْ تَابَعَهُمَا ۔ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِؓ اَنَّ التَّطَوُّعَ اَوِ الْوِتْرَ بِرَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ مَفْصُوْلَةٍ عَمَّا قَبْلَهَا ثُمَّ رَوَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِاَسَانِيْدِهَا عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِؓ وَعُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ وَسَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍؓ وَتَمِيْمِ الدَّارِيِّؓ وَاَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّؓ وَابْنِ عُمَرَؓ وَابْنِ عَبَّاسٍؓ وَاَبِيْ اَيُّوْبَؓ وَمُعَاوِيَةَؓ وَغَيْرِهِمْ

بیشک یہ بات آگے گذر چکی ہے کہ ہمارا مذہب ہے کہ وتر کا کم عدد ایک رکعت ہے اور اکثر گیارہ رکعت ہمارے اصحاب نے کہا کہ علماء میں سے کسی نے بھی ایک رکعت کیساتھ وتر کے عدم صحت کا قول نہیں کیا ان دونوں (امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ) اور ان کے تابعداروں کے علاوہ امام بیہقیؒ نے کہا کہ بے شک ہم نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نفل یا وتر ایک رکعت ماقبل سے الگ پڑھے پھر اس کو کئی طرق سے اپنی اسانید کے ساتھ عمر بن خطابؓ عثمان بن عفانؓ سعد بن ابی وقاصؓ تمیم الداریؒ ابوموسیٰ اشعریؓ ابن عمرؓ ابن عباسؓ ابوایوبؓ اور معاویہؓ وغیرہ سے روایت کیا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ هَلْ يَفْصِلُ	پس جس نے تین رکعت وتر
الرَّكْعَتَيْنِ عَنِ الثَّلَاثِ	پڑھا - کیا تین سے دو رکعتوں ہیں
بِسَلَامٍ فَقَدْ ذَكَرْنَا اخْتِلَافَ	سلام کے ساتھ فصل کرے؟
اَصْحَابِنَا فِي الْاَفْضَلِ مِنْ	تو ہم نے ہمارے اصحاب کے
ذَالِكَ وَاَنَّ الصَّحِيْحَ عِنْدَنَا	اختلاف افضلیت کے بارے میں
اَلْفَصْلُ اَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ	ذکر کیا - ہمارے نزدیک صحیح یہ
ابْنِ عُمَرَ وَمُعَاذٍ الْقَارِيِّ	ہے کہ فصل بہتر ہے - یہ ابن عمرؓ
وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَيَّاشٍ بْنِ	معاذ قاریؓ - عبد اللہ بن عیاشؓ
اَبِي رَبِيْعَةَ وَمَالِكٍ وَاَحْمَدَ	بن ابی ربیعہؓ امام مالکؒ
وَاِسْحَاقَ وَاَبِي ثَوْرٍ	——— امام اسحٰقؒ
المجموع شرح المهذب ص ۲۲ و	اور امام ابو ثورؒ کا قول ہے

ص ۲۳ و ص ۲۴ - ادارة الطباعة المنيرية

المالكية

امام زرقانی موطا کی شرح میں حدیث فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمْ کے تحت فرماتے ہیں۔

اَنَّ فَصْلَهٗ اَوْلٰى مِنْ وَصْلِهٖ	وتر کی ایک رکعت کو ملا کر پڑھنے سے
وَفِيْهِ اَنَّ الرَّكْعَةَ الْاَخِيْرَةَ	الگ پڑھنا بہتر ہے - اس حدیث میں
هِيَ الْوِتْرُ وَاَنَّ كُلَّ مَا	یہ ہے کہ وتر آخری رکعت ہی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَدَّمَهَا شَفْعٌ وَسَبْقُ الشَّفْعِ
شَرْطٌ فِي الْكَمَالِ لَا فِي صِحَّةِ
الْوِتْرِ وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ عِنْدَ
الْمَالِكِيَّةِ خِلَافًا لِقَوْلِ
بَعْضِهِمْ شَرْطُ صِحَّةٍ وَقَدْ
صَحَّ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رض
أَنَّهُمْ أَوْتَرُوا بِوَاحِدَةٍ دُونَ
تَقَدُّمِ نَفْلٍ قَبْلَهَا وَقَدْ
رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ رح
وَغَيْرُهُ أَنَّ عُثْمَانَ قَرَأَ
الْقُرْآنَ لَيْلَةً فِي رَكْعَةٍ
لَمْ يُصَلِّ غَيْرَهَا وَفِي
الْبُخَارِيِّ أَنَّ سَعْدًا أَوْتَرَ
بِرَكْعَةٍ وَأَنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ وَصَوَّبَهُ
ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَالَ إِنَّهُ فَقِيهٌ
وَكُلُّ هَذَا رَدٌّ عَلَى ابْنِ
التِّينِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ لَمْ
يَأْخُذِ الْفُقَهَاءُ بِعَمَلِ مُعَاوِيَةَ رض
وَاعْتَذَرَ الْحَافِظُ عَنْهُ

اور آگے جفت بھی نہیں وہ شفع ہیں
پہلے جفت رکعات کا پڑھنا کمال وتر
کے لئے شرط ہے نہ کہ صحت وتر
کے لئے۔ مالکیوں کے نزدیک یہی بات
معتمد علیہ ہے یہ ان بعض کے
قول کے خلاف ہے جنہوں نے کہا
ہے کہ پہلے کچھ نماز پڑھنا ایک رکعت
وتر کی شرط صحت ہے۔ حالانکہ
صحابہؓ کی ایک جماعت سے صحیح طور
پر ثابت ہوچکا ہے کہ انہوں نے ایک
رکعت وتر بغیر پہلے نماز پڑھنے
کے پڑھی۔ محمد بن نصرؒ وغیرہ نے
روایت کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ
نے ایک رات میں ایک رکعت ہی
میں قرآن پاک کو پڑھا اس ایک
رکعت کے علاوہ اور کوئی نفل نماز
نہیں پڑھی[1] اور بخاری میں ہے کہ
حضرت سعدؓ نے ایک رکعت وتر
پڑھا اور حضرت معاویہؓ نے

---

[1] نفل نماز اس ایک کے علاوہ نہیں پڑھی۔ منہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لعلہ اراد فقہاء المالکیۃ لا یصح لان المعتمد عندھم صحتہ برکعۃ شرح زرقانی علی موطا ص ۲۲۹ ج ۱ مطبوعہ کستلیہ مصر

بھی ایک رکعت وتر پڑھا - اور حضرت ابن عباسؓ نے اس کو درست کہا اور فرمایا کہ حضرت معاویہؓ فقیہ ہیں ان سب روایات نے رد ہے ابن تین پر کہ (انہوں نے کہا ہے کہ) حضرت معاویہؓ کے عمل کو فقہاء میں سے کسی نے بھی نہیں لیا ہے۔ اور یہ طرح صحیح نہیں حافظ ابن حجر نے ابن تین کی طرف سے یہ عذر پیش کرنا کہ شاید ابن تین کی مراد (فقہاء میں سے کسی نے بھی نہیں لیا کہنے سے) فقہاء مالکیہ ہوں۔ کیونکہ مالکیوں کا معتمد علیہ مذہب ایک رکعت وتر کا صحیح ہونا ہے۔

قال العلامۃ اشفاق الرحمٰن کاندھلوی الفرق بین الحنفیۃ والمالکیۃ ان الثلث کلھم عندنا الحنفیۃ بتسلیمۃ واحدۃ وعند المالکیۃ بتسلیمتین وعلی ھذا روایۃ الموطا - کشف المغطاء ص ۱۱ علی الموطا. مطبوعہ اصح المطابع نور محمد کراچی

علامہ اشفاق الرحمٰن کاندھلوی (حنفی) کہتے ہیں کہ (حنفی بھی تین وتر کے قائل ہیں اور مالکی بھی) لیکن حنفیوں اور مالکیوں میں فرق یہ ہے کہ حنفیوں کے نزدیک تینوں رکعتیں ایک سلام سے اور مالکیوں کے نزدیک دو سلاموں سے - اسی پر موطا کی روایت ہے۔

یعنی علامہ اشفاق الرحمٰن کاندھلوی حنفی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے موطا میں ابن عمرؓ کے اثر نقل کرنے کے بعد جو کہا ہے کہ اس پر ہمارا عمل ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ صرف ایک رکعت ہم عملاً نہیں پڑھتے ہیں ہم عملاً تین پڑھتے ہیں۔ مگر تین پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرا جائے۔

الحنابلۃ

ابوالبرکات حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اَقَلُّهٗ رَكْعَةٌ وَاَكْثَرُهٗ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِسِتِّ تَسْلِيْمَاتٍ وَاِنْ اَوْتَرَ بِخَمْسٍ اَوْ سَبْعٍ لَمْ يُسَلِّمْ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ نَصَّ عَلَيْهِ وَكَذَا الْوِتْرُ بِتِسْعٍ اِلَّا اَنَّهٗ يَجْلِسُ عَقِيْبَ الثَّامِنَةِ وَلَا يُسَلِّمُ وَاَدْنَى الْكَمَالِ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيْمَتَيْنِ۔ المحرر فی الفقہ علی مذہب احمد بن حنبل ص ۸۸ مطبوعہ السنۃ المحمدیہ مصر	(وتر کا) کم عدد ایک رکعت ہے اور اس کا اکثر گیارہ رکعت ہے چھ سلام کے ساتھ اور اگر پانچ یا سات رکعت سے وتر کیے تو سلام نہ پھیرے مگر آخر میں۔ اسی پر صراحت ہے اسی طرح نو رکعت سے وتر میں مگر آٹھویں رکعت کے آخر میں بیٹھے اور سلام نہ پھیرے اور کمال کا ادنیٰ درجہ تین رکعت ہے دو سلام کے ساتھ
قَالَ الشَّيْخُ مَرْعِيُّ بْنُ يُوْسُفَ الْحَنْبَلِيُّ وَاَقَلُّهٗ رَكْعَةٌ وَلَا	شیخ مرعی بن یوسف رحمہ اللہ حنبلی فرماتے ہیں کہ وتر کا کم عدد ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يكره بها ولو بلا عذر وادنى الكمال ثلاث بسلامين وهو افضل وسن كلام بين شفع ووتر ويجوز بواحدة سردا

غاية المنتهى ص ۱۵۳ ج ۱ مطبوعہ منشورات موسسہ دار السلام دمشق

رکعت ہے اور یہ ایک رکعت مکروہ نہیں۔ اگرچہ بلا عذر پڑھا جائے۔ کمال کے ادنی درجہ تین رکعتیں ہیں دو سلاموں کے ساتھ اور یہ دو سلام افضل ہے دو رکعت اور ایک وتر کے درمیان بات کرنا سنت ہے اور ہیئتہ ایک رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔

اقله ركعة واكثره احدى عشرة ركعة يسلم من كل ركعتين ويوتر بركعة

المقنع لابن قدامہ ص ۱۸۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ ومکتبہا۔

کم عدد وتر کا ایک رکعت ہے اور اکثر اس کا گیارہ رکعت ہیں۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور ایک رکعت وتر کی پڑھے

علامہ ابن قدامہؒ کی اس عبارت کی تشریح میں علامہ شیخ سلیمان آل الشیخ فرماتے ہیں۔

اَقَلُّهُ رَكْعَةٌ لِحَدِيْثِ اَبِي اَيُّوْبَؓ وَهُوَ قَوْلُ كَثِيْرٍ مِنَ الصَّحَابَةِؓ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ رواه مسلم. ظَاهِرُهُ اَنَّهُ لَا يُكْرَهُ فِعْلُهُ بِوَاحِدَةٍ

وتر کا کم عدد ایک رکعت ہے حضرت ابو ایوبؓ والی حدیث کی وجہ سے اور یہ بہت سے صحابہؓ کا قول ہے اور ایک رکعت وتر پڑھے اسکو مسلم نے روایت کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ لَمْ يُقَدِّمْهَا صَلوٰةً — اس سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے
حاشیہ مقنع للشیخ سلیمان — کہ ایک رکعت وتر پڑھنا مکروہ
نہیں اگرچہ اس سے پہلے کچھ نماز نہ پڑھے۔

قَالَ ابْنُ قُدَامَۃَ اَنَّ اَحْمَدَ قَالَ: اِنَّا نَذْهَبُ فِي الْوِتْرِ اِلٰى رَكْعَةٍ وَاِنْ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ اَوْ اَكْثَرَ فَلَا بَاْسَ
مغنی ابن قدامہ صفحہ ۱۶۷ ج ۲

حضرت امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ ہمارا مذہب ایک ہی رکعت وتر ہے اگر تین یا تین سے زائد پڑھے جائیں کوئی پرواہ نہیں۔

ابن قدامہؒ اپنی مغنی فرماتے ہیں۔

فَاخْتِيَارُ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ اَنْ يَفْصِلَ بَيْنَ الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ قَالَ: وَاِنْ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُسَلِّمْ فِيْهِنَّ لَمْ يُضَيِّقْ عَلَيْهِ عِنْدِيْ وَمِمَّنْ كَانَ يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ ابْنُ عُمَرَ وَمُعَاذُ الْقَارِيُّ. وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ اِنْ فَصَلَ حَسَنٌ وَاِنْ لَمْ

امام احمدؒ کا پسندیدہ ہے کہ دو اور ایک کے درمیان سلام کے ساتھ فصل کیا جائے۔ فرمایا کہ اگر تین رکعت وتر پڑھا اور درمیان میں سلام سے فصل نہیں کیا تو اس پر میرے نزدیک کوئی تنگی نہیں اور جو دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے وہ یہ ہیں۔ ابن عمرؓ معاذ قاریؒ۔ مالکؒ۔ شافعیؒ اسحٰقؒ۔ امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ اگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يفصل وتحسن

فصل کیا تو تب بھی اچھا ہے اگر نہیں کیا تو تب بھی اچھا ہے۔

مغنی ابن قدامہ صفحہ ۸۳۰ ج ۱

امام ابن قیمؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں۔

قَالَ المهنى سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ تَذْهَبُ فِي الْوِتْرِ تُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ؟ قَالَ نَعَمْ: قُلْتُ لِأَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ لِأَنَّ الْأَحَادِيثَ فِيهِ أَقْوَى وَأَكْثَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ. قَالَ حَارِثٌ سُئِلَ أَحْمَدُ عَنِ الْوِتْرِ قَالَ يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَإِنْ لَمْ يُسَلِّمْ رَجَوْتُ أَنْ لَا يَضُرَّهُ إِلَّا أَنَّ التَّسْلِيمَ أَثْبَتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

مہنی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ سے پوچھا کہ آپ وتر میں کس مسلک پر چلتے ہیں؟ دو رکعتوں میں سلام پھیرتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! میں نے کہا کس وجہ سے؟ فرمایا اسلئے کہ اس بارے میں احادیث زیادہ قوی اور زیادہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو رکعتوں میں سلام پھیرنے کے بارے میں۔ امام زہریؒ عروہ سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتوں پر سلام پھیرا۔ حارث کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل سے وتر کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا سلام پھیرا جائے دو رکعتوں میں اگر سلام نہیں پھیرا امید ہے کہ کچھ مضائقہ نہ ہو۔ مگر سلام پھیرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
قَالَ اَبُوْطَالِبٍ سَأَلْتُ
اَبَا عَبْدِ اللهِ اِلٰی اَیِّ
حَدِیْثٍ تَذْهَبُ فِی الْوِتْرِ
قَالَ اَذْهَبُ اِلَيْهَا كُلِّهَا
مَنْ صَلّٰی خَمْسًا لَا یَجْلِسُ
اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ وَمَنْ
صَلّٰی سَبْعًا لَا یَجْلِسُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ
وَقَدْ رُوِیَ فِیْ حَدِیْثِ
زُرَارَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ
یُوْتِرُ بِتِسْعٍ یَجْلِسُ فِی
الثَّامِنَةِ. وَقَالَ وَلٰكِنْ
اَكْثَرُ الْحَدِیْثِ وَاَقْوَاهُ
رَكْعَةٌ فَاَنَا اَذْهَبُ اِلَيْهَا
قُلْتُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض
یَقُوْلُ ثَلٰثًا قَالَ نَعَمْ
قَدْ عَابَ عَلٰی سَعْدٍ
رَكْعَةً فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ
اَیْضًا شَیْئًا یَرُدُّ عَلَیْهِ (زاد المعاد ص ۱۲۲)

زیادہ ثابت ہے۔
ابو طالب کہتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ
سے دریافت کیا کہ آپ وتر کے بارے
میں کس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ فرمایا
کہ سب پر عمل کرتا ہوں جو پانچ رکعتیں
پڑھے تو نہ بیٹھے مگر آخری رکعت میں
اور جو سات رکعتیں پڑھے وہ بھی نہ بیٹھے
مگر ساتویں رکعت پر۔
بے شک زرارہ رضؓ کی حدیث
میں حضرت عائشہؓ سے روایت
کیا گیا ہے کہ آپؐ نو رکعت وتر
پڑھتے اور نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت
پر۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ لیکن زیادہ حدیث
اور زیادہ تر قوی ایک رکعت کے بارے میں ہیں
میں اسی ایک رکعت والی حدیث پر عمل کرتا ہوں
میں نے کہا کہ ابن مسعودؓ تو تین رکعت کہتے ہیں۔
فرمایا کہ ہاں اس نے حضرت سعدؓ پر ایک رکعت
کے عیب گیری کی تو اسکو سعدؓ نے بھی کچھ کہا
تو گویا حضرت ابن مسعودؓ پر رد ہوتا ہے

مسند عن ابراهیم قال قال عبد الله بن مسعود لسعد بن ابی وقاص توتر بواحدة قال
سعد اوتر انما الوتر واحدة ... عبد الله ... ولكن ... افضل قال ای ازید علیها

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان صحابہؓ کی اجمالی فہرست جو ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل تھے

۱	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ	۱۸	حضرت عقبہ بن ولید رضی اللہ عنہ
۲	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	۱۹	حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۳	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	۲۰	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۲۱	حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ	۲۲	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۶	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	۲۳	حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ
۷	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۲۴	حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ
۸	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۲۵	حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ
۹	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ	۲۶	حضرت سائبؔ بن یزید رضؓ
۱۰	حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ	۲۷	حضرت عائشہ رضؓ
۱۱	حضرت ابن عباس رضؓ		
۱۲	حضرت فضل ابن عباس رضؓ		
۱۳	حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ		
۱۴	حضرت معاذ القاری رضؓ		
۱۵	حضرت فضالہ بن عبید رضؓ		
۱۶	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ		
۱۷	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ		

سائب بن یزید صحابی کما فی الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ صہ ۱۲ ج ۲ مطبوعہ السعادۃ مصر۔ منہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان تابعین ومحدثین، مجتہدین اور ائمہؒ کی اجمالی فہرست
جو ایک رکعت وتر کے قائل ھیں

۱	حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ	۱۷	حضرت عطاء بن ابی رباح رح
۲	حضرت سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۸	حضرت عبداللہ معتکی رح
۳	حضرت محمد بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ	۱۹	حضرت سعید بن جبیر رح
۴	حضرت مطلب بن عبداللہ رح	۲۰	حضرت محمد بن سیرین رح
۵	حضرت خنش رحمۃ اللہ علیہ	۲۱	حضرت ابن عون رحمہ اللہ
۶	حضرت عروہ بن زبیرؓ	۲۲	حضرت ولید بن مسلم رحمہ اللہ
۷	حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ	۲۳	حضرت جریر بن حازم رحمہ اللہ
۸	حضرت عبید بن علاء رحمۃ اللہ علیہ	۲۴	حضرت سعید بن المسیب رح
۹	حضرت جابر بن زید رح	۲۵	حضرت اوزاعی رحمہ اللہ
۱۰	حضرت ابن اسحاق رح	۲۶	حضرت عقیل رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	حضرت ابو عمر رح	۲۷	حضرت ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	حضرت ابن ابی ملیکہ رح	۲۸	حضرت امام احمد بن حنبل رح
۱۳	حضرت ابو مجلز رح	۲۹	حضرت امام شافعی رح
۱۴	حضرت امام زہری رح	۳۰	حضرت امام مالک بن انس رح
۱۵	حضرت عقبہ بن عبدالغافر رح	۳۱	حضرت اسحاق بن راہویہ رح
۱۶	حضرت ابن جریج رح	۳۲	حضرت سفیان ثوری رح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۳ حضرت عبد اللہ بن عیاش رح — ۳۷ حضرت ابن حزم رحمہ اللہ
۴۴ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رض — ۳۸ حضرت مکحول رحمہ اللہ
۴۵ حضرت ربیعہ بن عبد الرحمٰن رح — ۳۹ حضرت عمرو بن میمون رح
۴۶ حضرت ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ — ۴۰ حضرت داؤد ظاہری رحمہ اللہ

طرح التثریب للعراقی صفحہ ۷۸ ج ۲، ترمذی مع تحفۃ الاحوذی صفحہ ۳۳۳ ج ۱۔ مرعاۃ المفاتیح صفحہ ۲۰۱ ج ۲
تعلیق الممجد صفحہ ۱۴۴، عون المعبود صفحہ ۵۳۳ ج ۱، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۲ ج ۲
مختصر قیام اللیل صفحہ ۲۰۵ و صفحہ ۲۰۶۔ اتحاف سادۃ المتقین صفحہ ۳۵۵ ج ۳
المجموع شرح المہذب صفحہ ۲۳ ج ۴

یہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل اور صحابہ کرام رض وتابعین عظام وائمہ مجتہدین رحمہم اللہ علیہم کے اقوال وافعال اور ان کے اسماء گرامی کی مجمل فہرست۔ جو کہ ہر ایک۔ ایک رکعت وتر کے الگ تکبیر تحریمہ کے ساتھ قائل اور فاعل تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ایک رکعت وتر کا منکر نہیں تھے۔ اگرچہ یہ حضرات تین رکعت موصولاً بھی پڑھتے تھے لیکن ان حضرات کا تین وتر پڑھنا ایک کی نفی کو مستلزم نہیں ہے وہ ایک بھی پڑھتے تین بھی جیسے پہلے بیان کر چکا ہوں۔

بلکہ میں تو اس چیلنج کے لئے تیار ہوں کہ احناف میں سے کوئی ایک جو بھی ہو جہاں کا بھی ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح صریح غیر محتمل التاویل ایسی روایت ثابت کریں کہ جس میں آپ نے اپنی امت کو ایک رکعت وتر پڑھنے سے روکا ہو اور یا یہ فرمایا ہو کہ

www.KitaboSunnat.com

ایک رکعت مستقل نماز نہیں۔

لیکن اگر تمام حنفی جن وانس اس بات کو ثابت کرنے کے لئے اکٹھے ہو جائیں پھر بھی خدا کے فضل وکرم سے ثابت نہ کرسکیں گے۔

وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ

ایک، تین، پانچ وتر کا بیان

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق ہے جس کا جی پانچ پڑھنا چاہے تو وہ پانچ پڑھے اور جو تین پڑھنا چاہے تو وہ تین پڑھے جو ایک رکعت پڑھنا چاہے تو وہ ایک رکعت پڑھے

ابوداؤد ص۲۰۳ ج۱۔ نسائی ص۲۰۳ ج۱۔ ابن ماجہ ص۹۳۔ دارقطنی ص۲۳ ج۲ حاکم ص۳۰۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۵ ج۲۔ احمد ص۴۱۸ ج۵ مختصر قیام اللیل ص۱۰۱۔ مشکوٰۃ ص۱۱۲۔ بیہقی ص۳۱ ج۳

ابوطیب شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی سب کے سب ثقہ ہیں اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام نسائی نے اس حدیث کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور امام حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں۔

فَقَدْ صَحَّ وِتْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَ عَشَرَةَ وَإِحْدٰى عَشَرَةَ وَتِسْعٍ وَسَبْعٍ وَخَمْسٍ وَثَلَاثٍ وَوَاحِدَةٍ وَأَصَحُّهَا وِتْرُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ۔ مستدرک حاکم ص ۱ج ۳ دائرۃ المعارف	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر تیرہ گیارہ۔ نو۔ سات۔ پانچ۔ تین اور ایک رکعت صحیح طریقے سے ثابت ہو چکی ہیں ان میں سب سے زیادہ صحیح آپ کا ایک رکعت وتر پڑھنا ہے۔

تیرہ سے مراد صبح کی دو سنتوں کے ساتھ ہے جیسے کہ احادیث میں بالصراحۃ موجود ہے

ایک تین، پانچ، سات، نو، گیارہ، رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ

ایک رکعت کا طریقہ

ایک رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ ظاہر ہے کہ نیت باندھ کر دعائے استفتاح۔ سورۂ فاتحہ۔ سورہ پڑھ کر رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ میں جائے اور دو سجدوں کے بعد قعدہ کر کے سلام پھیر دے

تین رکعت کا طریقہ

تین رکعت وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔

(۱) ایک طریقہ تو یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلام پھیرے اور تیسری رکعت کے لیے نئی تکبیر تحریمہ کہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضٰ أَنَّهُ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَفْعِهِ وَوِتْرِهِ وَأَخْبَرَ ابْنُ عُمَرَ رضٰ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ	حضرت عبداللہ بن عمر رضٰ دو رکعت اور وتر کے رکعت کے درمیان فرق کرتے اور خبر دیتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔
طحاوی ص ۱۷۱ ج ۱	تو اس حدیث میں دو رکعتوں اور ایک کے درمیان فصل کی تصریح ہے

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تینوں رکعت موصولاً پڑھی جائیں اور درمیان میں تشہد نہ کیا جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضٰ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ	حضرت عائشہ رضٰ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو پہلی رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔
مستدرک حاکم ص ۳۰۴ ج ۱	
قَالَ الْحَاكِمُ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ	امام حاکم نے اس حدیث کو بخاری مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور کہا کہ

ؔ قال ابو الطیب قال الحافظ فی التخریج ص ۱۲۸ ج ۲ اسنادہ قوی۔ تعلیق المغنی ص ۲۵ ج ۲

وقال الحافظ فی التلخیص رواہ احمد و ابن حبان و ابن السکن فی صحیحیہما۔ و تقوّاہ احمد شاکر ص ۱۶ ج ۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ — بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا ہے۔ امام ذہبی نے اس حدیث کی صحت میں امام حاکم کی موافقت کی ہے

اس حدیث میں تصریح ہے کہ آپ تین وتر کو موصولاً پڑھتے اور بیچ میں سلام نہیں

پھر اس حدیث اور ابن عمر رضہ کی حدیث میں ظاہراً تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے پڑھی ہیں جونسے طریقے سے بھی وتر پڑھا جائے گا تو جائز ہوگا۔

آپ نے جو تین رکعت وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے وہ مقید ہے نفی تشبیہ بالمغرب کے ساتھ۔ اس کی تشریح اور تطبیق حدیث لَا تُشَبِّهُوا بِالْمَغْرِبِ کے تحت کروں گا۔ انشاء اللہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ وَلَا تُشَبِّهُوا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ. دارقطنی ص۲۵ ج۲ وَقَالَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ص۳۰۴ ج۱

حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین وتر نہ پڑھا کرو بلکہ پانچ یا سات وتر پڑھ لیا کرو۔ اور اس وتر کو نماز مغرب کے ساتھ مشابہ نہ کرو۔ امام دارقطنی نے کہا کہ اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں۔ امام حاکم نے مستدرک میں فرمایا کہ یہ

لہ ھکذا فی الاصل لعلہ سقط لفظ رواتہ منہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ فِي تَلْخِيصِهٖ	حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے
صفحہ ۳۰۴ ج ۲ - بیہقی صفحہ ۳۱	اس کی صحت کے بارے میں
مختصر قیام اللیل صفحہ ۱۱۵ تلخیص الحبیر صفحہ ۱۴	امام ذہبی نے بھی اس کی موافقت
فتح الباری صفحہ ۳۸۵ ج ۲	کی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین رکعت وتر موصولاً پڑھنا جائز ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنا جائز نہیں۔ اس وجہ سے امام شوکانی رحمہ اللہ کو کہنا پڑا کہ تین رکعت سے جو منع فرمایا اس سے مطلب کراہت ہے یعنی تین رکعت پڑھنا مکروہ ہے۔ احتیاط اس بات میں ہے کہ تین رکعت نہ پڑھی جائے۔

میں کہتا ہوں کہ امام شوکانی رحمہ اللہ کی یہ تطبیق مجھے پسند نہیں۔ اس لئے کہ نبی علیہ السلام سے بکثرت تین رکعت وتر پڑھنا ثابت ہے تو آپ سے پانچ سات، نو، گیارہ وتر بھی ثابت ہیں اور پھر اس صورت میں بعض احادیث کا ترک بھی لازم آتا ہے اگر تطبیق کی کوئی صورت ممکن ہو تو تطبیق ہی دینا چاہیئے کیونکہ یہ محدثین کا مسلّم قاعدہ یہ ہے کہ اَلتَّطْبِيْقُ خَيْرٌ مِّنَ الْاِهْمَالِ

تو ہم اس کی تطبیق یوں دیتے ہیں کہ تین رکعت وتر پڑھنے سے جو ممانعت کی گئی ہے وہ دو تشہد سے ہے جس سے وتر مغرب کی نماز کے مشابہ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ایک ہی تشہد سے تین رکعت وتر پڑھیں تو پھر مکروہ نہیں چنانچہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے یہی تطبیق دی ہے۔ علامہ ابو الطیب شمس الحق فرماتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فالتوفیق بین الاحادیث الایتار بثلاث وبین حدیث النھی بثلاث والتشبیہ بصلوۃ المغرب بحمل احادیث النھی عن الایتار بثلاث بتشھدین لمشابھۃ ذالک بصلوۃ المغرب واحادیث الایتار بثلاث علی انھا متصلۃ بتشھد فی اخرھا۔ التعلیق المغنی علی دارقطنی صـ۲۵ ج ۲ مصری

ان احادیث کے درمیان تطبیق (جن میں تین رکعت وتر پڑھنے کا حکم ہے اور جن میں تین رکعت پڑھنے سے ممانعت اور صلوٰۃ مغرب کے ساتھ مشابہت سے ممانعت ہے) یوں ہے کہ تین رکعت وتر سے منع کی احادیث کو محمول کیا جائے اس تین پر جو .... دو تشہد کے ساتھ ہو اس کی مغرب کی نماز کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اور جن احادیث میں تین وتر پڑھنا وارد ہے ان سے متصل تین رکعت ایک ہی تشہد کے ساتھ مراد ہو

امام محمد بن اسماعیل امیر صنعانی سبل السلام میں حافظ ابن حجرؒ کی اس تطبیق کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

وھو جمع حسن فقد ایدہ حدیث عائشۃ عند احمد والنسائی والبیھقی والحاکم کان

یہ تطبیق اچھی ہے تحقیق حضرت عائشہؓ کی حدیث نے جو کہ احمد نسائی۔ بیہقی۔ حاکم نے روایت کی ہے۔ اس کی تائید کی ہے۔ وہ

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا یَجْلِسُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ الخ سبل السلام ص۳ مطبوعہ المشہد الحسینی قاہرہ

یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے انہیں نہیں بیٹھتے مگر آخری رکعت میں۔ احمدؒ کے الفاظ یوں ہیں کہ ان تینوں کے درمیان نہیں فصل کرتے مگر آخری میں۔ اور حاکم کے الفاظ یوں ہیں کہ ان تینوں میں نہیں بیٹھتے مگر آخری رکعت میں۔

حافظ ابن حجرؒ کی اس تطبیق پر تعقّب کرتے ہوئے علامہ شوق نیمویؒ آثار السنن میں لکھتے ہیں۔

ھٰذَا الْجَمْعُ سَخِیْفٌ جِدًّا یَعِیْدٌ فِیْ غَایَۃِ الْبُعْدِ لَا یَذْھَبُ اِلَیْہِ ذِھْنُ الذَّاھِنِ بَلْ ھُوَ غَلَطٌ صَرِیْحًا آثار السنن ص۱۶۴

یہ جمع بہت ہی کمزور ہے اور عقل سے نہایت درجے کی دور ہے کسی ذہن والے کا ذہن اس جمع کی طرف نہیں جاتا بلکہ یہ جمع صریحًا غلط ہے۔

میں کہتا ہوں جو منصف بھی بنظر انصاف غور کریگا وہ ضرور کہیگا کہ علامہ شوق کی یہ کلام تعصب پر مبنی ہے۔ کیوں کہ اس جمع کی خوبی جو کہ حافظ ابن حجرؒ نے کی ہے کسی اہل علم وانصاف پر پوشیدہ نہیں۔ اور اس کے خوبی کو وہی جان سکتا ہے جس کے پاس فہیم دل ہو یا وہ کم از کم دل سے متوجہ ہو کر بات پر غور کرے ؎

وَکَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِیْحًا
وَاٰفَتُہٗ مِنَ الْفَھْمِ السَّقِیْمِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی کتنی قول صحیح پر عیب گیری کرنیوالوں کے عیب گیری ان کے خراب فہم کی وجہ سے ہوتا ہے۔

پھر علامہ شوقی صاحب لَا تُشَبِّهُوا الْوِتْرَ بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اَلْمَعْنٰی اَنَّهٗ لَا يَتْرُكُ تَطَوُّعًا قَبْلَ الْاِيْتَارِ بِثَلَاثٍ فَرْقًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ۔ آثار السنن صفحہ ۱۶۴

یعنی معنی یہ ہے کہ وتر پڑھنے والا تین رکعت وتر پڑھنے سے پہلے نفل پڑھنے کو نہ چھوڑے تاکہ وتر اور مغرب کے درمیان فرق ہو۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ علامہ صاحب پر بعینہ وہی بات صادق آتی ہے جو کسی کہنے والے نے کہا تھا کہ اَنْفُهٗ فِي الْمَاءِ وَاِسْتُهٗ فِي السَّمَاءِ اس لئے کہ علامہ صاحب کے اس معنی پر جو منصف بھی غور کرے گا وہ ضرور کہے گا کہ یہ معنی سراسر غلط ہے اس لئے کہ اس سے تین رکعت وتر سے پہلے نفل پڑھنا وجوبی طور پر لازم ہوتا ہے اور اس وجوب پر کوئی عاقل بھی قول نہیں کرتا ہے۔ خود حنفیوں میں سے بھی کوئی تین رکعت وتر پڑھنے سے پہلے نفل پڑھنے کا قائل تک نہیں چہ جائیکہ وجوب کا قائل ہو۔ نیز اس سے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کی نفی لازم آتی ہے حالانکہ یہ دو رکعتیں احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جیسے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری کے اندر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ	حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ
الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ	جب مؤذن اذان دیتا (نماز مغرب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاَمَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذَالِكَ يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ شَيْءٌ . وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا قَلِيْلٌ

بخاری ص۸۷ ج ۱

کے لئے) تو نبی علیہ السلام کے ساتھی مسجد کے ستونوں کی طرف دوڑتے یہاں تک کہ رسول اللہ وسلم نکلتے اور وہ اسی طرح دو رکعتوں کو نماز مغرب سے پہلے پڑھتے تھے اور آذان و اقامت کے درمیان کچھ نہ ہوتا۔ حضرت عثمان بن جبلہ اور ابو داؤد نے شعبہ سے کہا ہے کہ آذان اور اقامت کے درمیان نہیں ہوتا مگر تھوڑا سا وقت۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثَلٰثًا لِمَنْ شَاءَ ،

بخاری ص۸۷ ج۱

حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دو آذانوں کے درمیان نماز ہے، یہ تین مرتبہ فرمایا اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ جس شخص کا جی چاہے۔

مسلم کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ ہم پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو رکعتیں سورج غروب ہونے کے بعد نماز مغرب سے پہلے تو حضرت مختار بن فلفل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ ہمیں دیکھتے تھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم آپؐ کے سامنے یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے پس نہ آپ ہمیں حکم دیتے اور نہ ہی منع کرتے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے، لوگ مسجد کے ستونوں کی طرف دوڑتے اور یہ دو رکعتیں پڑھتے۔ یہاں تک کہ نو وارد انسان یہ خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے کیونکہ لوگ کثرت سے یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے (مسلم) اور امام محمد بن نصر المروزی کی روایت میں ہے کہ فَيَبْتَدِرُوْنَ لُبَابُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّوَارِيَ صـ۲۶ ۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے وہ خاص لوگ اور ان کے خلاصہ ستونوں کی طرف (ان دو رکعتوں کے پڑھنے کیلئے) دوڑتے۔ ابن نصر کی ایک اور روایت میں ہے کہ فَمَا يُعَابُ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ صـ۲۶ یہ دو رکعتیں مغرب سے پہلے پڑھنے کی وجہ سے ان پر عیب گیری نہیں کی جاتی تھی

ان احادیث کی شرح میں امام طیبی فرماتے ہیں کہ وَفِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ ظَاهِرٌ عَلٰى اِثْبَاتِ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ ۔ یعنی اس حدیث میں ظاہر دلیل ہے ان دو رکعتوں کے ثبوت پر

امام طیبی کے قول کو نقل کرنے کے بعد ملا علی قاری حنفی رح فرماتے ہیں کہ اس بات میں شک نہیں کہ یہ نادر تھا اس لئے کہ نبی علیہ السلام مغرب کی نماز کو جلدی پڑھتے تھے اس بات پر اجماع ہے اور اس سے مغرب کی نماز میں تاخیر لازم آتی ہے۔ بلکہ بعض علماء کے نزدیک مغرب کے وقت سے خروج لازم آتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کام (دو رکعتیں پڑھنا) بعض صحابہؓ سے بعض وقت میں ہو گیا تو انہوں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاخیر سمجھا۔ یا پہلے یہ حکم تھا پھر چھوڑا گیا جیسے کہ کہا گیا ہے۔ مرقاۃ صـ۱۱۶ مطبوعہ اصح المطابع دہلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

افسوس کہ احناف کے پاس احادیث رد کرنے کیلئے صرف تین ہی ہتھیار ہیں۔ اول فہم صحابہؓ۔ دوم تاویل۔ سوم نسخ علامہ بنوری اور علامہ کشمیریؒ شرح ابواب الوترمی اور کشف الستر میں بار بار کہتے ہیں کہ یہ ابن عمرؓ کا فہم ہے، یہ ابوموسیٰؓ کا فہم ہے اور یہ رفع مبہم ہے۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ ان دو حضرات کی پیداوار ہے لیکن یہ ان کا پیداوار نہیں بلکہ پہلے ہی سے ایک دوسرے کو وصیت کرتے آئے ہیں۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

تاویل اور نسخ کیلئے تو امام کرخی کے قانون کلیہ سے احناف کو بہت ہی سہارا ملا۔ وَإِلَى اللهِ الْمُشْتَكَى

حق بات یہ ہے کہ بات نہ تو صرف فہم صحابہ پر مبنی ہے اور نہ پہلے تھا اور بعد میں چھوڑ گیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آذانین کے درمیان نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے اور ساتھ ساتھ لِمَنْ شَاءَ سے اختیار بھی دیتے تھے تو جس کا جی چاہتا تھا وہ پڑھتا تھا اور جس کا جی نہیں چاہتا وہ نہیں پڑھتا اور پڑھنے والے نہ پڑھنے والوں پر عیب گیری نہیں کرتے اور نہ پڑھنے ولے پڑھنے والوں پر۔ یہی انصاف کا تقاضا ہے۔ آجکل بھی اسیطرح کرنا جائز ہے۔ اور بعض احناف اس کے عدم جواز پر حضرت عمرؓ کا بعد العصر نماز پڑھنے پر درّہ لگانے سے دلیل لیتے ہیں لیکن ان کا یہ استدلال بھی صحیح نہیں کیونکہ آپ جو درّہ لگاتے وہ عصر کے بعد دوگانہ پڑھنے پر لگاتے اور اسکے ہم بھی قائل ہیں آپؓ آذان مغرب کے بعد نماز مغرب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے دو رکعتوں پر دُرّہ نہیں لگاتے۔

اگر اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل کسی کو چاہیئے تو وہ بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، دارمی، مسند احمد بالعموم اور قیام اللیل محمد بن نصرؒ المروزی بالخصوص دیکھے۔

آمدم برسر مطلب۔ کہ حضرت العلامہ نیمویؒ کا حافظ ابن حجرؒ کی تطبیق پر اعتراض کرنا تو اہل علم کے نزدیک غیر معقول ہے۔ لیکن اس سے بڑھکر آپ کی علمی قدر و قیمت کو نمایاں کرنے والی چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لَاتُشَبِّهُوا کا معنی بیان کرنا ہے جو کہ یہ معنی کئی مفاسد کو مستلزم ہے ان میں سے دو تو میں نے بیان کی۔

اسطرح اس معنی کے بطلان کی اور وجوہ بھی ہیں جو غور و فکر سے ہر عالم کو معلوم ہوگا۔ حالانکہ حافظ ابن حجرؒ کی اس تطبیق پر احادیث مرفوعہ اور موقوفہ اور اسلاف کا عمل شاہد ہے

عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے بسلام نہیں پھیرتے مگر آخر میں۔

مستدرک حاکم ص۳۰۴ ج۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن

اس روایت میں لفظ لا یسلّم کی بجائے تمام علماء لفظ لا یقعد نقل کرتے ہیں۔ مستدرک کی روایت سے حضرت عائشہ رضؓ کی یہ روایت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لفظ لَا یَقْعُدُ سے مشہور ہے۔ مستدرک کی یہ روایت امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار اور زرقانی نے مواہب لدنیہ کی شرح صفحہ ۳۶۲ ج ۸ اور موطا کی شرح صفحہ ۲۵۴ ج ۱ اور حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص میں اور فتح الباری میں لفظ لَا یَقْعُدُ کیساتھ نقل کیا ہے۔ اور استاد کشمیریؒ نے بھی اقرار کیا ہے آپ کے الفاظ یہ ہیں جیسے کہ اس سے اس کے شاگرد علامہ بنوری صاحب نے نقل کیا ہے۔ علامہ بنوری فرماتے ہیں۔

قَالَ الشَّیْخُ وَرَاجَعْتُ ثَلٰثَ نُسُخٍ لِلْمُسْتَدْرَكِ فَلَمْ اَجِدْهُ فِیْهَا بِلَفْظِ الزَّیْلَعِیِّ وَاِنَّمَا فِیْهَا وَکَانَ لَا یَقْعُدُ

شرح ابواب الوتر جامع الترمذی للبنوری صفحہ ۲۶

شیخ نے کہا کہ میں نے مستدرک حاکم کے تین مختلف نسخوں کیطرف رجوع کیا (مگر میں نے ان تینوں نسخوں میں) علامہ زیلعیؒ کے الفاظ (جوکہ لایسلّم ہے) نہیں پایا۔ بلکہ تینوں نسخوں میں لایقعد ہی تھا

الحمد للہ کہ احناف کی گھریلو شہادت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ مستدرک کی روایت میں لفظ لایقعد ہے نہ کہ لایسلّم

علامہ شوق نیموی رحمہ تعلیق التعلیق علی آثار السنن میں فرماتے ہیں

قُلْتُ هٰکَذَا فِیْ بَعْضِ نُسَخِ الْمُسْتَدْرَكِ وَبِهٰذَا اللَّفْظِ ذَکَرَهُ الْحَافِظُ فِی الْفَتْحِ وَالتَّلْخِیْصِ وَهٰکَذَا فِیْ مَوَاهِبِ اللَّدُنِّیَّةِ

میں کہتا ہوں کہ اسیطرح مستدرک کے بعض نسخوں میں ہے اور اسی لفظ سے اس حدیث کو حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری اور تلخیص میں ذکر کیا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَشَرْحِهِ الزُّرْقَانِي — اسیطرح مواہب لدنیہ اور اسکی شرح زرقانی میں ہے۔

اس کے بعد علامہ نیموی ان اہل علم کے نام ذکر کرتے ہیں جنہوں نے لفظ لا یسلّم کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا۔ اس کے بعد اپنا فیصلہ یوں کرتے ہیں۔

قُلْتُ فَثَبَتَ بِذَالِكَ	میں کہتا ہوں کہ اس سے ثابت
اَنَّ نُسَخَ الْمُسْتَدْرَكِ	ہوا کہ مستدرک کے نسخے اس
مُخْتَلِفَةٌ فِي هٰذَا اللَّفْظِ وَلٰكِنَّ	لفظ میں مختلف ہیں۔ لیکن بیہقی
الْبَيْهَقِيَّ قَدْ صَرَّحَ فِي	نے کتاب المعرفۃ میں تصریح
الْمَعْرِفَةِ بِاَنَّ حَدِيْث	کی ہے کہ حضرت عائشہؓ کی
عَائِشَةَ مِنْ اَبَانَ بِلَفْظِ	حدیث ابان کے طریقے سے
لَا يَقْعُدُ فَالصَّوَابُ	لفظ لا یقعد کے ساتھ ہے
فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ	توضیح اس روایت میں یہ ہے
لَا يَقْعُدُوْنَ لَا يُسَلِّمُ	کہ اسمیں لفظ لا یقعد (نہیں بیٹھتے
تعلیق التعلیق ص۱۰۶	تھے) ہے اور لا یسلم (سلام نہیں پھیرتے)

نہیں ہے۔

علامہ نیموی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ مستدرک کی روایت میں لفظ لایقعد ہی ہے آجکل کے نسخوں میں جو دائرۃ المعارف میں چھپے ہوئے ہیں ا نمیں لفظ لا یسلم صحیح نہیں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز علامہ سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں ۔

قرأت بخط الشیخ العلامۃ محمد بن اسمٰعیل الامیر الیمانی فی الحاشیۃ علیٰ زاد المعاد لابن القیم الذی کتبہ بیدہ الکریمۃ ما لفظہ روی الحاکم عن عائشۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث لا یتشھد الا فی اخرھن ۔ فتاوی نذیریہ ۱ ص ۵۳۵	یعنی علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر کے خود نوشت خط میں جو کہ ابن القیم کے زاد المعاد کے حاشیہ پر لکھا تھا حاکم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام تین وتر پڑھتے اور تشہد نہیں پڑھتے مگر آخری رکعت میں ۔

مطبوعہ اہلحدیث اکاڈمی

امام قسطلانی فرماتے ہیں ۔

ولکن حدیث الفصل اثبت واکثر طرقا	لیکن فصل کی حدیث زیادہ ثابت اور کثرت طرق سے مروی ہے
پھر فرماتے ہیں : وقد روی الحاکم من حدیث عائشۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث لا یقعد الا فی آخرھن فیعیلیہن بتشھد واحد	اور تحقیق حاکم نے حضرت عائشہؓ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے جس میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام تین رکعت وتر پڑھتے اور آخری میں بیٹھتے اور ایک ہی تشہد کرتے

مواہب لدنیہ وشرحہ للزرقانی ص ۸ ، ص ۳

نیز اس لفظ کے مؤید حضرت قتادہ کی حدیث ہے ۔

عن قتادۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اخرھن ۔ رواہ البیہقی فی معرفۃ الاثار والسنن ۔ تعلیق المغنی علی دارقطنی ص ۲۵ ۔ سنن کبریٰ ص ۳ ۳۱	حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام تین رکعت وتر پڑھتے انہیں نہیں بیٹھتے مگر آخری رکعت میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ التَّيْمِيِّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْوِتْرُ مِثْلُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ اِلَّا اَنَّهُ لَا يُجْلَسُ اِلَّا فِي الثَّالِثَةِ۔ مسند عبد الرزاق ص۲۸ ج۳ طبع بیروت

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں ابن تیمی سے وہ لیث سے وہ عطاء سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وتر مغرب کی نماز کی طرح ہے مگر یہ کہ نہ بیٹھے مگر تیسری رکعت میں۔

نیز حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کا فعل

عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهُ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهِنَّ وَلَا يَتَشَهَّدُ اِلَّا فِي اٰخِرِهِنَّ

حضرت عطاء تین رکعت وتر پڑھتے ان میں نہ بیٹھتے اور نہ تشہد پڑھتے مگر آخری رکعت میں

مختصر قیام اللیل ص۱۲۱ بیہقی ص۳۱ ج۳ حاکم ص۳۰۵ تعلیق المغنی ص۲۶

نیز حضرت طاؤسؒ کا فعل،

وَعَنْ طَاوٗسٍ اَنَّهُ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَقْعُدُ بَيْنَهُنَّ۔ مختصر قیام اللیل ص۱۲۱ مسند عبد الرزاق ص۲۷ ج۳

حضرت طاؤس تین رکعت وتر پڑھتے اور درمیانی قعدہ میں نہ بیٹھتے مگر آخری رکعت میں۔

نیز حضرت حمادؒ کا فعل

قَالَ حَمَّادٌ كَانَ اَيُّوْبُ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَجْلِسُ اِلَّا فِي اٰخِرِهِنَّ مختصر قیام ص۱۲۱

حضرت حماد کہتے ہیں کہ حضرت ایوب ہمیں رمضان میں نماز پڑھاتے تھے تو تین وتر پڑھتے، نہیں بیٹھتے مگر آخری رکعت میں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

وَحَكَى الْفُوْرَانِيُّ وَاِمَامُ الْحَرَمَيْنِ وَجْهًا اَنَّهُ لَا يَجُوْزُ بِتَشَهُّدَيْنِ

فورانی اور امام الحرمین نے ایک وجہ حکایت کی ہے کہ دو تشہد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَلْ يُشْتَرَطُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى تَشَهُّدٍ وَّاحِدٍ وَّحَمَلَ هٰذَا الْقَائِلُ الْاَحَادِيْثَ الْوَارِدَةَ بِتَشَهُّدَيْنِ عَلٰى اَنَّهٗ يُسَلِّمُ فِيْ كُلِّ تَشَهُّدٍ

المجموع شرح المهذب ص ۱۲

کے ساتھ (تین رکعتیں) جائز نہیں بلکہ ایک ہی تشہد پر اقتصار کرنا شرط ہے اور اس قائل نے ان احادیث کو جو دو تشہد کے بارے میں وارد ہیں ان کو ہر تشہد میں سلام پھیرنے پر محمول کیا ہے

امام رافعی کبیرؒ فرماتے ہیں

حُكِيَ فِي النِّهَايَةِ عَنْ بَعْضِ التَّصَانِيْفِ اَنَّ مِنْ اَصْحَابِنَا مَنْ لَمْ يَرَ الْاِقْتِصَارَ عَلَى التَّشَهُّدِ الْوَاحِدِ مُجْزِئًا وَحَمَلَ مَا وَرَدَ مِنَ التَّشَهُّدَيْنِ عَلٰى مَا اِذَا فَصَلَ بَيْنَ الرَّكْعَةِ الْاَخِيْرَةِ وَمَا قَبْلَهَا وَنَقَلَ بَعْضُهُمْ عَنْ طَرِيْقِ الْقَاضِي الْحُسَيْنِ اَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثًا كَصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ بِتَشَهُّدَيْنِ وَتَسْلِيْمَةٍ

بعض تصانیف سے نہایہ میں ہے کہ ہمارے بعض اصحاب ایک ہی تشہد پر (تین وتر میں) اقتصار کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور دو تشہد کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں ان کو آخری رکعت اور ماقبل کی دو رکعتوں کے درمیان فصل پر حمل کیا ہے۔ قاضی حسین کے طریقے سے بعض نے نقل کیا ہے کہ تین وتر مغرب کی نماز جیسا دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ جائز نہیں بسا اوقات کہتا ہے کہ اس کی نماز باطل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا یَجُوْزُ وَرُبَّمَا یَقُوْلُ تَبْطُلُ صَلٰوتُهٗ لِمَا رُوِیَ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا یَجْلِسُ اِلَّا فِی اٰخِرِهِنَّ وَرُوِیَ اَنَّهٗ قَالَ لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ تَشَبَّهُوْا بِالْمَغْرِبِ. فتح العزیز شرح الوجیز صفحہ ۲۲۸ ۔ مطبوعہ دار الطباعۃ المنیریہ مصر

ہوتی ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپؐ تین وتر پڑھتے اور نہیں بیٹھتے مگر آخر میں۔ نیز روایت کیا گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ایسی تین رکعتیں نہ پڑھو جو کہ مغرب کے ساتھ مشابہ ہوں

علامہ زبیدی حنفی شوافع کے اقوال کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَفِیْ وَجْهٍ لَا یُجْزِءُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰی تَشَهُّدٍ وَّاحِدٍ وَفِیْ وَجْهٍ لَا یَجُوْزُ اِنْ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ اَنْ یَّتَشَهَّدَ تَشَهُّدَیْنِ بِتَسْلِیْمَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاِنْ فَعَلَهٗ بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ بَلْ یَقْتَصِرُ عَلٰی تَشَهُّدٍ اَوْ یُسَلِّمُ فِی التَّشَهُّدَیْنِ، اتحاف سادۃ المتقین صفحہ ۳۴۹ ج ۳

ایک وجہ میں یہ ہے کہ اقتصار کرنا ایک ہی تشہد پر جائز نہیں اور دوسری وجہ یہ کہ اگر تین رکعت سے وتر پڑھا تو جائز نہیں کہ دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے۔ اگر ایسا کیا تو اس کی نماز باطل ہوتی ہے بلکہ ایک ہی تشہد پر اقتصار کرے یا سلام پھیرے دونوں تشہدوں پر۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ جو جمع ابن حجرؒ نے کی ہے وہ بالکل صحیح ہے،

امام نوویؒ اور رافعیؒ اور زبیدیؒ ان روایات کو نقل کرنے کے بعد دو تشہد کو اگرچہ جائز قرار دیتے ہیں لیکن کسی نے بھی جواز کے لئے کوئی صحیح دلیل نہیں پیش کی جیسا کہ جو عدم جواز اور بطلان کے قائل ہیں ان کی صحیح اور قوی حدیث دلیل ہے جو کہ لا تشبهوا الخ ہے۔ بہرحال یہ ائمہ بھی تشہد اول کا انکار کرتے ہیں۔ تو اگر حافظؒ نے تطبیق دیا تو یہ سخافت رایہ ہے۔ فیا للعجب۔

تنبیہ

علامہ کشمیریؒ مستدرک کے تین نسخوں میں زیلعیؒ کے الفاظ کو نہ پانے کے اقرار کے بعد کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ زیلعیؒ نے جس لفظ (لا یسلم) سے ذکر کیا ہے وہ لفظ ضرور ہو گا اس لئے کہ امام زیلعی نقل میں بہت پختہ ہے اصل کے الفاظ ہی سے نقل کرتا ہے اور اگر بالواسطہ ہو اس کو بھی ذکر کرتا ہے اور امام زیلعی امام ابن حجرؒ سے پختگی اور نقل کے احتیاط میں بڑھ چکا ہے اور زیلعیؒ نے یہ لفظ (لا یسلم) مستدرک ہی کے لفظ سے نقل کیا ہے بغیر واسطہ سے جیسے کہ امام زیلعیؒ کا مستدرک کی عبارت نقل کرنے کے بعد لفظ انتہی استعمال کرنے سے معلوم ہوتا ہے" شرح ابواب الوتر ص۲۶

سُبْحَانَ اللہ یہیں امام زیلعیؒ کے تثبت اور احتیاط فی النقل پر کوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نہیں لیکن بعد کا ضمانت بھی نہیں دی جا سکتی ۔ نیز اگر امام ابن حجرؒ نے بزعم شما خیانت کی ۔ کیا امام بیہقیؒ نے بھی خیانت کی ؟ کیا امام زرقانی نے بھی کی؟ کیا خود شیخ انورؒ صاحب جنہوں نے تین نسخوں کو دیکھا تھا ان کے ناسخین نے بھی خیانت کی ؟ لیکن تعصب مذہبی ہر چیز سکھاتا ہے ۔ یہ کیا یہ تو انور شاہ صاحبؒ نے اشارۃً حملہ کیا ہے اس سے بڑھکر امام ابن تیمیہؒ پر حملہ کرتے ہوئے آپؒ کے نقل کو رد کرتا ہے ۔

چنانچہ آپ فیض الباری ص۵۹ج۱ میں بحث زیادت و نقصان ایمان میں فرماتے ہیں ۔

أَمَّا الْحَافِظُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فَإِنَّهُ وَإِنْ نَسَبَ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ إِلَى إِمَامِنَا رَحِمَهُ اللّٰهُ لٰكِنَّ فِي طَبْعِهِ سَوْرَةً وَحِدَّةً فَإِذَا عَطَفَ إِلَى جَانِبٍ عَطَفَ وَلَا يُبَالِي وَإِذَا تَصَدّٰى إِلَى أَحَدٍ تَصَدّٰى وَلَا يُحَاشِي وَلَا يُؤْمَنُ مِثْلُهُ مِنَ الْإِفْرَاطِ وَالتَّفْرِيطِ فَالتَّرَدُّدُ فِي نَقْلِهِ لِهٰذَا وَإِنْ كَانَ حَافِظًا مُتَبَحِّرًا ۔ فیض الباری ص۵۹ج۱	بہرحال امام ابن تیمیہ پس شان یہ ہے کہ اس نے اگرچہ (ایمان کی) زیادت و نقصان کی نسبت ہمارے امامؒ کی طرف کی ہے لیکن اس کی طبیعت میں ایسی تیزی ہے کہ جب کسی کی طرف مائل ہوتا ہے تو بے باکی سے مائل ہوتا ہے اور جب کسی کے پیچھے پڑتا ہے تو ایسے پیچھے پڑتا ہے کہ اس کی مذمت سے پھر بچتا ہی نہیں تو ایسا شخص افراط و تفریط سے نہیں بچ سکتا ہے تو امام ابن تیمیہؒ کی نقل میں تردد ہے ۔ اگرچہ وہ متبحر حافظ تھا ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب تعصب مذہبی کی وجہ سے حدیث ماننے کو تیار نہیں تو ائمہ اور محدثین پر حملے سے کیسے باز آئیں گے۔ علامہ کشمیریؒ کی تو یہ عادت ہے کبھی تو کہتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب بلید اور قلیل العلم ہے اور کبھی کہتا ہے کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ متشدد ہے اور کبھی کہتا ہے کہ ابن تیمیہؒ کی نقل پر اس کی حدت اور شورش کی وجہ سے اعتماد نہیں اور کبھی کہتا ہے کہ ابن حجرؒ نقل میں محتاط نہیں اور کبھی کہتا ہے ابن عمرؓ کا فہم اور کبھی کہتا ہے ابوموسیٰؓ کے رفع مبہم ہے حافظ ابن حجرؒ کو جو علامہ کشمیریؒ اشارۃً غیر محتاط اور غیر مثبت کہتا ہے یہ تو کوئی بات نہیں کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ مفہوم مخالف ہمارے ہاں معتبر نہیں۔ تب کی مجھے میرے استاد شیخ الادب حضرت ابو مصعب محمد سعید (دمشقی) بادیجکی نے مورخہ ۲۰ جمادی الاولی ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۷۲ء میں کہا کہ میں کل مورخہ ۲۶ جمادی الاولی ۱۳۹۲ھ کو احناف کے ایک مشہور عالم کے پاس گیا تھا تو آپ نے کہا کہ امام عینیؒ شارح بخاری زاہد تھا اور اور حافظ ابن حجر متہم تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

واسفا۔ اگر ان کے ہاں حافظ ابن حجرؒ متہم ہے تو پھر حافظ صاحب کی کتابوں (مثلاً فتح الباری، تلخیص، تہذیب التہذیب، لسان المیزان وغیرہ) سے خوشہ چینی کا کیا مطلب، متہم شخص سے کوئی روایت لینا ہے یا اس کی کلام پر اعتبار ہوتا ہے۔

لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا ہی ان لوگوں سے ان نیک بندوں کی طرف سے بدلہ لے گا۔ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِهِمْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر علامہ بنوری صاحب شیخ انور صاحبؒ کے اُس قول کو نقل کرنے کے بعد کہ جس میں امام زیلعی کے تثبت اور احتیاط فی النقل کا ذکر کیا ہے، قال الراقم سے فرماتے ہیں کہ (حدیث عائشہ میں لفظ لا یسلم) ہی ہے موجودہ مستدرک کے نسخہ میں جو کہ دائرۃ المعارف میں چھپ چکا ہے۔ اور اس کے چھپوانے والوں کے پاس چار مختلف نسخے موجود تھے اور تصحیح میں انہوں نے بہت ہی کوشش کی ہے اور انہوں نے اختلاف پر تنبیہ نہیں کیا تو شیخ انورؒ اپنے ظن وخیال میں سچا ہوا۔

إِذَا قَالَتْ حَذَامِ فَصَدِّقُوهَا ، فَإِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَتْ حَذَامِ

یعنی حذام جو کچھ کہتی ہے اسکی تصدیق کرو؛ کیونکہ قول وہی سچ ہے جو حذام کہتی ہے۔

شیخ بنوری صاحبؒ کا مطلب یہ ہے کہ جس ظن اور خیال کا اظہار شیخ انور صاحبؒ نے کیا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔ شرح ابواب الوتر ص۲۶ ۔ حالانکہ شیخ بنوری صاحبؒ کا یہ کہنا کہ انہوں نے اختلاف پر تنبیہ نہیں کیا ہے۔ یا تسامح پر مبنی ہے یا تعصب پر۔ کیونکہ دائرۃ المعارف کے مطبوعہ نسخوں کے حاشیہ پر لفظ لا یقعد موجود ہے جو کہ نسخوں کے اختلاف پر دلالت کرنے میں اظہر من الشمس وابین من الامس ہے۔ نیز میرے خیال میں کہ نسخوں میں لفظ لا یسلم جو ہے اس کی حقیقت وہی ہے جو علامہ ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادیؒ نے تعلیق المغنی علی سنن دارقطنی میں فرمایا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں مستدرک کے اس نسخے کے مطالعہ کا عنایت ہو چکا تھا جس پر علامہ حسن علی محدث لکھنویؒ کی نظر گذر چکی تھی اور آپ شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگردوں میں سے تھے۔ یہ نسخہ بہت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہی صحیح نسخہ تھا۔ تو میں نے ابان بن یزید العطار کی حدیث کو دیکھا کہ اس میں لفظ لَا یَقْعُدُ پر بیاض یا کاتب اس لفظ کو سہوًا لکھ چکا تھا بغیر بیاض چھوڑ نے کے۔ بہرحال لفظ لَا یَقْعُدُ ہی تھا اور لفظ لَا یُسَلِّمُ قطعًا نہیں تھا۔ اسی کوڈ بالا نسخہ سے ایک حنفی عالم مستدرک کو نقل کر رہا تھا تو میں نے اسکو کہا کہ اصل نسخہ منقول عنہ میں لفظ لَا یَقْعُدُ نہیں ہے اب یہ علم نہیں کہ کاتب لکھنا بھول چکا ہے یا اس نے قصدًا بیاض چھوڑا ہے تو اس حنفی عالم نے اس نسخہ میں دیکھا جیسے میں نے کہا تھا ویسے ہی پایا۔ تو میں نے اس کو کہا کہ یہاں اس بیاض میں لفظ لَا یَقْعُدُ ہی ہوگا اس نے کہا کہ آپ نے کہاں سے یہ بات کہی؟ میں نے کہا کہ اسی لفظ لَا یَقْعُدُ سے تمام علماء نقل کرتے ہیں اور اسی لفظ لَا یَقْعُدُ سے روایت مُسْتَدْرَکْ کے حوالہ سے مشہور ہے لیکن وہ حنفی عالم میرے کہنے پر قانع نہیں ہوا اور وہاں کوئی ایسی کتاب بھی موجود نہیں۔ تھی جس میں یہ روایت ہو مگر زرقانی جو مواہب لدنیہ پر شرح ہے وہ بھی اس حنفی عالم ہی کے پاس تھی تو میں نے اس کو کہا کہ آٹھویں جلد لے آ۔ وہ لایا تو وہاں میں نے اس کو دکھایا کہ یہ روایت لفظ لَا یَقْعُدُ کے ساتھ ہے پھر بھی میں نے اس کو یہ مشورہ دیا کہ یہاں جیسے اصل ہے ویسے بیاض چھوڑ دیں۔ اور اس منقول عنہا نسخہ کے حاشیہ پر لکھیں کہ یہ روایت شرح زرقانی میں لفظ لَا یَقْعُدُ کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ لیکن اس نے میری بات نہیں مانی۔ اپنے نسخہ میں جو نقل کر رہا تھا اس کے حاشیہ پر لکھا کہ لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ آخِرِهِنَّ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ التعلیق المغنی علی الدارقطنی صہ ۲۷/۲ ناظرین کرام دیکھیے اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعصّب مذہبی کو کہ یہ تعصب انسان کو کس گڑھے میں پھینک دیتا ہے۔

أَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنَ التَّعَصُّبِ عَلَى الْبَاطِلِ آمین

اور بعض صحابہؓ سے جو تین رکعت وتر کی نہی ثابت ہے وہ بھی اسی پر محمول ہے کہ تین رکعت دو تشہد سے نہ پڑھی جائیں کہ اس سے مغرب کی نماز کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے اور ایک تشہد سے تین رکعت وتر کو مکروہ نہیں سمجھتے مثلاً حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے تین رکعت وتر کی مخالفت بھی ثابت ہے اور تین رکعت ایک تشہد سے بھی ثابت ہے اور مغرب کے ساتھ مشابہت کی نفی اس صورت میں بھی ہو جاتی ہے کہ تین رکعت وتر دو سلام سے پڑھے جائیں کہ پہلے دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دے اور پھر ایک رکعت پڑھکر سلام پھیرے اس صورت میں تین رکعت وتر دو تشہد سے ہو جائیں گے چنانچہ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہی طریقہ منقول ہے۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ بخاری ص۱۳۵ ج ا	حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ وتر کی جب تین رکعت پڑھتے تو دو رکعت پڑھکر سلام پھیرتے یہاں تک کہ کسی ضرورت سے بات بھی کرتے۔

حضرت ابن عمرؓ اپنے اس فعل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ــ جیسے کہ اس کا بیان پہلے گذر چکا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ بالکل مغرب کی طرح تین وتر دو تشہد اور ایک سلام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منع ہے اور ایک تشہد یا دو سلام سے ثابت ہے۔ کما مرّ آنفاً۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعض صحابہؓ سے بالکل مغرب کی نماز کیطرح ایک سلام دو تشہد سے تین رکعت وتر ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو نہی مذکور نہیں پہنچی وہ انہیں معذور ہیں اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک فعل یا قول ثابت ہو جائے تو اس کے خلاف کسی صحابی یا تابعی کے قول و فعل کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔

اور کسی ایک بھی حدیث سے ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تین رکعت وتر ایک سلام دو تشہد سے پڑھے ہوں اور دارقطنی کی حدیث سے جو ثابت ہوتا ہے وہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کو مرفوعاً صرف یحیٰی بن زکریا نے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ چنانچہ خود امام دارقطنی فرماتے ہیں یَحْیَی بْنُ زَکَرِیَّا ھٰذَا یُقَالُ لَہٗ ابْنُ اَبِی الْحَوَاجِبِ ضَعِیْفٌ لَمْ یَرْوِہٖ عَنِ الْاَعْمَشِ مَرْفُوْعًا غَیْرُہٗ۔ دارقطنی صفحہ ۲۸ وَقَالَ اَبُوالطَّیِّبِ فَھُوَ مَعَ ضُعْفِہٖ خَالَفَ الثِّقَاتَ مِنْ اَصْحَابِ الْاَعْمَشِ۔ تعلیق المغنی صفحہ ۲۸ جلد ۲

امام بیہقیؒ نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ پر موقوف ہے سفیان ثوری اور عبداللہ بن نمیر نے اسکو اعمش سے موقوفاً روایت کیا ہے اسیطرح دارقطنی کی حضرت عائشہؓ سے جو حدیث ہے اس کو ابن جوزی نے علل المتناھیہ میں ذکر کر کے کہا کہ ھٰذَا حَدِیْثٌ لَا یَصِحُّ اور ابن معین نے کہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ اسماعیل بن مکی کوئی شئی نہیں اور نسائی نے اسے متروک بنایا اور فقہاء سبعہ سے جو تین رکعت وتر ایک سلام سے مروی ہیں وہ ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن انہیں سے کسی سے بھی دو تشہد ثابت نہیں ہیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ دو صورتوں میں تین رکعت وتر ثابت ہیں یا تو ایک تشہد اور ایک سلام سے پڑھے جائیں اور یا پھر دو سلام اور دو تشہد سے پڑھے جائیں اور فقہاء سبعہ نے پہلی صورت کو اختیار کیا ہے جو کہ صحیح ہے اور شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا میں امام احمد کا مذہب نقل کیا ہے کہ وہ ایک رکعت وتر کو ترجیح دیتے تھے اور تین رکعت ایک سلام اور ایک تشہد سے جائز اور ایک سلام دو تشہد سے مکروہ کہتے تھے

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ابن ہمام رح نے فتح القدیر میں فرمایا ہے۔

وَاَجْمَعْنَا عَلٰی اَنَّہٗ یَجْلِسُ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ۔ مرقاۃ ص۱۵۰ مطبوعہ اصح المطابع بمبئی	ہم (احناف نے) اس بات پر اجماع کیا ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد بیٹھا جائے۔

معلوم ہوا کہ صرف چند احناف نے اکٹھے ہو کر اس بات پر اجماع کیا کہ ہر دو رکعت کے بعد بیٹھا جائے اور اسکے علاوہ احناف کے پاس اس قعدہ کیلئے کوئی شرعی دلیل نہیں۔

میں مزید فائدہ کیلئے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب کے مدرسہ کے مفتی کا فتویٰ نقل کرتا ہوں

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ احناف راہبر اتکہ وتر اللیل کو وتر النہار کے علاوہ احناف کیلئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وتر اللیل کوتر النہار کدام حدیثے
دلیل است کہ آں دلالت کند
برجلوس علی راس الرکعتین فی
الوتر۔ (تنبیہ) امید کہ
دریں مسئلہ دلائل فقہیہ نباشد
بلکہ دلائل حدیثیہ خواہد بود
جزاکم اللہ۔ والسلام

حدیث سے کوئی ایسی دلیل ہے کہ
وہ وتر کی دو رکعتوں پر بیٹھنے پر دلالت
کرے۔
(تنبیہ) امید ہے کہ اس مسئلہ کے
بارے میں فقہی دلائل نہ ہوں بلکہ
دلائل احادیث سے ہوں۔
جزاکم اللہ۔ والسلام

المستفتی عبدالعزیز قریشی - 27-8-67

اَلْجَوَابُ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ

ازاں عمومات کہ دراں بیان
طریقہ نماز ہست معلوم و مستمر است
کہ بعد از ہر دو رکعت تشہد است
چنانچہ در صحیح مسلم شریف جلد اول
بَابُ مَا یَجْمَعُ صِفَۃَ الصَّلٰوۃِ
یک حدیث ذکر کردہ اند کہ درو
ایں لفظ است وَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ
کُلِّ الرَّکْعَتَیْنِ التَّحِیَّۃَ و در ترمذی
شریف حدیثے در صفۃ الصلوٰۃ آوردہ اند
دراں ایچنیں وارد شدہ است

(یعنی احناف کی دلیل ہر تشہد
پر) ان احادیث کی عمومات سے
ہے جن میں نماز کا طریقہ معلوم
ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد
ہے چنانچہ صحیح مسلم کی جلد اول
باب مایجمع صفۃ الصلوٰۃ میں
ایک حدیث ذکر ہے اس میں یہ
الفاظ ہیں کہ آپ ہر رکعت میں التحیۃ
کرتے تھے۔ اور ترمذی شریف کے صفۃ
الصلوٰۃ میں ایسے الفاظ وارد ہیں کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَلصَّلوٰۃُ مَثْنٰی مَثْنٰی تَشَھُّدٌ فِی الرَّکْعَتَیْنِ۔ وہمچنین دیگر روایات کہ در بیان صفۃ الصلوٰۃ وارد اند تشہد بعد از ہر دو رکعت در آنہا مذکور است۔

کہ نماز دو دو رکعتیں ہیں اور ہر دو رکعتوں میں تشہد ہے اسیطرح اور روایات جو کہ صفۃ الصلوٰۃ کے بارے میں وارد ہیں انمیں ہر دو رکعت کے بعد تشہد کا ذکر ہے

عبد الرشید، مفتی دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

۳ / جمادی الثانیہ ۱۳۸۶ھ

ھو العلیم
دار الافتاء دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

اس فتویٰ سے بھی مثل روز روشن معلوم ہوا کہ احناف کے پاس عمومات کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی خاص دلیل نہیں۔

حالانکہ جب کسی مسئلہ میں خاص دلیل موجود ہو جائے تو اس مسئلہ کو عمومات پر قیاس کرنا خود احناف کے اصول فقہ کے خلاف ہے کیونکہ اصول فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ قیاس تب جائز ہے جبکہ مقیس (فرع) میں نص نہ ہو اگر فرع میں نص موجود ہو تو قیاس جائز نہیں۔ چنانچہ ملّا جیونؒ نور الانوار میں فرماتے ہیں

وَلَا نَصَّ فِیْہِ۔ وَالرَّابِعُ عَدَمُ وُجُوْدِ النَّصِّ فِی الْفَرْعِ

نور الانوار ص ۲۳۹ مطبع مجیدی کانپور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور فرع میں نص نہ ہو یعنی شرائط قیاس میں سے چوتھی شرط یہ ہے کہ فرع میں نص موجود نہ ہو اگر فرع میں نص موجود ہو تو اس فرع کو کسی عموم وغیرہ پر قیاس کرنا جائز نہیں اسی طرح شرائط اجماع میں سے بھی یہ ہے کہ جس امر کے بارے میں اجماع کیا جاتا ہے اس میں نص شرعی موجود نہ ہو ورنہ اجماع باطل جیسے نورالانوار کے محشی فرماتے ہیں۔ اَلْاِجْمَاعُ ... اِتِّفَاقُ الْمُجْتَہِدِیْنَ الصَّالِحِیْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ فِیْ عَصْرٍ وَّاحِدٍ عَلٰی اَمْرٍ قَوْلِیٍّ اَوْ فِعْلِیٍّ شَرْعِیٍّ عَقْلِیٍّ اَوْ عُرْفِیٍّ غَیْرِ ثَابِتٍ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ قَطْعًا (حاشیہ نورالانوار صہ۲۲۳)

اجماع ایک زمانے میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صالح لوگوں کے کسی ایسی قولی یا فعلی شرعی یا عقلی یا عرفی امر پر اتفاق کرنا ہے۔ جو کہ قرآن وحدیث سے قطعاً ثابت نہ ہو

نیز علامہ شاکر حنبلی اجماع پر اسلاف کا طریق عمل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں

فَاِذَا حَدَثَتْ حَادِثَۃٌ وَّلَمْ یَجِدُوْا لَھَا نَصًّا فِی الْکِتَابِ اَوِ السُّنَّۃِ عَمِلُوْا بِمَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ الصَّحَابَۃُ رِضْوَانُ عَلَیْہِمْ

اصول فقہ الاسلامی لشاکر الحنبلی ص۲۷

مطبوعۃ الجامعۃ السوریۃ

جب کوئی حادثہ پیش آجائے اور اس کیلئے قرآن وحدیث میں کوئی دلیل صراحتہً نہیں پاتے تو اس چیز پر عمل کرتے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اجماع کیا ہو۔

اسی طرح علامہ بدران ابوالعینین بدران۔ شرائط اجماع بتاتے ہوئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ جس مسئلے پر اجماع کیا جاتا ہے وہ محل اجتہاد ہو یعنی وہ مسئلہ اجتہادی ہو اور اگر وہ مسئلہ اجتہادی نہ ہو تو وہاں اجماع صحیح نہیں ہے چنانچہ فرماتے ہیں

وَكَذَالِكَ كُلُّ حُكْمٍ شَرْعِيٍّ ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ قَطْعِيِّ الثُّبُوْتِ وَالدَّلَالَةِ لِاَنَّهُ لَيْسَ مَحَلًّا لِلْاِجْتِهَادِ

(اسیطرح صحیح نہیں اجماع کرنا ہر اس حکم شرعی میں جو کہ ثابت ہو ایسی دلیل کے ساتھ جو کہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہو اسلئے کہ یہ اجتہاد کا محل نہیں۔

اصول الفقہ للبدران۔

ابو العینین بدران ص۲۰۲ مطبوعہ دار المعارف اسکندریہ

ائمہ اصول کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ علامہ مفتی عبدالرشید صاحب کا احادیث صفۃ الصلوٰۃ کی عمومات پر قیاس صحیح نہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ محقق حضرت العلام ابن ہمام رح کا اجماع نقل کرنا اگرچہ نفس نقل صحیح ہو لیکن انعقاد اجماع صحیح نہیں وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

بے شک ہم مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رکعت موصولاً وتر پڑھنا ثابت ہے۔

نیز صحابہ کرامؓ سے تین وتر پڑھنا موصولاً ثابت ہے لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم ایک رکعت الگ تکبیر تحریمہ سے پڑھنے کے منکر تھے حاشا وکلّا۔

چنانچہ حافظ عراقی مذاہب اور تین رکعت اور ایک رکعت وتر پڑھنے

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والوں کے نام نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَلْفَائِدَۃُ التَّاسِعَۃُ فِیْہِ	نواں فائدہ یہ ہے کہ یہ حدیث
حُجَّۃٌ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِیْ	امام ابوحنیفہؒ پر حجت ہے
مَنْعِہِ الْوِتْرَ بِرَکْعَۃٍ وَّاحِدَۃٍ	آپ کے ایک رکعت وتر سے
وَمَذْھَبُ مَالِکٍ وَالشَّافِعِیِّ	روکتے ہیں۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ
وَاَحْمَدَ وَالْجُمْھُوْرِ جَوَازُ	امام احمدؒ اور جمہور کا مسلک ایک
الْوِتْرِ بِرَکْعَۃٍ فَرْدَۃٍ رَوَاہُ	اکیلے رکعت وتر کا جائز ہونا ہے۔
الْبَیْھَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ	امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں حضرت
عُثْمَانَ ... ثُمَّ سَرَدَھُمَا	عثمانؓ وغیرہ صحابہ سے ایک رکعت
اَسْمَاءَ الَّذِیْنَ یُوْتِرُوْنَ	وتر کو نقل کیا ہے۔ امام عراقی
بِرَکْعَۃٍ وَالَّذِیْنَ یُوْتِرُوْنَ	نے یہاں سلف میں سے ایک رکعت
بِثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ) وَلَیْسَ	اور تین رکعت وتر پڑھنے والوں
فِیْ کَلَامِ ھٰؤُلَاءِ الصَّحَابَۃِ	کے نام ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد
مَنْعُ الْوِتْرِ بِرَکْعَۃٍ وَّاحِدَۃٍ	فرماتے ہیں کہ ان صحابہ کرامؓ کے
طرح التثریب شرح التقریب	کلام میں ایک رکعت وتر کی
ص۴۸ ج ۳، مطبوعہ مطبع النشر	ممانعت نہیں۔

والتالیف الازہریۃ۔

یعنی یہ صحابہؓ اگرچہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے لیکن وہ ایک رکعت کو بھی جائز سمجھتے تھے ایک رکعت سے منع نہیں فرماتے تھے اس لئے جس صحابی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے تین رکعت کی روایت ہے یا فعل ہے بعینہ اسی سے اکثر ایک رکعت کی روایت بھی موجود ہے اور خود اس صحابی کا فعل بھی

پانچ رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِخَمْسٍ لَا یَجْلِسُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ، نسائی مکتبۃ السلفیہ	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے اور نہیں بیٹھتے تھے مگر آخری رکعت میں

امام حاکم پانچ رکعت والی حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ ۔ حاکم ص۳۰۵ ج ۱

یہ حدیث صحیح ہے مسلم بخاری کی شرط پر اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا ہے۔ امام ذہبی تلخیص المستدرک میں امام حاکم کی موافقت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عَلٰی شَرْطِھِمَا یعنی یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

پانچ رکعت وتر پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پانچ رکعت کی نیت کی جائے اور پانچ رکعتیں متصل پڑھی جائیں اور درمیان میں کوئی قاعدہ نہ کیا جائے نہ دوسری پر نہ چوتھی پر۔ پانچویں رکعت کے رکوع سے سر اٹھا کر دعاء قنوت پڑھکر سجدہ کر کے التحیات پر بیٹھے اور تشہد وغیرہ پڑھکر سلام پھیرے۔ یہی احادیث سے مستفاد ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سات رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ

سات رکعت وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا اَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَ اللَّحْمَ صَلّٰى سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ
نسائی ص ۲۰۲ ج ۱ مکتبۃ السلفیہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر رسیدہ ہوئے اور گوشت سے بوجھل ہوئے تو آپ سات رکعت وتر پڑھتے تھے (ان ساتوں رکعتوں میں) نہیں بیٹھتے تھے مگر آخری میں

یعنی سلام پھیرنے کا قعدہ کرتے تھے اور درمیان میں دوسری چوتھی چھٹی رکعتوں پر نہیں بیٹھتے

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چھٹی رکعت پر بھی بیٹھے اور ساتویں پر بھی یعنی دو قعدوں کے ساتھ۔

وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ اَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ اِلَّا فِی السَّادِسَةِ ثُمَّ يَنْهَضُ فَيُصَلِّی السَّابِعَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَةً۔ نسائی ص ۲۰۲ ج ۱
وَفِیْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَالنَّسَائِیِّ وَاَبِیْ دَاوٗدَ نَحْوَهٗ وَفِيْهَا لَا يَجْلِسُ اِلَّا فِی السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ وَلَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِی السَّابِعَةِ

وہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر رسیدہ ہو کر ضعیف ہوئے تو سات رکعت وتر پڑھی تو ان میں نہیں بیٹھتے مگر چھٹی رکعت میں پھر اٹھتے (ان دو رکعتوں میں) سلام نہیں پھیرتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَمْ يُسَلِّمْ اِلَّا فِی السَّابِعَۃِ
نیل الاوطار ص۳۴

پھر ساتویں رکعت پڑھتے اور سلام پھیرتے سلام پھیرنا۔

اور ابوداؤد میں یہ حدیث اس طرح ہے آپؐ نہیں بیٹھتے مگر چھٹی اور ساتویں میں اور سلام نہیں پھیرتے مگر ساتویں میں حضرت عائشہؓ کی ان دونوں حدیثوں میں تعارض کی تطبیق امام شوکانیؒ نے یوں دی ہے کہ اول حدیث میں جو نفی قعدہ ہے وہ قعدہ تسلیم یعنی سلام پھیرنے کا قعدہ اور جس میں ہے کہ بیٹھتے تو اس سے مراد غیر قعدہ تسلیم ہے " اس سے وہ تطبیق اچھی ہے جو علامہ عبدالرحمان مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی میں دی ہے وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ

وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَدْ يَقْعُدُ فِي الْاِيْتَارِ بِالسَّبْعِ وَقَدْ لَا يَقْعُدُ فِيْهَا۔ تحفۃ الاحوذی

ظاہر یہ ہے کہ نبی علیہ السلام جب سات رکعت وتر پڑھتے تو کبھی چھٹی رکعت پر بیٹھتے اور کبھی نہیں

نو رکعت وتر اور اسکے پڑھنے کا طریقہ

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُوْرَهٗ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَتٰى

حضرت سعد بن ہشام نے حضرت عائشہؓ کو کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق خبر دیجئے آپؓ نے فرمایا ہم آپؐ کیلئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے اللہ جب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا

مسلم ص۲۵۶ ج۱ احمد ص۳۲ ج۶ و ص۱۶۸ ج۶ نسائی ص۲۰۲ ج۱

چاہتا آپ کو اٹھا دیتا رات میں تو آپ مسواک کرتے اور وضو بنا لیتے پھر نو رکعات نماز پڑھتے ان میں نہیں بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت میں پس اللہ کا ذکر اور تعریف کرتے اور اسکو پکارتے پھر اٹھتے اور اسی آٹھویں رکعت پر سلام نہیں پھیرتے پھر کھڑے ہو کر نویں رکعت کو پڑھتے پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ۔ اس کی تعریف کرتے اور اسے پکارتے پھر ایسا سلام پھیرتے کہ ہم کو سلام کی آواز سنائی دیتی۔

یعنی نو رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نو رکعت کی نیت باندھ کر مسلسل آٹھ رکعتیں پڑھ لیں بغیر قعدہ کے یعنی دوسری چوتھی چھٹی رکعتوں پر نہ بیٹھے اور آٹھویں رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھ کر پھر اٹھ کر ایک رکعت پڑھے پھر قعدہ پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دیں۔

گیارہ رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ

گیارہ رکعت وتر پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے ، وہ یہ کہ دو دو رکعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑھ لیں اور ایک رکعت آخر میں وتر پڑھ لے جیسے کہ صحاح میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایات موجود ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ اِحْدٰى عَشَرَ رَكْعَةً يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ مِنْهَا۔ مسلم ص ۲۵۳ ج ۲ رشیدیہ دہلی	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے ان میں سے ایک رکعت کے ساتھ وتر کرتے۔
وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشَرَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِيْ كُلِّ اِثْنَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء اور صبح کے درمیان گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور ہر دو رکعت میں سلام پھیر کر ایک رکعت وتر پڑھتے۔

مسند احمد ص ۳۵ ج ۶ ص ۸۳ ج ۶ ص ۱۴۳ ص ۲۱۵

وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ يُوْتِرُ بِسَجْدَةٍ	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں نماز دس رکعتیں ہوتی تھیں اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔

مسند احمد ص ۱۲۵ ج ۶ ص ۱۸۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ

وتر، قیام اللیل، صلوٰۃ اللیل، تہجد، قیام رمضان، تراویح ایک ہی چیز ہیں جیسے حدیث شریف میں آتا ہے مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔ مشکوٰۃ ص۱۱۰ یعنی تم اس فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو اٹھا کرتا تھا پھر رات کا اٹھنا چھوڑ دیا دوسری متفق علیہ روایت میں ہے کہ صَلٰوۃُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى الخ مشکوٰۃ ص۱۰۳، یعنی صلوٰۃ اللیل دو دو رکعت ہے ایک اور متفق علیہ روایت میں ہے کہ كَانَ كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مشکوٰۃ ص۱۰۳۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر ایک حصے میں وتر پڑھی ہے۔ یہاں پوری صلوٰۃ اللیل کی تعبیر صرف وتر سے کی اور فتح الباری ص۹۵ج۱ میں ہے کہ وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ (عِنْدَ مُسْلِمٍ) وَلٰكِنْ خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلٰوۃُ اللَّيْلِ۔ یعنی لیکن مجھ کو ڈر ہوا کہ کہیں صلوٰۃ اللیل تم پر فرض نہ ہو جائے۔

یہاں قیام رمضان کو صلوٰۃ اللیل سے تعبیر کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سب ایک ہی چیز ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ یہی قیام اللیل اور صلوٰۃ اللیل اور تہجد اگر ماہ رمضان میں پڑھا جائے وہ قیام رمضان اور تراویح کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر غیر رمضان ہو تو مذکورہ بالا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تین ناموں میں سے کسی نام کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے اسیطرح جو نماز عشاء اور صبح کی نماز کے درمیان پڑھی جاتی ہے اگر وہ جفت رکعات ہوں ان کو مذکورہ بالا ناموں سے پکارا جاتا ہے اور اگر ان کے ساتھ طاق رکعت مل جائے تو وہ وتر کے نام سے موسوم ہو جاتی ہے۔

كَمَا هُوَ مُسْتَفَادٌ مِّنْ ظَاهِرِ اَلْفَاظِ الْاَحَادِيْثِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

وتروں میں قراءت

تین وتروں کی قراءت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِيْ رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سبح اسم الخ اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔

ترمذی ص۶۱ ج۱ مطبوعہ مجتبائی دھلی۔ مسند احمد ص۲۹۹ ج۱ و ص۳۰۶ ج۱ و ص۳۷۲ ج۱۔ طحاوی ص۱۷۱ ج۱

وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ يُوتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے فرمایا کہ آپ اول رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ	رکعت میں قل یا ایّھا الکافرون
وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ	اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد
الْمُعَوِّذَتَيْنِ ۔ ترمذی ص ۶۱ ج ۱	اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق
طحاوی ص ۱۶۸ ج ۱	اور قل اعوذ برب الناس) پڑھتے تھے
وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	آپؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ	علیہ وسلم ان دو رکعتوں میں سبّح اسم
اللَّتَيْنِ كَانَ يُوْتِرُ بَعْدَهُمَا بِسَبِّحِ	ربک الاعلیٰ اور قل یا ایّھا الکافرون
اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَا اَيُّهَا	پڑھتے جنکے بعد وتر پڑھتے اور وتر
الْكٰفِرُوْنَ وَيَقْرَأُ فِي الَّتِيْ فِي	کی رکعت میں قل ھو اللہ احد اور قل
الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ	اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس
بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ	پڑھتے ۔
طحاوی ص ۱۶۸ ج ۱ دارقطنی ص ۳۵ ج ۲	

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر میں آپ ایک اور دو رکعتوں کے درمیان فصل کرتے تھے۔ جیسے تعلیق المجد میں علّامہ عبدالحی لکھنوی ؒ نے فصل پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفصّل کی نو سورتوں سے وتر پڑھتے، اوّل رکعت میں سورۃ التکاثر، سورۃ القدر، اور سورۃ الزلزال پڑھتے اور دوسری رکعت میں سورۃ العصر، سورۃ النصر اور سورۃ الکوثر پڑھتے اور تیسری رکعت میں قل یا ایّھا الکافرون، سورۃ اللھب اور سورۃ الاخلاص

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے۔ مسند احمد ص۸۹ ج ۱ طحاوی ص۱۷۱ ج ۱

اگر ایک رکعت پڑھتے تو آپ کبھی صرف سورۃ اخلاص پڑھتے اور کبھی سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھتے۔ کما مرّ۔ اور کبھی سورۃ نساء کی سو آیتیں پڑھتے جیسے نسائی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے۔ نسائی ص۱۰۳ ج ۱

قنوت قبل الرّکوع اور بعد الرّکوع

وتر میں قنوت رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد پڑھنے کے بارے میں کوئی صریح حدیث وارد نہیں۔ ہاں قنوتِ نازلہ کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں انہیں پر قنوتِ وتر قیاس ہے۔

قنوتِ نازلہ کے بارے میں صحیحین میں احادیث موجود ہیں۔ حضرت انسؓ سے بخاری ج۲ ص۵۸۶ و ص۵۸ میں قبل الرکوع۔ بعد الرکوع دونوں طرح کی حدیث موجود ہیں۔ اور صحیح مسلم میں بھی حضرت انسؓ سے تین حدیثیں قنوت کے بارے میں مروی ہیں جن میں سے ایک میں قبل الرکوع کا ذکر ہے اور دو میں بعد الرکوع کا۔ اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے تین حدیثیں مذکور ہیں اور تینوں میں بعد الرکوع کی تصریح ہے۔

بہرحال قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طریقے جائز ہیں۔

محدثین کرام بعد الرکوع کو ترجیح دیتے ہیں۔

امام بیہقی سنن کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِّيْنَا فِي قُنُوْتِ صَلٰوةِ — ہم نے صبح کی نماز میں بعد الرکوع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الصُّبحِ بَعدَ الرُّكُوعِ مَا يُوجِبُ الاِعْتِمَادَ عَلَيهِ وَقُنُوتُ الوِترِ قِيَاسٌ عَلَيهِ، بیہقی ص ٣٩ ج ٣

قنوت پڑھنے کے بارے میں ایسی احادیث روایت کی ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور وتر کی قنوت اسی صبح کی قنوت پر قیاس ہے۔

اور امام عراقی فرماتے ہیں۔

وَيَعضُدُ كَونُهُ بَعدَ الرُّكُوعِ أَولَى فِعلُ الخُلَفَاءِ الأَربَعَةِ لِذَلِكَ وَالأَحَادِيثُ الوَارِدَةُ فِي الصَّحِيحِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي بَابِهِ وَقَد رَوَى مُحَمَّدُ بنُ نَصرٍ (٢٢٨) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقنُتُ بَعدَ الرَّكعَةِ وَأَبُو بَكرٍ وَعُمَرُ حَتَّى كَانَ عُثمَانُ فَقَنَتَ قَبلَ الرَّكعَةِ لِيُدرِكَ النَّاسُ قَالَ العِرَاقِيُّ إِسنَادُهُ جَيِّدٌ

نیل الاوطار ص ۵۲ ج ۳ بیہقی ص ۲۰۹ ج ۲

قنوت بعد الرکوع پڑھنے کی اولویت کو یہ بات بھی تقویت پہنچاتی ہے کہ خلفاء اربعہ بھی بعد الرکوع پڑھتے تھے اسی بعد الرکوع کو تقویت دیتی ہیں وہ احادیث جو کہ صحیح بخاری میں وارد ہیں جیسے ان کے باب میں گزر گیا ہے۔ تحقیق روایت کیا ہے محمد بن نصر مروزی نے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد دعاء قنوت پڑھتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی رکوع کے بعد پڑھتے تھے یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ نے رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھنا شروع کیا تاکہ لوگ رکعت کو پا سکیں

حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند اچھی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حاصل کلام یہ کہ قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح درست ہے لیکن اکثر روایات بعد الرکوع کی مؤید ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کی روایات زیادہ قوی ہیں اور خلفاء راشدین کا عمل بھی اسی پر تھا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں قنوت پڑھا کرتے تھے اور قنوت کے مختلف صیغے و الفاظ ہیں لیکن صحیح وہی ہیں جو حضرت حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہیں۔ امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور فرمایا وتروں میں اس سے بہتر اور کوئی حدیث نہیں ہے۔ اہلحدیث امام شافعیؒ، امام احمدؒ نے قنوت میں اسی دعاء کو پسند کیا ہے۔ احناف نے وتروں کی قنوت میں **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ** الخ کو اختیار کیا ہے یہ روایات بہت ضعیف ہونے کے باوجود اکثر میں قنوت نازلہ کی تصریح ہے۔

قنوت واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کے التزام کا حدیث میں کوئی ثبوت ہے، قنوت کے بغیر وتر ہو جاتے ہیں، اگر قنوت بھول جائے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ جو دعاء قنوت حضرت حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہے وہ یہ ہے:

وتروں میں دعاء قنوت کے الفاظ

عَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَاتٍ اَقُوْلُھُنَّ فِیْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ اَللّٰھُمَّ	حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمے سکھائے جنکو میں وتر کی قنوت میں پڑھتا ہوں

اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ مَا أَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، رواہ احمد ج۱ ص۱۹۹ مطبوعہ قدیم مصر، ابوداؤد ج۱ ص۲۰۲ دارمی ص۱۹۸ مطبوعہ نظامی کانپور۔ بیہقی ج۲ ص۳۹۔ مختصر قیام اللیل ص۲۳۱ بیہقی ج۲ ص۲۰۹، مسند سعید بن منصور اور ابن الجارود۔ ابن خزیمہ۔ ابویعلی اور طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا ہے واللفظ لابن نصر

اور امام ابن حبان نے وَتَعَالَيْتَ کے بعد نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ زیادہ کیا ہے۔ حصن حصین۔

اور امام نسائی نے آخر میں وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ بڑھایا ہے۔ امام نووی نے فرمایا ہے کہ یہ زیادتی صحیح یا حسن سند سے ہے۔

مگر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ سند منقطع ہے۔ نیل الاوطار ج۲ ص۲۰۸

قنوت وتر کو مصلی اگر منفرد ہو تو مفرد کے صیغہ کے ساتھ پڑھے یعنی اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ الخ اور اگر امام ہو تو وہ جمع کا صیغہ یعنی اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ الخ استعمال کر سکتا ہے، کوئی حرج نہیں کیونکہ حدیث کی کتابوں میں لفظ جمع کے ساتھ بھی مروی ہے۔ جیسے کہ سنن کبریٰ بیہقی جلد دوم ص۲۱۰ میں موجود ہے۔

ہمارے بعض اسلاف کا یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ (یہ دعاء) جسطرح لکھی گئی ہے یعنی لفظ مفرد کیساتھ اِهْدِنِيْ وغیرہ تو پڑھنا مسنون ہے لفظ جمع کے ساتھ یعنی اِهْدِنَا الخ جیسا کہ بعض کتابوں میں لکھا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور بعض بے استاذے عمل بھی کر رہے ہیں۔ سو یہ غلط ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ہی لفظ مفرد کے ساتھ ثابت ہوا ہے اور یوں ہی حدیث کی کتابوں میں منقول آیا ہے۔

یہ کہنا کہ بعض کتابوں میں لکھا ہے اور بعض بے استاذے عمل بھی کر رہے ہیں یہ عدم تحقیق پر محمول ہے کیونکہ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ کم علمی کا باعث ہے اس لئے اس قول کے کہنے والا بڑے پایہ کے عالم ہیں۔ بہرحال اللہ اسکو معاف فرمائے۔ اور یہ دعا صیغہ جمع کیساتھ ثابت ہے اگرچہ سنداً[1] ضعیف ہے غالباً ہمارے اس بزرگ کے ماخذ حضرت العلامہ ملا علی قاری کی مرقات ہے۔ کیونکہ صحیفہ اہلحدیث کا مجاہد نمبر ۱۳۸۵ھ کے ماہ رمضان المبارک کے شمارہ جو کہ مستقل رسالہ کے شکل میں ہے اس کے صفحہ ۸۹ کے حاشیہ پر اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ پر نشان دے کر لکھا ہے کہ اس دعاء میں یہ ضمیر "نی" مفرد ہے اور مفرد پڑھنا ہی مسنون ہے۔ ہاں امام صاحب اسمیں مقتدیوں کی شمولیت کی دل میں نیت کر لے[1] حضرت العلامہ ملا علی صاحب قاری لکھتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا وَعَافِنَا یہ ضمیر جمع پڑھنا منقول کے خلاف ہے۔ ملاحظہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح بلفظہ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگ محترم نے سنن کبریٰ بیہقی دیکھنے کی زحمت گوارہ نہیں کیا صرف حضرت ملا علی قاری صاحب کے قول پر اکتفا کیا

---

[1] لان فی سندہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج قال المحدثون کان مدلسا قبیح التدلیس اذا قال حدثنا اواخبرنا اد … سمعت … الا … تہذیب التہذیب … [illegible] … اصل بین العبادات ہی …

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں بھی اس لفظ کا متلاشی تھا لیکن نہیں مل رہا تھا۔ یہاں تک کہ علامہ محمد یوسف صاحب راجووالوی کو بھی اس لفظ کے متعلق خط لکھا تھا لیکن الحمدللہ علامہ صاحب کے جواب سے پہلے مجھے خود سنن کبریٰ بیہقی کے صفحہ ۲۱۱ ج ۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن میں ملا۔ الحمدللہ علی ما انعم۔ ہاں سنت نہیں کہہ سکتے ہیں[1]

امام زور سے دعا قنوت پڑھے اور مقتدی آمین کے جگہوں میں آمین کہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ الحدیث وَفِیْہِ یَجْھَرُ بِذَالِکَ بخاری صفحہ ۶۵۵ ج ۲، مسند احمد صفحہ ۲۵۵ ج ۲	حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کیلئے دعا کرنے کا ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے۔ اس حدیث میں ہے کہ اس قنوت کے ساتھ جہر کرتے۔

وتروں میں دعا قنوت پڑھتے وقت آمین کہنا

وتروں میں دعا قنوت پڑھتے وقت آمین کہنے کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ قنوت نازلہ پر قیاس ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَھْرًا مُتَتَابِعًا فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلٰوۃِ الصُّبْحِ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ مِنَ الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ	حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ پے درپے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز میں آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد قنوت پڑھی۔

---

[1] لان بین السنۃ والجواز بُعد بعید کما بسط ہذہ المسئلۃ ابن القیم فی الزاد المعاد صفحہ ۲۷۔ منہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَدْعُوْا عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ۔ ابو داؤد مع عون المعبود ص١٤٢٣ . قیام اللیل ص٢٣٥ مسند احمد ص٣٠١ . حاکم ص٢٢٦ .

بنی سلیم کے ایک قبیلے پر اور رعل و ذکوان و عصیہ پر بد دعا کرتے اور آپ کے پیچھے جو تھے وہ آمین کہتے۔

وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ۔

قَالَ الْحَسَنُ كَانَ عُمَرُ يَقْنُتُ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ قیام اللیل ص٢٣٥

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ قنوت پڑھتے اور پیچھے کے لوگ آمین کہتے۔

وَعَنْ مَالِكٍ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ مِنْ رَمَضَانَ يَعْنِي الْاِمَامُ وَيَلْعَنُ الْكَفَرَةَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ۔ قیام اللیل ٢٣٥

امام مالک سے روایت ہے کہ امام نصف رمضان میں قنوت پڑھتے اسمیں کافروں پر لعنت کرتے اور جو پیچھے ہوتے وہ آمین کہتے۔

قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ الَّذِيْ يُعْجِبُنَا اَنْ يَقْنُتَ الْاِمَامُ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ قیام اللیل ص٢٣٥ ۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں نے احمد سے سنا کہ وہ قنوت کے بارے میں پوچھے گئے آپ نے فرمایا کہ یہ ہمیں بہت پسند ہے کہ امام قنوت پڑھتا رہے اور مقتدی آمین کہتے رہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ اِسْحٰقُ یَدْعُوالْاِمَامُ وَیُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ ۔ قیام اللیل ص۲۳۵

امام اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ امام دعا پڑھے اور پیچھے کے لوگ آمین کہیں

مواضع آمین میں آمین کہنا چاہیئے

امام محمد بن نصر مروزیؒ فرماتے ہیں کہ مختار یہ ہے کہ لوگ چپ ہوجائیں یہاں تک کہ امام دونوں سورتوں کو پڑھنے سے فارغ ہوجائے۔ یعنی قنوت کے پڑھنے سے پھر جب امام پہنچ جائے دعا کی جگہوں تک تو آمین کہیں۔ قیام اللیل ص۲۳۵

امام محمد بن نصرؒ مروزی کے قول سے معلوم ہوا کہ آمین دعائیہ وانشائیہ جملوں میں پڑھنا چاہیئے

ہمارے اہلحدیثوں کے عوام کیا بلکہ خواص بھی دعاء قنوت کے ہر فقرہ پر آمین پکارتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جو جو جگہیں آمین کہنے کی ہیں وہاں آمین کہنا چاہیئے اور جہاں جہاں نہیں کہنا چاہیئے وہاں چپ رہیں۔ مثلاً اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ سے لیکر وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ تک مقتدیوں کو آمین پکارنا چاہیئے اس کے بعد فَاِنَّكَ تَقْضِیْ سے لیکر تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ تک آمین نہیں پکارنا چاہیئے اس کے بعد وَنَسْتَغْفِرُكَ الخ سے پھر آمین کہنا چاہیئے۔

ایسے ہی نمازوں میں بے محل آمین وغیرہ پکارنے سے اسلاف بہت ہی ناراض ہوا کرتے تھے جیسے کہ امام محمد بن نصر المروزیؒ نے قیام اللیل میں حضرت معاذ القاریؒ کے قصہ کو ذکر کیا ہے کہ آپ نے نماز استسقاء میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ قَحَطَ الْمَطَرُ۔ یعنی اے اللہ بارش کا قحط ہو چکا ہے۔ تو مقتدیوں نے آمین کہا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے اَللّٰھُمَّ قَحَطَ الْمَطَرُ کہا اور تم نے آمین پکارا۔ کیا تم جو کچھ میں کہہ رہا ہوں نہیں سنتے ہو پھر تم آمین کہتے ہو۔ قیام اللیل ص۲۳۵ ۔ مسند عبدالرزاق ص۲۵۹ ج۴ طبع بیروت

ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف ذرا غور کرنا چاہیے اس لئے کہ انہیں چھوٹی چیزوں کی وجہ سے جو کہ ہم بے اعتنائی سے کام لیتے ہیں دیگر ارباب مذاہب ہمیں جاہل کہتے ہیں کہ دیکھو اہل حدیث جو کہ حدیث کے دعویدار ہیں ان کو آمین کہنے کے مواقع بھی معلوم نہیں اسی طرح اور چیزوں کے مواقع سے وہ جاہل ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

نماز وتر کا سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اور تیسری بار بلند اور لمبی آواز سے کہنا چاہیے

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ۔ ابوداؤد ص۲۰۲ ج۱ نسائی ص۲۰۵ ج۱ مشکوٰۃ ص۱۱۲ بیہقی ص۴۰ ج۳ دارقطنی ص۳۱ ج۲

قنوت کی دعا میں اور دعاؤں جیسا ہاتھ اٹھانا

اسلاف کا اس بارے میں اختلاف ہے بعض اولیٰ سمجھتے ہیں اور بعض نہیں جو حضرات اولیٰ نہیں سمجھتے ہیں ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو امام سیوطی نے فض الوعاء اور حافظ نور الدین ہیثمی نے مجمع الزوائد میں بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے اسمیں اثناء صلوٰۃ میں دعاء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لیئے ہاتھ اٹھانے کی صراحۃً نفی ہے چنانچہ امام نورالدین ھیثمی رح مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں ۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ یَحْیَی الْاَسْلَمِیِّ قَالَ رَأَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ وَرَأَی رَجُلًا رَافِعًا یَدَیْہِ یَدْعُوْ قَبْلَ اَنْ یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ	حضرت محمد بن ابی یحیی اسلمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا اور اس نے ایک آدمی کو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے ۔

فص الوعاء ص ۵۶ ومجمع الزوائد ص ۱۶۹ ج ۱۰ کتاب الادعیۃ باب ما جاء فی الاشارۃ

امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم کا مکالمہ

نیز خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں امام ابوزرعہؒ اور امام ابوحاتمؒ کے مکالمہ کو نقل کیا ہے ،

امام ابوزرعہؒ نے امام ابوحاتمؒ سے کہا کیا آپ دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھاتے ہیں ؟

امام ابوحاتمؒ نے کہا کہ نہیں ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحاتمؒ نے کہا کہ آپ اٹھاتے ہیں۔ اس نے فرمایا کہ ہاں۔ ابوحاتمؒ نے فرمایا کہ آپ کی دلیل کیا ہے؟

امام ابوزرعہؒ نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضؓ کی حدیث

امام ابوحاتمؒ نے فرمایا کہ اس میں تو لیث[1] بن ابی سلیم ہے (جو کہ مدلس ہے) امام ابوزرعہؒ نے فرمایا کہ نیز حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث

امام ابوحاتمؒ نے فرمایا کہ اس میں تو ابن لہیعہ[2] ہے (جو کہ بالاتفاق ضعیف ہے)۔ پھر امام ابوزرعہؒ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث

امام ابوحاتمؒ نے فرمایا اس میں ایک راوی عوف[3] ہے۔

تو امام ابوزرعہؒ نے فرمایا کہ آپ کی دعاء قنوت میں رفع الیدین نہ کرنے پر کیا دلیل ہے۔ امام ابوحاتمؒ نے فرمایا کہ حضرت انسؓ کی حدیث

تاریخ بغداد ص۷۶ مطبوعہ السعادۃ مصر۔

حضرت انسؓ کی حدیث جس سے امام ابوحاتمؒ نے استدلال کیا ہے یہ ہے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم — حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

---

[1] لیث بن ابی سلیم بن زنیم القرشی، قال ابن ابی حاتم ضعیف الحدیث قال ابن معین منکر الحدیث ومرۃً قال ضعیف الا انہ یکتب حدیثہ وکان یحیی بن سعید لایحدث عنہ قال ابوزرعۃ وھو مضطرب الحدیث ومرۃ قال لاتقوم بہ الحجۃ وقال ابن سعد کان ضعیفاً فی الحدیث قال الحاکم ابوعبداللہ مجمع علی سوء حفظہ تہذیب التہذیب ص۴۶۸

[2] ابن لہیعہ۔ فیہ کلام مشہور لایحتاج الی البیان۔

[3] عوف ابن ابی جمیلۃ۔ قال احمد ثقۃ صالح الحدیث وقال ابن معین ثقۃ وقال ابوحاتم ثقۃ صالح وقال النسائی ثقۃ ثبت وقال ابن سعد کان ثقۃ کثیر الحدیث وقال ابن المبارک کان لہ بدعتان قدری شیعی کان داؤد بن ابی ھند یقول ویلک یا قدری قال بندار — عوف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا عِنْدَ الْإِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ	صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی دعاء میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ مگر استسقاء میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء میں اتنا ہاتھ اٹھاتے تھے کہ بغل کی سفیدی نظر آتی
مسلم ص۲۹۳ ج۱، ابن ماجہ ص۸۲ نسائی ص۲۰۵ ج۱ مکتبۃ السلفیہ	

اس حدیث پر امام ابن ماجہؒ اور نسائی رحؒ نے اگرچہ یوں باب باندھا ہے "بَابُ تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْقُنُوْتِ" اور امام ابوحاتمؒ نے بھی ترک رفع الیدین فی القنوت۔ پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لیکن اس حدیث کے اندر نہ تو قنوت کا ذکر ہے اور نہ صلوٰۃ کا علاوہ ازیں اس حدیث میں تو استسقاء کے علاوہ باقی تمام ادعیہ میں ہاتھ اٹھانے کی نفی معلوم ہوتی ہے حالانکہ باقی ادعیہ میں خارج الصلوٰۃ ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔

لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعاء میں بھی ہاتھ اٹھانے میں اتنا مبالغہ نہیں کیا کرتے تھے جتنا دعاء استسقاء میں مبالغہ کرتے۔ اس مفہوم کی تائید جملہ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ سے ہوتی ہے۔

بہرحال دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھانے کی نفی اسی طبرانی کی حدیث سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صراحۃً ہوتی ہے نہ کہ حدیثِ انسؓ سے۔

دعا قنوت میں اور دعاؤں جیسا ہاتھ اٹھانے کے بارہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرۃؓ اور حضرت عباسؓ کے آثار مروی ہیں مگر یہ تینوں ضعیف ہیں جیسے پہلے اس کی تحقیق ہو چکی ہے۔ ہاں حضرت عمرؓ سے بھی ایک اثر مروی ہے جس کو امام محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل صفحہ ۱۳۰ اور امام بیہقی نے صفحہ ۲۱۲ اور امام بخاریؒ جزء رفع الیدین صفحہ ۲۸ میں نقل کیا ہے اور مختلف آثار و احادیث کو نقل کرکے امام بخاریؒ نے فرمایا کہ۔

وَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ كُلُّهَا	یہ احادیث سب رسول اللہ
صَحِيْحَةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ	صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپؐ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کے صحابہؓ سے صحیح ہیں۔

وَاَصْحَابِهِ۔ جزء رفع الیدین صفحہ ۲۸

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کا اثر صحیح ہے۔

اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت عمرؓ کے اثر کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں حضرت عمرؓ سے یہ اثر جو منقول ہے صحیح ہے۔ بیہقی صفحہ ۲۱۲ ج ۲۔

اسی بناء پر علماء کی تحقیق اس بارے میں مختلف ہیں بعض یہ کہتے ہیں کہ اٹھانا چاہیئے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں اٹھانا چاہیئے۔ جو کہتے ہیں کہ اٹھانا چاہیئے وہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے آثار موجود ہیں۔ نیز قنوت نازلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اور اسی پر قنوتِ وتر قیاس ہے۔ نیز ایک مرفوع حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نماز ہی کے اندر حضرت ابوبکرؓ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی تھی جیسا کہ صحیح بخاری ص۱۶۷ ج ۱ میں حضرت ابوبکرؓ کی امامت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے ہٹنے کے واقعہ میں مذکور ہے۔

اور جو حضرات کہتے ہیں کہ نہیں اٹھانا چاہیے وہ کہتے ہیں اثناء صلوٰۃ میں ہاتھ اٹھانے کی نفی پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی حدیث صریح دلیل ہے اور حضرت ابوبکرؓ کا فعل اس کے معارض نہیں بن سکتا کیونکہ وہ ایک خاص واقعہ ہے جو کہ خاص واقعہ سے استدلال نہیں کیا جاتا ہے۔ اور یہی عام اصولی قاعدہ ہے کہ کسی خاص واقعہ کو عام نہیں کیا جاتا ہے۔

چنانچہ امام شوکانی عام قاعدہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ھٰذِہٖ وَاقِعَۃُ عَیْنٍ ..	یہ ایک خاص واقعہ ہے
وَوَقَائِعُ الْاَعْیَانِ لَا یُحْتَجُّ	اور خاص واقعہ سے استدلال
بِھَا۔ نیل الاوطار ص۲۶۲ ج ۳	نہیں کیا جاتا ہے کیوں کہ خاص واقعہ

میں کئی احتمال ہوتے ہیں اور جہاں احتمال ہو وہاں استدلال صحیح نہیں ہوتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت عمرؓ کے اثر کا جواب دیتے ہیں کہ یہ صحابی کا فعل ہے اور صحابہؓ کے افعال صریح نص کے سامنے حجت نہیں ہوتے ہیں۔ یہاں تو نفی رفع پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی حدیث نص صریح ہے۔

چنانچہ امام شوکانی ایک جگہ صلوٰۃ جنازہ میں رفع الیدین کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

أَفْعَالُ الصَّحَابَةِ وَأَقْوَالُهُمْ لَا حُجَّةَ فِيهَا۔ نیل الاوطار ج۴ ص۱ — صحابہ کرامؓ کے افعال اور اقوال حجت شرعی نہیں بن سکتے ہیں۔ جبکہ صریح حدیث کے مقابل میں ہوں۔

ایک اور جگہ نوحہ پر بحث کرتے ہوئے امام موصوف لکھتے ہیں

لِأَنَّ فِعْلَ الصَّحَابِيِّ لَا يَصْلُحُ لِلْحُجِّيَّةِ كَمَا تَقَرَّرَ فِي الْأُصُولِ۔ نیل الاوطار ص۱۲۲ ج۴ — اس لئے کہ صحابیؓ کا فعل قابل حجت نہیں (جب کہ صریح نص کے مقابل میں ہوں) جیسے اصول حدیث میں ثابت ہو چکا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ دعاء قنوت وتر میں داعی جیسا ہاتھ اٹھانا اولی اور ارجح ہے۔ قنوت وتر کے متعلق اگرچہ کوئی صریح نص موجود نہیں مگر قنوت نازلہ کے بارے میں دو حدیثیں وارد ہیں ایک حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث جس کو حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص میں بحوالہ امام حاکم ذکر کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح کی دوسری رکعت سے سر اٹھایا تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ الخ پڑھی تلخیص صفحہ ۲۵ ج ۲

اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

لَیْسَ کَمَا قَالَ فَھُوَ ضَعِیْفٌ لِاَجْلِ عَبْدِ اللّٰہِ تلخیص الحبیر صفحہ ۲۵ ج ۲

یہ صحیح نہیں جیسا کہ امام حاکمؒ نے کہا ہے۔ بلکہ یہ عبد اللہ نامی راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوسری حدیث حضرت انسؓ کی جس کو حافظ صاحب نے بحوالہ بیہقی ذکر کیا کہ عَنْ اَنَسٍ قَالَ وَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلَّمَا صَلَّی الْغَدَاۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ یَدْعُوْ عَلَیْھِمْ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جب صبح کی نماز پڑھائی تو آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کفار پر بد دعا کی

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں

حضرت انسؓ کی روایت جس کو امام بیہقیؒ نے (کتاب معرفۃ السنن والآثار) میں لایا ہے۔ دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھانے کے استدلال میں دیگر روایتوں سے احسن ہے لیکن اس میں علی بن صقر ہے جس کے بارے میں امام دارقطنی نے کلام کیا ہے۔(۱)

---

(۱) قال الدارقطنی علی بن صقر السکری لیس بالقوی۔ میزان الاعتدال صفحہ ۲۲۳ ج ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں اس روایت کو امام طبرانیؒ نے بھی معجم صغیر میں لایا ہے اسی علی بن صقر سے آخر میں فرمایا کہ لَمْ يَرْوِهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الَّا عَفَّانُ معجم صغیر ص۱۱۱ مطبوعہ انصاری دہلی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ نے مسند کے ص۱۴۳ ج۳ میں اسی روایت کو ذکر کیا ہے لیکن اس میں علی بن صقر سکری نہیں لہذا وہ سند بالکل صحیح لا غبار علیہ ہے، کیونکہ امام احمد کی سند میں بھی وہی رجال ہیں جو بیہقیؒ اور طبرانیؒ میں ہیں مگر علی بن صقر سکری موجود نہیں اس کے ———————— علاوہ سب راوی ثقہ ہیں۔ امام طبرانیؒ نے جو عفان کا سلیمان سے تفرد کا ذکر کیا ہے وہ مضر نہیں کیونکہ عفان بلا خلاف ثقہ ہیں نیز اس کی متابعت ابو نضر نے بھی کی ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ حدیث انسؓ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں قَالَ عَفَّانُ رَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ وَقَالَ اَبُو النَّضْرِ رَفَعَ يَدَيْهِ۔ مسند احمد ص۱۳۷ ج۳۔

نیز حضرت انسؓ کی حدیث کی مؤید حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے فعل عمرؓ جو کہ امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین ص۲۸ اور امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ کے ص۲۱۲ ج۲ میں صحیح سند کے ساتھ لایا ہے مؤید ہے کما تقدم اور دیگر صحابہؓ کے اقوال بھی مؤید ہیں اگرچہ ان میں کچھ ضعف ہے۔

مثلاً حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ ـــ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت علیؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ ـــ حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ اور حضرت مکحولؒ جیسے تابعین عظامؒ ـــ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام ابو یوسف جیسے ائمہ کرام کے آثار دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں۔ ملاحظہ ہو مختصر قیام اللیل صفحہ ۲۳۰۔ تلخیص الحبیر صفحہ ۲۵ ج ۱ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۳۴۴ مرعاۃ المفاتیح صفحہ ۲۱۹ ج ۲۔ مغنی ابن قدامہ صفحہ ۲۲ فتح العزیز شرح الوجیز الرافعی صفحہ ۱۰۵ ج ۳۔

اور حضرت انس کی حدیث اور حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی روایت میں جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا کوئی تعارض نہیں کیونکہ دونوں میں تطبیق ممکن ہے اس طرح سے کہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی حدیث کو دعاء عند التشہد پر حمل کیا جائے۔ اس تطبیق پر لفظ قَبْلَ فِرَاغِ الصَّلٰوۃِ دلالت کرتا ہے۔ لہذا بندہ کے نزدیک ہاتھ اٹھانا ہی راجح ہے۔

دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا

قنوت میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں تو ہم نے قدرے بحث کی اب بتقدیر رفع دعاء سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ چہرہ پر ملنا چاہیئے یا نہیں؟ اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ نماز میں منہ پر ہاتھ پھیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور خارج نماز ثابت تو ہے مگر نہایت ہی کمزور احادیث کے ساتھ۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا مَسْحُ الْوَجْهِ فَفِيْهِ حَدِيْثَانِ لَاتَقُوْمُ بِهِمَا حُجَّةٌ۔ مختصر الفتاوی المصریہ صفحہ ۸۸

منہ پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں دو حدیثیں ہیں جو کہ ان دونوں پر حجت قائم نہیں ہو سکتی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ اَمَّا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ وَسُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ یَمْسَحُ وَجْهَهٗ بِیَدَیْهِ اِذَا فَرَغَ فِی الْوِتْرِ فَقَالَ لَمْ اَسْمَعْ فِیْهِ بِشَیْءٍ وَرَاَیْتُ اَحْمَدَ لَا یَفْعَلُهٗ قَالَ وَعِیْسٰی بْنُ مَیْمُوْنٍ هٰذَا الَّذِیْ رَوٰی حَدِیْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ لَیْسَ هُوَ مِمَّنْ یُحْتَجُّ بِحَدِیْثِهٖ وَکَذٰلِكَ صَالِحُ بْنُ حَسَّانٍ۔ قیام اللیل ص ۲۳۶۔

امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں امام محمد بن نصر فرماتے ہیں مجھے ابو داؤدؒ نے حدیث بیان کی۔ فرمایا کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے سنا اس حالت میں کہ وہ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے مسح کرتا ہے۔ جب فارغ ہوتا ہے وتر میں (دعا ء سے) آپ نے فرمایا کہ اس کے بارے میں میں نے کچھ نہیں سنا ہے۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود امام احمدؒ کو دیکھا کہ آپ اس فعل کو نہیں کرتے۔

امام ابو داؤدؒ نے فرمایا کہ یہ عیسٰی بن میمون جو ابن عباسؓ کی حدیث کو روایت کرتا ہے اس کی حدیث قابل احتجاج نہیں۔ اسی طرح صالح بن حسان کی بھی۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ یَمْسَحُ بِکَفَّیْهِ وَجْهَهٗ عِنْدَ الدُّعَاءِ

امام مالکؒ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ دعاء کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَأَنْكَرَ ذَالِكَ وَقَالَ مَا عَلِمْتُ، قیام اللیل صـ۲۳۶

وقت منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے تو اس نے اس کو برا سمجھا۔

فرمایا کہ اس فعل کو میں نہیں جانتا۔

وَسُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الرَّجُلِ يَبْسُطُ يَدَيْهِ فَيَدْعُو ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَقَالَ كَرِهَ ذَالِكَ سُفْيَانُ

قیام اللیل صـ۲۳۶

عبداللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ ہاتھ پھیلاتا ہے اور دعا کرتا ہے پھران دونوں سے چہرہ کو مسح کرتا ہے۔ تو عبداللہ نے کہا کہ سفیان نے

اس کو مکروہ سمجھا ہے۔

عَنْ عَلِيِّ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الَّذِي إِذَا دَعَا مَسَحَ وَجْهَهُ قَالَ لَمْ أَجِدْ لَهُ ثَبْتًا وَلَمْ أَرَهُ يَفْعَلُ ذَالِكَ، فتح العزیز شرح الوجیز صـ۵۰۱ ج ۳

حضرت علی شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارکؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو کہ جب دعا کرتا ہے تو ہاتھوں سے چہرہ کو مسح کرتا ہے تو اس نے فرمایا کہ اس کا ثبوت میں نے نہیں

پایا۔ میں اس کو جائز نہیں سمجھتا کہ کیا جائے۔

علامہ رافعی فرماتے ہیں حاصل یہ کہ ہمارے اصحاب کے اس کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَلصَّحِیْحُ یُسْتَحَبُّ رَفْعُ یَدَیْہِ بِدُوْنِ مَسْحِ الْوَجْہِ
فتح العزیز شرح الوجیز ص ۵۰ ج ۳

صحیح یہ ہے کہ ہاتھوں کا اٹھانا مستحب ہے، چہرہ کو مسح کرنا نہیں۔

اور امام بیہقی رح ذرا تفصیل سے کہتے ہیں۔

قَالَ الشَّیْخُ فَاَمَّا مَسْحُ الْوَجْہِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الدُّعَاءِ فَلَسْتُ اَحْفَظُہٗ مِنْ اَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ فِیْ دُعَاءِ الْقُنُوْتِ وَاِنْ کَانَ یَرَیٰ بَعْضُہُمْ فِی الدُّعَاءِ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ وَقَدْ رُوِیَ فِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ فِیْہِ ضُعْفٌ وَھُوَ مُسْتَعْمَلٌ عِنْدَ بَعْضِہِمْ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ وَاَمَّا فِی الصَّلٰوۃِ فَھُوَ عَمَلٌ لَمْ یَثْبُتْ بِخَبَرٍ صَحِیْحٍ وَلَا اَثَرٍ ثَابِتٍ وَلَا قِیَاسٍ فَالْاَوْلٰی اَنْ لَا یَفْعَلَہٗ۔ وَاقْتَصَرَ عَلٰی مَا فَعَلَہُ السَّلَفُ

شیخ نے کہا دعا سے فارغ ہونے کے بعد چہرہ پر ہاتھ پھیرنا تو اس کو میں نے اسلاف میں سے کسی سے بھی قنوت کی دعا میں یاد نہیں کیا ہے۔ اگرچہ انہیں سے بعضوں کو خارج نماز میں دعا کے وقت ہاتھ منہ پر ملتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے جو کہ اس میں ضعف ہے اور یہ بھی ان کے بعض کے نزدیک خارج از نماز مستعمل ہے۔ اور نماز کے اندر دعا کے بعد منہ پر ہاتھ ملنا تو ایسا عمل ہے کہ یہ نہ تو کسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ دُوْنَ مَسْحِهِمَا بِالْوَجْهِ فِي الصَّلٰوةِ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ سنن کبریٰ بیہقی صـ ۲۱۲ ج ۲

صحیح حدیث سے ثابت ہے اور نہ کسی اثر سے ثابت ہے اور نہ کسی قیاس سے۔ تو بہتر یہ ہے کہ یہ عمل نہ کرے اور اقتصار کرے اس پر۔ جو اسلاف نے کیا ہے۔ دعاء قنوت کے لیے ہاتھ اٹھانا بغیر منہ پر ہاتھ ملنے سے نماز ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

نیز امام بیہقیؒ اپنے شیخ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

وَاَمَّا رِوَايَةُ اَبِيْ دَاوُدَ فَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ بِنَفْسِهِ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ كُلُّهَا وَاهِيَةٌ وَهٰذِهِ الطَّرِيْقُ اَمْثَلُهَا وَهُوَ ضَعِيْفٌ اَيْضًا۔ بیہقی صـ ۲۱۲ ج ۲

ابو داؤد کی روایت تو امام ابو داؤدؒ نے خود ہی فرمایا کہ اس حدیث کو محمدؒ بن کعبؒ نے کئی سندوں سے روایت کیا ہے لیکن تمام سندیں بے کار ہیں اور تمام سندوں سے بہترین سند یہ ہے اور یہ بھی ضعیف ہے۔

جب کسی فعل کا ثبوت نماز کے اندر ثابت نہیں ہے اس کو نہیں کرنا چاہیئے، لیکن ہمارے اہل حدیث بعض وقت ایسی اندھی تقلید کرتے ہیں کہ مقلدین سے بھی ان کی تقلید بدتر ہوتی ہے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دعاقنوت کے لیے تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اٹھانا

علامہ حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ تحفۃ الاحوذی میں فرماتے ہیں

لَمْ اَقِفْ عَلٰی حَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ فِی التَّکْبِیْرِ لِلْقُنُوْتِ وَلَمْ اَقِفْ عَلٰی اَسَانِیْدِ ھٰذِہِ الْاٰثَارِ، تحفۃ الاحوذی ص ۳۴۲ ج ۱

دعاقنوت کی تکبیر کہنے کے لیے کسی مرفوع حدیث پر بھی واقف نہ ہوسکا اور (محمدؒ بن نصرؒ نے جو آثار نقل کیے ہیں) ان کی اسانید پر بھی واقف نہ ہوسکا۔

میں کہتا ہوں کہ جیسے علامہ موصوفؒ نے کہا کہ مرفوع حدیث تو کوئی ملی نہیں اور ان آثار کی اسانید کا بھی پتہ نہیں چلتا صحیح ہیں یاضعیف، ان کے ضعف کے لیے یہی کافی ہے کہ خود محمد بن نصر مروزیؒ امام مزنیؒ کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فَھٰذِہٖ تَکْبِیْرَۃٌ زَائِدَۃٌ فِی الصَّلٰوۃِ لَمْ یَثْبُتْ بِاَصْلٍ وَلَا قِیَاسٍ، مختصر قیام اللیل ص ۲۳۰

یہ زائد تکبیریں ہیں نماز میں جو کہ نہ تو کسی اصل (دلیل نقلی) سے ثابت ہیں نہ کسی قیاس سے۔

علامہ محمد یوسف بنوری فرماتے ہیں

وَثَبَتَ التَّکْبِیْرُ عِنْدَ الْقُنُوْتِ عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِاللّٰہِ وَالْبَرَاءِ وَغَیْرِھِمْ عِنْدَ ابْنِ نَصْرٍ، ذَکَرَہٗ فِی الْمُغْنِیْ عَنْ عَلِیٍّ اَیْضًا

قنوت کے وقت تکبیر کہنا حضرت عمرؓ حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ حضرت براءؓ وغیرہ سے ثابت ہے محمدؒ بن نصرؒ کے ہاں، اس کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَالَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ ۔ مغنی میں حضرت علیؓ سے بھی ذکر
شرح ابواب الوتر من جامع الترمذی للبنوری، صہ ۸۲ کیا ہے اور یہی ثوریؒ کا قول ہے
علامہ بنوری صاحب کے اس قول کا وہی جواب کافی
ہے جو حضرت مبارک پوریؒ اور ابن نصرؒ سے بیان کرچکا ہوں
لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ناظرین کرام خدارا — انصاف سے
فیصلہ فرمائیں کہ ابن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابو موسیٰؓ کی
احادیث جو کہ ایک رکعت وتر پر صریح غیر محتمل التاویل ہیں اور سنداً
ومتناً صحیح بھی ان کو کبھی رفع مبہم کہہ کر، کبھی فہم صحابی — اور کبھی اضطراب
کہہ کر ٹھکرانا اور تکبیر عند القنوت ثابت کرنے کے لئے ایسے آثار پیش کرنا جن
کا کوئی لگام بھی نہ ہو کہاں کا انصاف، ان آثار کی اگر سند ہوتی تو
بنوری صاحب ضرور ذکر کرتے اور تصحیح کی بھی کوشش کرتے، لیکن باوجود
جستجو کے علامہ صاحب کو نہیں ملیں تو یہ آثار کیسے استدلال کے قابل
ہو سکتے ہیں؟

جب علامہ صاحب ایسی احادیث کو تسلیم کرنے کے لئے تیار
نہیں جو کہ صحابہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ذکر کرتے ہیں وہاں کہتے ہیں کہ ان کا وہم ہے
یہاں تو حضرت عمرؓ، علیؓ، عبداللہؓ، براءؓ اپنے افعال کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف منسوب بھی نہیں کرتے ہیں تو علامہ صاحب کا انکو
استدلال میں پیش کرنا کیسے جائز ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز علامہ بنوری صاحب ۔ قنوت میں تکبیر تحریمہ جیسے ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں کہتے ہیں کہ بعض فضلاء احناف نے ثابت کیا ہے، عمر فاروق رض اور عبد اللہ بن مسعود رض کے اثر سے اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اثر عبد اللہ بن مسعود رض کو امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے شرح ابواب الوتر من جامع الترمذی للبنوری صفحہ ۸

حالانکہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رض کے اس اثر کی سند کو صحیح کہنے میں کچھ خدشہ ہے وہ یہ کہ اس اثر میں ایک راوی لیث بن ابی سلیم ہے جیسے کہ امام بخاری رح فرماتے ہیں حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ لَیْثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، جزء رفع الیدین صفحہ ۲۸ تو یہ لیث مدلس ہے جیسے کہ مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۷/۲ و صفحہ ۲۴۴/۲ میں ہے اور مدلس کے عنعنہ کی روایت مقبول نہیں جبتک کہ حدثنا، اخبرنا، سمعت کی تصریح نہ کرے کما تقرر فی مقرہ۔

نیز حافظ ابن کثیر رح تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں۔ لَیْثُ ابْنُ اَبِیْ سُلَیْمٍ غَیْرُ مُحْتَجٍّ بِهٖ، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۸۹ ج ۱ ۔ یعنی لیث بن ابی سلیم قابل احتجاج نہیں۔ ایسے ہی امام ابو حاتم رح فرماتے ہیں جیسے کہ تاریخ بغداد میں ہے امام ابن معین رح نے اسے مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ، ابو ذرعہ رح نے مُضْطَرِبُ الْحَدِیْثِ اور لَا تَقُوْمُ بِهِ الْحُجَّةُ، امام حاکم رح نے مُجْمَعٌ عَلٰی سُوْءِ حِفْظِهٖ اور عثمان بن ابی شیبہ نے لَیْسَ بِحُجَّةٍ کہا ہے۔ تہذیب التہذیب صفحہ ۴۶۷/۸ اگر مزید تفصیل مطلوب ہے، تو تہذیب التہذیب صفحہ ۴۶۵ صفحہ ۴۶۸/۸ دیکھیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز علامہ بنوری صاحب فرماتے ہیں کہ اثر عمر فاروق رضی کو بھی امام بخاریؒ نے جزء القراءۃ میں صحیح سند سے نکالا ہے۔ شرح ابواب الوتر ص۸

——— ٹھیک ہے اس اثر کی سند صحیح ہے، امام بیہقیؒ نے بھی اسکو صحیح کہا ہے لیکن قارئین کرام ذرا انصاف سے غور کیجیے کہ اس اثر کے الفاظ کو علامہ بنوری صاحب جزء رفع الیدین سے یوں نقل کرتے ہیں، اور ہے بھی ایسے ہی۔ "یرفع یدیہ حتی یبدو کفاہ ویخرج منبعیہ" شرح ابواب الوتر ص۸، جزء رفع الیدین ص۲۸ مختصر قیام اللیل ص۲۳، ترجمہ۔ حضرت عمر رضی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہانتک کہ ہتھیلیاں ظاہر ہوجاتیں اور جدا ہوجاتے بازو دان۔

نیز حضرت عمر رضی کے اس اثر کو امام بیہقی نے سنن کبریٰ ص۲۱۲/۲ میں رفع الیدین للدعاء کے تحت لایا ہے اور حق بھی یہی ہے۔

قارئین کرام! انصاف کیجیے کہ خود حضرت عمر رضی کے اثر میں کونسا لفظ ہے کہ وہ اس رفع الیدین پر دلالت کرتا ہو جو تکبیر تحریمہ کے رفع الیدین جیسا ہو۔ نیز علامہ بنوری صاحب شوق نیمویؒ سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ امام بیہقی نے کہا ہے کہ قنوت وتر میں رفع الیدین ابن مسعودؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی ثابت ہے۔ شرح ابواب الوتر ص۸۔

——— حالاں کہ ابن مسعودؓ کے اثر میں انکے مطلوب پر دلالت نہیں کیونکہ اسمیں صاف صریح لفظ ہے "یرفع یدیہا فی القنوت الی صدرہ" قیام اللیل ص۲۳۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہاتھوں کو قنوت وتر میں سینے تک اٹھاتے۔ انکے تو مذہب ہے کہ ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھایا جائے۔ کیا حضرت عبداللہ کو عورت سمجھتے ہیں؟ خدارا ذرا غور کرو۔ نیز امام بیہقیؒ نے حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ کے اس اثر کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ کہ

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِي الْوِتْرِ وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ۔ بیہقی ص ۴۱ ج ۲

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وتر میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے اور ہاتھ بھی اٹھاتے تھے۔

تو آپؓ کے اثر سے دو امر ثابت ہوئے۔ اوّل یہ کہ آپؓ رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے دوسرا یہ کہ آپ ہاتھ دائیں جیسا اٹھاتے۔ ان دونوں کے احناف قائل نہیں۔ اِذْ نَبْشِی حَالَهُمْ إِلَوْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَإِنْ يَكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوْا إِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ کا اثر مخصوص ہے رمضان کے قنوت پر اور تخصیص رمضان بالقنوت کے بھی احناف قائل نہیں۔

نیز علامہ بنوری صاحب فرماتے ہیں کہ اثر رفع الیدین عند القنوت کو رافعی نے حضرت عثمانؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ اس پر واقف نہ ہو سکا۔ شرح ابواب الوتر ص۸۰۔

لیکن خود علامہ صاحب نے بھی حضرت عثمانؓ کے اثر کو ذکر نہیں کیا ہے۔ نیز علامہ صاحب کہتے ہیں رفع الیدین عند القنوت کے سلسلہ میں اور آثار بھی ہیں۔ ابو ہریرہؓ مکحولؒ اور ابو قلابہؒ وغیرہ سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھی نصرؒ کے نزدیک۔ شرح ابواب الوتر صفہ ۸۔

حالانکہ جیسے حضرت ابوہریرہؓ کا اثر مخصوص ہے رمضان کے ساتھ ایسے ہی حضرت ابوقلابہؒ اور مکحولؒ کے آثار بھی مخصوص ہیں۔ قنوت رمضان کے ساتھ جو کہ احناف کے مذہب کے خلاف ہیں۔

نیز علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ وَلَنَا فِي الرَّفْعِ أَيْضًا أَثَرُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ۔ أخرجه الطحاوي في معاني آثار (صفہ ۳۹۱) شرح ابواب الوتر صفہ ۸۔

حالانکہ ابراہیم نخعی کا اثر ہم پر حجت نہیں کیونکہ خود امام ابوحنیفہؒ تابعین کے اقوال کے حجت ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہم تابعین کی تقلید نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ وہ بھی آدمی تھے ہم بھی۔ جیسے انہوں نے اجتہاد کیا ہے ویسے ہم بھی اجتہاد کر سکتے ہیں۔ نورالانوار صفہ ۲۲۳ کلام کمپنی

جب تابعین کے قول و اجتہاد کو احناف حجت نہیں مانتے ہیں تو ہم کیسے مانیں۔ بلکہ وہ تو صحابہؓ کے مرفوعات کو فہم صحابی اور رفع مبہم کہکر ٹھکراتے ہیں

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احناف کے پاس کوئی ایسی صریح صحیح مرفوع یا موقوف دلیل نہیں کہ وہ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانے جیسے دعاء قنوت کے لئے ہاتھ اٹھانے پر دلالت کرے۔ صرف ادھر ادھر کی باتیں ہیں جو کہ کسی قسم کی کفایت نہیں کر سکتی ہیں۔ اسی وجہ سے امام طحاویؒ جمہور کو فرماتے ہیں۔

وَقَدْ أَجْمَعُوا الَّذِينَ يَقْنُتُونَ — بے شک ان لوگوں نے جو قنوت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَ الرُّكُوْعِ عَلَى الرَّفْعِ مَعَهَا رکوع سے پہلے پڑھتے ہیں اجماع
طحاوی ص۳۹۱ ج۱ کیا ہے۔

(تکبیر تحریمہ جیسا) رفع الیدین پر اگر ان کے پاس نص ہوتی تو اجماع کی کیا ضرورت تھی اس سے صاف ظاہر ہوا کہ کوئی شرعی قوی دلیل ان کے پاس نہیں سوائے ان کے گھریلو اجماع کے۔

مجھے افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی احادیث جو کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ اور باقی اصحاب سنن صحیح اسانید کے ساتھ روایت کر چکے ہیں ان کو اپنے مذہبی تعصب کی بنا پر ٹھکراتے ہیں اور ایسے دلائل جو کہ کسی قسم کے شافی کافی نہیں ان سے اپنا مسئلہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک زور لگاتے ہیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولوی محمد یعقوب صاحب کے خط کا جواب

مولوی صاحب نے جو شافعیت اور حنفیت کی دھوم مچائی ہے اس کی طرف میں نہیں جاتا ہوں بلکہ میں نفس مسئلہ کے جواب کی طرف توجہ دیتا ہوں۔

قَالَ شوافع کا استدلال حدیث کے اس ٹکڑے سے جو کہ صَلّٰی رَکْعَةً وَّاحِدَةً ہے غلط ہے کیونکہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وتر ایک رکعت ہے علیحدہ تکبیر تحریمہ سے الخ۔

اَقُوْلُ:۔ مولوی صاحب نے جو حدیث کے مفہوم کو سمجھا ہے وہ عمل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ وائمہ مجتہدین کے قول و فعل کے مخالف ہے اور مسلمانوں پر جیسے کہ قول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا فرض ہے ایسے ہی فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا فرض ہے فَالْمُرَكَّنُ مَخْصُوْصًا بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کا یہ قول جو حضرت ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے اس قول کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے عمل سے کی ہے۔ چنانچہ عصر حاضر کے ایک جید حنفی عالم حضرت بنوری صاحب اپنی کتاب شرح ابواب الوتر من جامع الترمذی میں اپنے شیخ انور شاہ کشمیریؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۱) قَدْ فَرَغْنَا مِنْ بَحْثِ الْوِتْرِ وَمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْبَحْثِ وَالتَّفْصِيْلِ	تحقیق ہم وتر کی بحث سے فارغ ہوئے جو بحث اور تفصیل ہم نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَنْفَعُ فِي جَمِيعِ رِوَايَاتِ الْوِتْرِ
مَا عَدَا رِوَايَتَيْنِ، اَلْاُولٰى
مَا فِي سُنَنِ النَّسَائِيِّ (ج ۱ ص ۲۰۳)
عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ فِي
الْاِيْتَارِ بِرَكْعَةٍ وَالثَّانِيَةُ
مَا فِي الْمُسْتَدْرَكِ لِلْحَاكِمِ مِنْ
حَدِيثِ عَائِشَةَ مِنْ طَرِيقِ
شَبَابَةَ بْنِ سَوَّارٍ كَانَ
يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَكَانَ يَتَكَلَّمُ
بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ
قَالَ الشَّيْخُ وَمِنَ الْعَجِيبِ
اَنَّ الشَّافِعِيَّةَ لَمْ يَسْتَدِلُّوا بِهِ
وَالْحَدِيثُ قَوِيٌّ وَالْحَنَفِيَّةُ لَمْ
يَتَوَجَّهُوا اِلَى جَوَابِهِ وَهُوَ مُشْكِلٌ
وَقَدْ كُنْتُ نَحْوَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً
اَتَفَكَّرُ فِيهِ ثُمَّ سَنَحَ لِي جَوَابٌ
يَشْفِي وَيَكْفِي، شرح ابواب الوتر
من جامع الترمذی للعلامہ بنوری ص ۹

اس میں ذکر کی ہے وہ وتر کی تمام
روایات کے لیے نافع ہے دو روایتوں
کے علاوہ۔ اول انمیں سے وہ ہے جو
سنن نسائی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ
کی حدیث ہے ایک رکعت وتر کے
بارے میں، دوسری وہ ہے جو
مستدرک حاکم میں ہے۔ حضرت
عائشہؓ کی حدیث جو کہ شبابہ
بن سوار کے طریقے سے ہے جسمیں
ہے کہ آپؐ ایک رکعت وتر پڑھتے
اور دو رکعتوں اور ایک کے درمیان
بات چیت کرتے۔ شیخ نے کہا تعجب
کی بات یہ ہے کہ شوافع نے اس حدیث
سے استدلال نہیں کیا ہے حالانکہ حدیث
قوی ہے اور احناف نے انکے جواب کیطرف
توجہ نہیں دی اور یہ جواب مشکل ہے
میں تقریباً چودہ سال تک ان احادیث کا
جواب میں سوچتا رہا۔ پھر مجھے
اس کا کافی شافی جواب آیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب راس الاحناف حضرت شیخ انور شاہ کشمیریؒ کا اقرار ہو کر آپ نے ایک رکعت علیحدہ تکبیر تحریمہ سے پڑھی اور مولوی یعقوب صاحب کا انکار کے لیا معنی اگر شیخ انور صاحب اقرار نہ بھی کرتے تو پھر بھی یہ دونوں احادیث اور آگے آنے والی حدیث اور صحابہؓ کے آثار مرجحت ہیں۔

(۲) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَفْعِهِ وَوَتْرِهِ بِتَسْلِيمَةٍ وَاَخْبَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ

طحاوی صـ۱۶۴ ج ۱

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ اپنی دو رکعت اور وتر کے درمیان سلام سے فصل کرتے تھے اور ابن عمر نے یہ خبر دی کہ نبی علیہ السلام یہ کرتے تھے۔

قَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ اِسْنَادُهُ قَوِيٌّ

تعلیق المغنی علی دار قطنی صـ۳۵ ج ۲

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند قوی ہے۔

قَالَ الْقَسْطَلَانِي فِي مَوَاهِبِ اللَّدُنِيَّةِ صـ۲ اِسْنَادُهُ قَوِيٌّ مواہب، مطبعۃ الازہریہ

قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند قوی ہے۔

(۳) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الْحُجْرَةِ يَفْصِلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ بِتَسْلِيمَةٍ وَاَنَا فِي الْبَيْتِ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام حجرہ میں نماز پڑھتے تھے اور دو رکعت اور وتر کے درمیان فصل کرتے اور میں آپ کے سلام کو سنتی اس حالت میں کہ میں گھر میں تھی۔

مختصر قیام اللیل صـ۲۰۲ ۔ مطبوعہ مکتبۃ الاثریہ۔ سانگلہ ہل۔

(۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ بِتَسْلِيمَةٍ يُسْمِعُنَاهَا ۔ مسند احمد صـ۷۶ ج ۲

مطبوعہ مصر مختصر قیام اللیل صـ۲۰۲

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی ایک رکعت اور دو پہلی والی رکعتوں کے درمیان سلام کے ساتھ فصل کرتے ایسا سلام کے ساتھ ہم کو سناتے۔

ایک رکعت وتر علیحدہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ پڑھنا اصطلاح شرع کے بھی موافق ہے چنانچہ سید سابق اور سید نواب صدیق حسنؒ وتر کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَلْوِتْرُ اِسْمٌ لِلْوَاحِدَةِ الْمُنْفَصِلَةِ مِمَّا قَبْلَهَا كَانَ الْوِتْرُ اِسْمًا لِلرَّكْعَةِ الْمُنْفَصِلَةِ وَحْدَهَا كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ وَّاحِدَةٍ تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى فَاتَّفَقَ فِعْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهٗ وَصَدَّقَ بَعْضُهٗ بَعْضًا

وتر ماقبل سے جدا ایک رکعت کا نام ہے، وتر اکیلی ایک رکعت کا نام ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب صبح ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت وتر پڑھے تاکہ گذشتہ نماز کو اس کے لئے وتر بنا دیگی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل قول کے موافق ہوا اور بعض نے بعض کی تصدیق کی

فقہ السنہ ص۳۰ ج ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کی وضاحتیں گذشتہ اوراق میں کرچکا ہوں پھر اعادہ ضروری نہیں سمجھتا ہوں۔
اور صحابہ کرامؓ کا قول وفعل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل جیسے ایک دوسرے کے مطابق تھے ان کے اقوال وافعال بھی بیان کرچکا ہوں اعادہ کی ضرورت نہیں پھر بھی ایک نئی چیز ذکر کروں گا جو وہاں مذکور نہیں ہے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِنْ خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ قُلْتُ لِسَالِمٍ كَيْفَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ؟ قَالَ كَانَ اِذَا رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ سَلَّمَ ثُمَّ اسْتَأْنَفَ التَّكْبِيْرَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قُلْتُ هَلْ كَانَ يَتَكَلَّمُ؟ قَالَ لَوْ اَنَّ اِنْسَانًا كَلَّمَهُ لَتَكَلَّمَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُ اَنْتَ؟ قَالَ كَذٰلِكَ۔ مختصر قیام اللیل ص ۲۰۶

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ رات کی نماز کیسی ہے؟ فرمایا کہ دو دو رکعت پس جب صبح ہونے سے ڈر[illegible] تو ایک رکعت ہی وتر پڑھ [illegible] نے سالم کو کہا کہ ابن عمرؓ کیسے کرتے تھے؟ اس نے کہا جب دو رکعت پڑھتے تو سلام پھیر[illegible] پھر آخری رکعت کے لئے نئی تکبیر تحریمہ کرتے۔ میں نے کہا ک[illegible] وہ بات چیت بھی کرتے؟ ا[illegible] نے فرمایا کہ اگر کوئی انسان ا[illegible] سے بات کرتا تو وہ ضرور ک[illegible] میں نے کہا کہ آپ کیسے کرتے ہیں؟ اس نے کہا کہ ایسے ہی کرتا ہوں جیسے کہ وہ کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ حضرت معاویہؓ حضرت س[illegible] اور حضرت عثمانؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک رکعت وتر الگ تکبیر تحریمہ سے پڑھا۔

[illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ علامہ عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں۔

وَقَدْ صَحَّ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ اَنَّهُمْ اَوْتَرُوْا بِوَاحِدَةٍ دُوْنَ تَقَدُّمِ نَفْلٍ قَبْلَهَا۔
تعلیق الممجد ص۱۴۱

تحقیق صحابہ کرام رض کی ایک جماعت سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچی ہے کہ انہوں نے ایک رکعت وتر پڑھا اور اس ایک رکعت وتر سے پہلے کوئی نفل نہیں پڑھا۔

اور امام حاکم رح اپنی مستدرک میں فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تیرہ، گیارہ۔ نو، سات، پانچ، تین ایک رکعت وتر منقول ہیں۔

اَصَحُّهَا وِتْرُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ
مستدرک حاکم ص۳۰۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف، مصر

جن میں سب سے زیادہ صحیح آپ کا ایک رکعت وتر پڑھنا ہے۔

امام محمد بن نصر المروزی رح اپنی کتاب قیام اللیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں مختلف احادیث لا کر فرماتے ہیں

اَنَّ الْاَخْبَارَ الَّتِيْ رُوِيَتْ اَنَّهُ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ وَّاحِدَةٍ هِيَ اَثْبَتُ وَاَصَحُّ وَاَكْثَرُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ

وہ اخبار جو ایک رکعت وتر کے سلسلے میں روایت کی گئی ہیں وہ زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہیں اہل علم کے نزدیک یہی ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاخْتِيَارُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رکعت والی روایات زیادہ ہیں
حِيْنَ سُئِلَ۔ مختصر قیام اللیل صـ۲۰۴ پسند کرنے کے لحاظ سے۔
آپ بھی اسی ایک رکعت کو پسند کرتے جب پوچھے جاتے۔

نیز صحابہ رضؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ اور دیگر محدثینؒ کے اقوال وافعال کی تفصیل میں پہلے کرچکا ہوں۔

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب کا (یہ ایک اور وہ دو جو کہ ایک تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہیں تین وتر ہوتے) کہنا درست نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کا کہنا کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں دلیل اس بات کی نہیں کہ وتر ایک رکعت ہے علیحدہ تکبیر تحریمہ سے۔

(سوال)

میں بھی مولوی صاحب سے پوچھنے کی جرأت کرکے کہتا ہوں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول کا مطلب نہیں سمجھتے تھے کہ قول کے مطابق الگ تکبیر تحریمہ سے ایک رکعت وتر پڑھکر عملاً تفسیر کرکے دکھایا۔ کیا ابو ہریرہؓ اور حضرت سعدؓ اور حضرت معاویہؓ اور حضرت عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ غیر فقیہ تھے کہ آپؐ کے قول کے مطلب کو نہ سمجھ سکے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضؓ کے علم و فقاہت کے بارے میں وہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں جن کی فقاہت پر احناف کا بالکل ایمان ہے

مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ جو تم میں سے طریقہ اختیار کرنے
بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ والا ہو تو وہ فوت شدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ	لوگوں کا طریقہ اختیار کرے کیونکہ
أُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ	زندہ فتنے سے محفوظ نہیں۔ یہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں
كَانُوْا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ	وہ اس امت کے بہترین لوگ
أَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا	تھے۔ دل کے لحاظ سے بہت اچھے
وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ	اور علم کے لحاظ سے بہت گہرے
لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاِقَامَةِ	اور تکلف کے لحاظ سے بہت
دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ	کم، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے
وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى اٰثَارِهِمْ	نبیؐ کی صحبت اور اپنے دین کو
وَتَمَسَّكُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ	قائم کرنے کے لئے پیدا کیا تھا
مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ	تم ان کی فضیلت کو پہچانو اور
فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدٰى	ان کے آثار کی تابعداری
الْمُسْتَقِيْمِ۔ رواہ رزین مشکوٰۃ	کرو جب تک ہو سکے ان کے
صـ ۳۲ مطبوعہ اصح	اخلاق وسیرت کو پکڑے

رہو۔ اس لئے کہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جو لوگ صحابہؓ کو غیر فقیہ سمجھتے ہیں اور ان کے ایسے اقوال وافعال کو صرف حمایت مذہب کی وجہ سے ٹھکراتے ہیں جو کہ قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو وہ لوگ خود گمراہ ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن مسعودؓ کے قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کیلئے سب سے پہلے وہ معنی کسی قرآن وحدیث کا لینا ضروری ہے جسکو قرآن اور حدیث کی تصریحات کے موافق صحابہ کرامؓ نے سمجھا ہو اور صحابہؓ کا سمجھا ہوا مفہوم جب نص صریح کے موافق ہو تو اس کے علاوہ دوسرے معنیٰ لینا صریح تعسف ہے

اب مولوی صاحب خود انصاف کریں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی وہ کونسی بات تسلیم کرتے ہیں حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی ایک رکعت پڑھنا ثابت ہے اگرچہ آپ تین کی افضلیت کے قائل تھے پھر بھی آجکل کے احناف جیسے ایک رکعت الگ تکبیر تحریمہ سے پڑھنے کے منکر نہیں تھے

قَالَ ۔ حدیث نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبُتَیْرَاءِ

اَقُوْلُ : اول تو یہ حدیث ان الفاظ سے جن سے مولوی صاحب نے نقل کی ہے صحیح نہیں، اگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نہی الفاظ سے صحیح ہے تو وہ کتاب کا حوالہ اور صفحہ نمبر لکھدیں وَاَنّٰی لَہٗ ھٰذَا

دوم۔ یہ حدیث سنداً صحیح نہیں اسلئے کہ اس حدیث کی سند میں دو راویوں پر کلام ہے۔

حدیث بتیراء کی سند

(۱) عثمان بن محمد یہ ضعیف اور وہمی ہے حافظ ابن حجر لسان المیزان اور امام ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں۔

عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رَبِیْعَۃَ عثمان بن محمد بن ربیعہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بْنُ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَدَنِیْ	بن ابی عبد الرحمٰن مدنی ۔
قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ فِیْ اَحْکَامِهٖ	شیخ عبد الحق نے اپنے احکام میں کہا ہے
اَلْغَالِبُ عَلٰی حَدِیْثِهِ الْوَهْمُ	اس کی حدیث میں غالباً وہم ہوتا
قَالَ صَاحِبُ التَّمْهِیْدِ	ہے، صاحب تمہید نے کہا کہ ہمیں حدیث
حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ	بیان کی احمد بن محمد نے وہ کہتا ہے
ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ	احمد بن اسمٰعیل مہندس نے وہ کہتا ہے حدیث
الْمُهَنْدِسُ حَدَّثَنَا اَبِیْ	بیان کی ہمیں میرے باپ وہ کہتا ہے ہمیں
حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ سُلَیْمَانَ	بن سلیمان قبیطہ نے وہ کہتا ہے کہ ہمیں عثمان بن محمد
قُبَیْطَةُ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ	عمرو بن یحیٰی سے اس نے اپنے
ثَنَا الدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ عَمْرِو	باپ سے اس نے ابو سعید
بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ	سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ	نے منع فرمایا ہے بتیراء
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی	سے اور اس سے کہ آدمی
عَنِ الْبُتَیْرَاءِ	ایک رکعت سے وتر پڑھے
وَاَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً	ابن قطان فرماتے ہیں
نُوْتِرُ بِهَا قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ	کہ یہ حدیث شاذ ہے اس کے
هٰذَا حَدِیْثٌ شَاذٌّ لَا	رواۃ کی حالت جبتک معلوم نہ ہو
یُعَرَّجُ عَلَیْهِ مَا لَمْ یُعْرَفْ	اس وقت تک اس سے دلیل نہیں لی جاسکتی
عَدَالَةُ رُوَاتِهٖ: ا سان المیزان ص۱۵۳ ج۴	ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور امام زرقانی مواہب کی شرح میں فرماتے ہیں حدیث بتیراء ضعیف ہے، زرقانی شرح مواہب ص۲۵ از بریہ مغفر

دوسرا راوی اس حدیث میں حسن بن سلیمان قبیطہ ہے۔

اس کو امام ذہبی نے تذکرہ میں ص۱۳۶ ج۲ اور امام زیلعی نے نصب الرایہ ص۱۷۲ ج۲ میں اور علامہ ابوالحسن عبید اللہ نے مرعاۃ ص میں قبیطیہ بتقدیم الطاء علی الیاء ذکر کیا ہے اور امام زیلعی اور ذہبی نے اس کے بارے میں ابن یونس کا قول ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کَانَ ثِقَۃً حَافِظًا۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے اسکو لسان المیزان میں چار جگہوں میں ذکر کیا ہے مگر لفظ قبیطہ بتقدیم الیاء علی الطاء اور ابن یونس کی قول نقل کرنے میں حافظ صاحب بھی امام ذہبی اور زیلعی کے ساتھ ہیں جیسے کہ لسان المیزان ص۲۱۲ ج۲ میں ہے

معلوم ہوا کہ قبیطہ یا قبیطیہ ایک ہی ہیں اور امام دارقطنی اس کے بارے میں غرائب امام مالک میں ایک حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تَفَرَّدَ بِہٖ قَبِیطَۃُ وَھُوَ مُنْکَرٌ عِنْدِیْ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ ضَعِیْفٌ۔ لسان المیزان ص۱۵۳ ج۴ اور ص۲۱۲ ج۲

اس حدیث کے ساتھ قبیطہ منفرد ہے اور وہ (یہ حدیث) میرے نزدیک اس سند سے منکر ہے اور عثمان بن محمد ضعیف ہے۔

جب اس حدیث کو ابن قطان اور دارقطنی اور عبد الحق جیسے ناقدین حدیث نے شاذ منکر ضعیف کہا ہے۔ ابن یونس کی صرف توثیق کارآمد نہیں علاوہ ازیں اس حدیث کو مجموعی طور سے محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

چنانچہ علامہ زرقانی شرح مواہب اور شرح مؤطا میں حدیث بتیراء کو ضعیف کہتے ہیں اور علامہ سندھیؒ بھی شرح بخاری میں ضعیف کہتے ہیں اور امام نووی المجموع شرح مہذب ص۲۳ ج۴ میں ضعیف اور مرسل کہتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب حدیث بنیرا، شاذ، منکر، ضعیف اور مرسل ثابت ہوئی تو ابن عمر کی صحیح حدیث کے معارض اور اس کے لئے ناسخ کیسے بن سکتا ہے ؟ معارضہ کے لئے کم سے کم نصین میں مساوات ضروری ہے جیسے کہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ تعارض نصین کے لئے مساوات شرط ہے

وَإِنْ عُورِضَ فَلَا يَخْلُو إِمَّا أَنْ يَكُونَ مُعَارِضُهُ مَقْبُولًا مِثْلَهُ أَوْ يَكُونَ مَرْدُودًا وَالثَّانِي لَا أَثَرَ لَهُ لِأَنَّ الْقَوِيَّ لَا يُؤَثِّرُ فِيهِ مُخَالَفَةُ الضَّعِيفِ
شرح نخبۃ الفکر ص۳۴ ، اصح

اگر ایک حدیث دوسرے کے معارض ہو تو وہ معارض خالی نہیں ہوگا یا تو اس جیسا مقبول ہوگا یا مردود۔ دوسرے کا کوئی اثر نہیں مخالفت میں۔ اس لئے کہ قوی میں ضعیف کی مخالفت کوئی اثر نہیں کرتی ہے

شرح نخبہ کی اس عبارت کی تشریح شرح الشرح میں یوں ہے

لَا أَثَرَ لَهُ أَيْ لَا تَأْثِيرَ لَهُ فِي أَنْ يَكُونَ مُعَارِضًا وَمُنَاقِضًا لِأَنَّ الْقَوِيَّ أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَكُونَ صَحِيحًا أَوْ حَسَنًا لَا يُؤَثِّرُ مُخَالَفَةُ الضَّعِيفِ لِعَدَمِ الْعَمَلِ بِهِ
حاشیہ شرح نخبۃ الفکر ص۳۴ ، اصح

اس ضعیف کے لئے اثر نہیں کہ وہ معارض یا مناقض بنے اس لئے کہ قوی عام ہے خواہ صحیح ہو یا حسن اس میں ضعیف کی مخالفت اثر نہیں کرتی ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے یعنی ہر ضعیف کے ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بتراء کا معنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ سے سیکھیں

عَنْ مُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِيِّ قَالَ اَتَى عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ اُوْتِرُ؟ قَالَ اَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ قَالَ اِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ اِنَّهَا الْبُتَيْرَاءُ قَالَ اَسُنَّةَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تُرِيْدُ هٰذِهٖ سُنَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَمْ يُصِبْ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ اِنَّمَا الْبُتَيْرَاءُ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيَ الرَّكْعَةَ يَقْرَاُ فِيْهَا وَيُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا ثُمَّ يَقُوْمُ فِي الثَّانِيَةِ فَلَا يَقْرَاُ فِيْهَا وَلَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا فَتِلْكَ الْبُتَيْرَاءُ۔

حضرت مطلب بن عبد اللہ مخزومی فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کیسے وتر پڑھوں؟ فرمایا کہ ایک رکعت وتر پڑھ۔ اس آدمی نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں لوگ اس کو بتیراء نہ کہیں۔ فرمایا کہ کیا خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو؟ ابن عمر رضہ چاہتے تھے کہ یہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حق کو نہیں پہنچا وہ شخص جس نے ایک رکعت کو بتیراء کہا بیشک بتیراء وہ ہے کہ آدمی کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت نماز پڑھے اور اس میں قرأۃ کرے اور اس کے رکوع وسجود کو اچھی طرح سے پورا کرے پھر دوسری رکعت

(۱) ہیرا تا ما مرکما فی الطحاوی ص ۱۷۳ او منصور مولی سعد بن ابی وقاص کما فی روایۃ البیہقی فی المعرفۃ وشرح المواہب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لئے کھڑا ہو جاتے اور اس میں نہ تو قراءۃ پڑھے اور نہ اس کے رکوع و سجود کو پورا کرے، ابن ماجہ ص۸۲ اصح۔ طحاوی ص۱۲۵ ج ۱، مطبوعہ مصطفائی دھلی۔ مختصر قیام اللیل ص۲۰۵ واللفظ لہ۔ شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ ص۲۸۔ ازہریہ مصر

حضرت عبداللہ بن عمر رض کی اس تفسیر پر وہی روایت دال ہے جس کو مولانا صاحب ابن عمر رض کی حدیث کی معارض اور اس کیلئے ناسخ سمجھتے ہیں اس لئے اس حدیث میں ہے کہ نَهٰى عَنِ الْبُتَيْرَاءِ وَاَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ الخ۔ تو اس سے دو چیزوں کی نہی معلوم ہوتی ہے۔ ایک بتیراء اور دوسرا ایک رکعت نماز سے گویا کہ یہاں بتیراء کو ایک رکعت نماز کی قسیم بنایا ہے اور قسیم الشئ غیر ہوتا ہے اس شئ سے تو صاف واضح ہوا کہ بتیراء یہی ہے جو حضرت ابن عمر رض نے فرمایا۔

نیز بتیراء کی تفسیر حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض مفتیۃ الصحابہ اور حبر الامۃ رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رض سے سیکھیں وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ بتیراء ان تین رکعتوں کو کہتے ہیں کہ جن کے آگے کوئی نماز نہ ہو۔

عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ	حضرت علاء بن مسیب اپنے
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ	باپ سے وہ حضرت عائشہ رض سے وہ
قَالَتْ اَلْوِتْرُ بِثَلَاثٍ بُتْرَاءُ	فرماتے ہیں کہ تین رکعت وتر بتیراء ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صَلِّ قَبْلَهَا رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا — اس سے پہلے دو یا چار رکعتیں پڑھ۔

مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۲۹۴ ج ۲ مطبوعہ علوم شرقیہ حیدر آباد دکن

وَفِی رِوَایَةِ الطَّحَاوِیِّ عَنْهَا كَانَ الْوِتْرُ سَبْعًا وَخَمْسًا وَالثَّلَاثُ بُتَیْرَاءُ، طحاوی ص ۱۶۹ مصطفائی دہلی — طحاوی کی روایت میں حضرت عائشہؓ سے وتر سات اور پانچ تھا اور تین بتیراء تھا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اِنِّیْ لَاَكْرَهُ اَنْ یَكُوْنَ الْبُتَیْرَاءُ الثَّلَاثُ وَلٰكِنْ سَبْعًا اَوْ خَمْسًا، طحاوی ص ۱۷۰ — حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں برا سمجھتا ہوں کہ کہیں تین بتیراء نہ ہو لیکن سات یا پانچ رکعت پڑھنا چاہیئے۔

اس سے لازم نہیں آتا ہے کہ جب تین بتیراء ہوا ایک تو بطریق اولیٰ بتیراء ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی مراد یہ ہے کہ تین رکعت پر دوام کرنا بتیراء ہے بلکہ کبھی تین پڑھا اور کبھی پانچ کبھی سات اور کبھی ایک اس لئے کہ یہ تمام روایات ان دونوں سے مروی ہیں یعنی تین، پانچ، سات۔ ایک کا دوام ہم نے اس لئے مراد لیا کہ بتیراء لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کا انجام خیر سے خالی ہو۔ تو تین پر دوام کرنا بھی خلاف سنت ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ کبھی ایک کبھی تین کبھی پانچ، کبھی سات کبھی نو وغیرہ پر عمل کیا جائے۔

اور وہ عمل جو کہ خدا اور اس کے رسول کی رخصت اور ان کے بتائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئے طریقے کے خلاف ہو اس کا انجام خیر سے خالی ہے۔ لہذا حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی کہا کہ یہ دوام بھی خیر سے خالی ہے

مولوی صاحب نے جو معنی بتیراء کا کیا ہے وہ لغتً و اصطلاحًا غلط ہے۔ حضرت ابن عمرؓ۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کے معنی لغتً و اصطلاحًا درست ہے۔

لغتً اس لیے درست نہیں کہ بتیراء لغت میں کہتے ہیں دم کٹے کو، صاحب مصباح فرماتے ہیں اَلْاَبْتَرُ دم کٹا۔ مصباح اللغات ۵۶

اَلْاَبْتَرُ اَلْمَقْطُوْعُ الذَّنَبِ — ابتر دم کٹے کو کہتے ہیں ضرب

وَبَابُهُ ضَرَبَ وَفِي الْحَدِيْثِ — یضرب کے باب سے آتا ہے

مَا هٰذِهِ الْبُتَيْرَاءُ۔ — حدیث میں ہے کہ یہ بتیراء ہے

مختار الصحاح ص۱۲۴ مصری قدیم

اور اصطلاح میں ابتر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ خیر سے خالی ہو

كُلُّ اَمْرٍ اِنْقَطَعَ مِنَ الْخَيْرِ — ہر وہ چیز جس کا انجام خیر سے

اٰخِرُهٗ فَهُوَ اَبْتَرُ مختار الصحاح ص۱۲۴ — منقطع ہو وہ ابتر ہے۔

اب ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ شرعی اور لغوی اصطلاحی معنی کے اعتبار سے دم کٹا اور خیر سے خالی وہ نماز ہے جس کا رکوع سجود ٹھیک اور پورا نہ ہو اور قومہ و جلسہ برابر نہ ہو جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ فِيْ — حضرت علی بن شیبان نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قِصَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ	ایک قصہ میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اپنی کمر کو رکوع سجود میں نہیں سیدھا
ابن ماجہ صفحہ ۶۲ اصح	کرتا ہو

اس حدیث میں لفظ لَا صَلٰوةَ ہے حضرات احناف کے معنی سے بھی ایسی نماز جس میں رکوع وسجود قومہ جلسہ کی تکمیل نہ ہو وہ خیروبرکت سے خالی ہے کیونکہ وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں حدیث کو اپنے لفظی مفہوم پر نہیں چھوڑتے ہیں کہتے ہیں کہ نماز کامل نہیں اس شخص کی اور اَلْاَحَادِيْثُ يُفَسِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا (بعض حدیث بعض کی تفسیر کرتی ہے) کو زبانی یاد کرتے ہیں لیکن (جہاں) ان کے لئے مفید نہ ہو وہاں عملی جامہ نہیں پہناتے ہیں ورنہ اس لفظ لَا صَلٰوةَ کی تفسیر دوسری حدیث میں صراحۃً لَا تُجْزِءُ (یعنی جائز ہی نہیں اور کافی ہی نہیں) موجود ہے۔ چنانچہ ابوداود کی روایت ہے لَا تُجْزِءُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ جائز ہی نہیں آدمی کی نماز اس وقت تک جبتک کہ اپنی کمر کو رکوع میں سیدھا نہ کرے

ابوداؤد صفحہ ۱۲۴ ج ۱۔ اصح المطابع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اور ابن ماجہ کے الفاظ یوں ہیں۔

لَا تُجْزِءُ صَلوٰۃٌ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ فِیْهَا صُلْبَهٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

ابن ماجہ صـ۶۲ اصح

جائز اور کافی ہی نہیں وہ نماز جس میں آدمی اپنی کمر سیدھی نہ کرے یعنی اس کے رکوع سجود میں۔

انہی کے معنی کی اعتبار سے جب نماز کامل نہیں تو وہ بتیرو برکت سے بھی خالی ہے فَهُوَ الْمُرَادُ۔

جو معنی بتیراء کا مولوی محمد یعقوب صاحب نے مراد لیا ہے اس کے بارہ میں خود احناف کا آپس میں اختلاف ہے کہ کیا بتیراء اسکو کہتے ہیں یا نہ اس لیے کہ بعض کہتے ہیں کہ بتیراء ایک رکعت نماز کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بتیراء اسکو کہتے ہیں کہ نمازی دو رکعت کی نیت باندھے پھر ایک رکعت پڑھکر نماز کو توڑ ڈالے اور یہی دوسرے معنی ہی مناسب مقام اور مولوی صاحب کی منقولہ حدیث اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کی تفسیر کے موافق ہیں۔ جب آپ حضرات ایک ہی لفظ کے معنی میں خود متفق نہیں ہوتے تو پھر دوسروں کو بطور حجت کیسے پیش کرتے ہو چنانچہ سید احمد حنفی طحاوی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں

اَلْبُتَیْرَاءُ تَصْغِیْرُ مِنَ الْبَتَرِ بِمَعْنَی الْقَطْعِ

بُتَیْرا بَتر کی تصغیر ہے کاٹنے کے معنی پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَقِيْلَ هِيَ مَا كَانَتْ عَلَى الرَّكْعَةِ وَقِيْلَ هِيَ الَّتِيْ نَوَاهَا الْمُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَقَطَعَهَا عَلَى الرَّكْعَةِ

حاشیہ طحاوی ص۱۹۵ مصطفائی دہلی

بعض نے کہا بتیراء وہ نماز ہے جو ایک رکعت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ بتیراء وہ نماز ہے جو کہ نماز پڑھنے والا دو رکعت کی نیت باندھے اور پھر ایک رکعت پر توڑ ڈالے۔

قَالَ اس لیے کہ کوئی بھی ایسی حدیث نہیں بتا سکتا ہے کہ جس سے ایک رکعت مراد ہو الگ تکبیر تحریمہ سے۔

اَقُوْلُ: مولوی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل باطل ہے اس لیے کہ میں مولوی صاحب کے اس قول (کہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وتر ایک رکعت ہے علیحدہ تکبیر تحریمہ سے) کا جواب بھی ثابت کر چکا ہوں۔ اور آپ کے بڑے بڑے علماء احناف اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھی ہے نئی تکبیر تحریمہ سے اور اس حدیث کا جواب آپ کے اسلاف چودہ چودہ سال سوچتے رہے ہیں اگر ثابت نہ ہوتا تو چودہ سال تک اس کا جواب تلاش کرنے کی زحمت کیوں اٹھاتے پھر بھی خدا کے فضل سے چودہ سال بعد بھی ان کو جواب نہیں آیا۔ اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ

اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ وَّاحِدَةٌ كَانَ ذَالِكَ وِتْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

وتر ایک رکعت ہے۔ یہی ایک رکعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِی بَکْرٍ وَّ عُمَرَ رض۔ مختصر قیام اللیل ص۲۰۵ کا وتر تھا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی۔

ناظرینِ کرام! معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب نے طحاوی کا تو خوب مطالعہ کیا ہے کیونکہ جو عبارات اس نے طحاوی سے نقل کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ طحاوی اس کے زیرِ مطالعہ ہے لیکن اگر مولوی صاحب ذرا تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے دور کرکے دیکھتے تو خود امام طحاویؒ کے اس اقرار کو پڑھ لیتے کہ باوجود حنفی مذہب میں سخت تعصب رکھنے کے ایک رکعت الگ تکبیر تحریمہ سے نماز پڑھنے کا انکار نہ کرسکے لیکن مولویصاحب نے سخت جرأت سے کام لیا۔

اب میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات کو نہیں سمجھتے تھے؟ (مَعَاذَ اللّٰہِ) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کی اقتداء کا حکم دیتے تھے کہ وہ آپؐ کی بات کو نہیں سمجھتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً فرمایا کہ

اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رض ترمذی ص۲۰۷ ج۱ — اقتدا کرو میرے بعد ان دونوں کی اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی طرف اشارہ کیا

حق بات یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات کو سمجھتے تھے اور شیخین بھی آپؐ کی بات کو سمجھتے تھے لیکن تقلید کا ایسا پٹہ ہے کہ کسی چیز کو دیکھنے دیتا ہی نہیں۔ خیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر چمگادڑ دن میں سورج کو دیکھ نہیں سکتا تو سورج کا کیا گناہ۔

قال : حالانکہ یہ کہ شوافع کی حدیث تو حدیث نہی سے منسوخ ہوئی الخ

اقول : اول تو یہ تقسیم باطل ہے کہ یہ حدیث ہماری اور شوافع کی کیونکہ حدیث نہ تو احناف کی پیدادار ہے اور نہ شوافع کی ایسی باتوں سے توبہ کرنی چاہیئے

دوم یہ کہ نہی کی حدیث ناسخ نہیں بن سکتی ہے کئی وجوہ سے

اول یہ کہ مولوی صاحب پہلے کہہ چکے ہیں کہ کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتا ہے کہ جس سے ایک رکعت وتر مراد ہو الگ تحریمہ سے اگر کوئی پیش ہی نہیں کر سکتا ہے تو پھر منسوخ کہاں سے۔ خیر میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ حضرات اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ حدیث ماننے کے لئے تو تیار نہیں بس یہی کہتے ہیں کہ ہر وہ حدیث یا قرآنی آیت جو کہ ہمارے مذہب کے خلاف ہو وہ یا تو منسوخ ہو گی یا مؤوّل۔ یہ کیوں کہ نہیں جب امام کرخی رحؒ ان کے لئے ایک قاعدہ ـــــ رکھا ہے،

احناف کی قاعدہ کلیہ

قَالَ طَلِيعَةُ فُقَهَاءِ الْحَنَفِيَّةِ	اس زمانے کے علماء حنفیہ کے
فِيْ هٰذَا الدَّوْرِ وَإِمَامُهُمْ	پیشرو اور ان کے بلا خلاف امام
مِنْ غَيْرِ مُنَازِعٍ وَهُوَ أَبُو الْحَسَنِ	فرماتے ہیں (وہ ابو الحسن عبداللہ
عُبَيْدُ اللّٰهِ الْكَرْخِيُّ كُلُّ آيَةٍ	کرخی ہے) ہر وہ آیت جو ہمارے
تُخَالِفُ مَا عَلَيْهِ أَصْحَابُنَا	اصحاب (ہمارے مذہب) کے خلاف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَهِيَ مُؤَوَّلَةٌ أَوْ مَنْسُوخَةٌ — ہو وہ یا تو مؤول ہو گی یا منسوخ
وَكُلُّ حَدِيثٍ كَذَالِكَ — اسیطرح ہر وہ حدیث جو
فَهُوَ مُؤَوَّلٌ أَوْ مَنْسُوخٌ — ہمارے اصحاب (مذہب) کے خلاف
التاریخ التشریع الاسلامی — ہو وہ یا تو مؤول ہو گی یا
للخضری صـ ۳۲۴، الاستقامة بالقاہرہ — منسوخ۔

قارئین کرام ذرا غور سے پڑھکر انصاف فرمائیں کہ جس مکتب فکر کا یہ طریقہ کار ہو کہ اپنا مذہب ثابت کرنے کیلئے قرآن اور حدیث کی یا تو تاویل کرتے ہیں یا اس کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ تو اس مکتب فکر سے حق کی طرف توجہ کرنے کی کیا امید۔

نسخ کیلئے تاریخی معلومات کی ضرورت

(۲) اصول حدیث کا مسئلہ یہ ہے کہ نسخ کیلئے تاریخی معلومات ضروری ہے تاکہ اس کا پتہ لگے کہ ناسخ مؤخر ہے اور منسوخ مقدم۔ اگر یہ تاریخ معلوم ہو تو قول بر نسخ صحیح ہے ورنہ باطل۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ شرح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں۔

وَإِمَّا أَنْ يُعْرَفَ التَّارِيخُ — یا تو تاریخ معلوم ہو گی یا نہیں
أَوْلَا فَإِنْ عُرِفَ وَثَبَتَ — اگر تاریخ معلوم ہو اور انمیں سے
الْمُتَأَخِّرُ بِهِ أَوْ بِأَصْرَحَ — ایک کا مؤخر ہونا ثابت ہو جائے
مِنْهُ فَهُوَ النَّاسِخُ وَالْآخَرُ — یا اس مؤخر سے بھی زیادہ صریح
الْمَنْسُوخُ شرح نخبۃ الفکر صـ ۷۹ اصح — ہو تو وہ ناسخ ہے اور دوسرا
منسوخ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسیطرح حافظ صاحب نے نسخ کی تعریف بھی کی ہے۔

وَالنَّسْخُ دَفْعُ تَعَلُّقِ حُكْمٍ	کسی حکم شرعی کے تعلق کو ایسی
شَرْعِيٍّ بِدَلِيْلٍ شَرْعِيٍّ	دلیل شرعی کے ساتھ رفع کرنا جو
مُتَأَخِّرٌ عَنْهُ	کہ وہ اس حکم شرعی سے مؤخر ہو
شرح نخبة الفكر ص۴۱، اصح	اسکو نسخ کہتے ہیں

اب مولوی صاحب پر یہ فرض ہے کہ وہ بہ تاریخی طور سے ثابت کریں کہ بتیراء کی حدیث ابن عمرؓ کی حدیث سے مؤخر ہے؟ ورنہ نسخ کا دعویٰ باطل ہے۔

نیز اگر مولوی صاحب بفرض محال حدیث بتیراء کو حدیث ابن عمرؓ سے مؤخر ثابت بھی کر دیں تب بھی یہ ناسخ نہیں بن سکتی کیونکہ یہ حدیث تو شاذ، منکر، مرسل اور ضعیف ہے۔ جیسے کہ میں گذشتہ اوراق میں ثابت کر چکا ہوں جبکہ شاذ، منکر، مرسل اور ضعیف حدیث کسی صحیح حدیث کے معارض بننے کی طاقت نہیں رکھتی تو وہ ناسخ کیسے بن سکتی ہے؟

فَائِدَہ: یہ بدیہی اصولی قاعدہ ہے کہ جس وقت جواز اور حرمت ایک جگہ میں جمع ہو جائیں تو ترجیح حرمت کو دی جاتی ہے۔

اَقُوْلُ: محترم یاد رکھئے اگرچہ ہم اہلحدیث ہیں لیکن الحمدللہ تمہارے ان اختراعی اصول سے بھی واقف ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب کو تو باوجود دعویٰ علم کے یہ پتہ بھی نہیں کہ یہاں جواز اور حرمت ایک جگہ آتے ہیں یا مثبت و منفی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناظرین کرام: غور سے دیکھئے یہاں جواز و حرمت ایک جگہ نہیں آئے ہیں بلکہ مثبت و منفی، اس لئے کہ ہم پہلے اوراق میں ثابت کر چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھی ہے اور احناف کے اعترافات کو بھی نقل کر چکا ہوں اور خود مولوی صاحب بھی منسوخ کہنے پر مجبور ہوئے اگر ثابت نہ ہوتی تو منسوخ کیسے ہوتی؟

جب یہ ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے تھے تو یہ بھی یاد رکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں مکروہ کام بھی نہیں کیا ہے چہ جائیکہ حرام کرتے اس بات پر احناف کے اصولیین کا بھی اعتراف ہے، چنانچہ ملا جیون نور الانوار مبحث افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں کہ افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ مرتبہ اباحت ہے، کیوں؟

لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَفْعَلْ	اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے
حَرَامًا وَلَا مَكْرُوْهًا اَلْبَتَّةَ	نہ تو حرام کام کیا ہے اور نہ مکروہ
فَلَابُدَّ اَنْ يَكُوْنَ مُبَاحًا	قطعی طور پر۔ تو ضروری ہے کہ آپ کے
نور الانوار ص۲۱۷ مطبوعہ قرآن محل کراچی	افعال مباح ہوں

نیز مولوی صاحب نے امام طحاوی کا فیصلہ ان الفاظ سے نقل کیا ہے

کہ فَالْاَخْذُ بِالْمُجْمَعِ عَلَيْهِ	جس کی فضیلت پر سب کا اجماع ہو
فِي الْفَضِيْلَةِ اَوْلٰى وَاَصْوَبُ	اس پر عمل کرنا بہتر اور اچھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت اگرچہ جائز ہے لیکن افضل تین پڑھنا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اب انصاف سے بتائیں کہ جب کسی چیز کے آپ بھی جواز کے قائل ہیں مگر اختلاف افضلیت میں رکھتے ہیں تو اس کو جمع بین الجواز والحرمۃ کہنا کتنی ناانصافی اور بے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ اَولویت اور افضلیت تو ایسے امور کے درمیان ہوتی ہیں جو کہ سب جائز و مباح ہوں نہ کہ حرمت و جواز کے درمیان فَافْهَمْ وَ تَدَبَّرْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ الْمُتَعَصِّبِيْنَ۔

ہر عالم کو ذرا سوچنا چاہیئے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو علم دیتا ہے تو اس سے پھر باز پرس بھی کرے گا۔ ہر عالم سے قیامت کے دن علم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ میں نے تجھے علم دیا تھا تو نے اس سے حق کی حمایت کی تھی یا باطل کی (ترمذی ص۶۴ ج ۲ مجتبائی)

یاد رکھو کہ یہاں نفی اور اثبات کا اجتماع ہے یہ بھی عندالاحناف کیونکہ میں تو پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ حدیث بتیراء احادیث صحیحہ کی کبھی معارض وغیرہ نہیں ہو سکتی۔ اب یہاں احناف کے قول و فعل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ و تابعینؒ عظام و محدثینؒ کرام کے اقوال و افعال کے درمیان نفی اور اثبات کا اجتماع ہے کہ یہ تمام حضرات کہتے ہیں کہ ایک رکعت الگ تکبیر تحریمہ سے جائز ہے مگر احناف کہتے ہیں کہ نہیں تو ان تمام کے اقوال و افعال کے مقابلہ میں احناف کا یہ قول و فعل کوئی وقعت نہیں رکھتا ہے۔ پھر بھی میں تسلّی کے لئے احناف ہی کی کتابوں سے ثابت کر دیتا ہوں کہ جب نفی اور اثبات کا اجتماع ہو جائے تو ترجیح اثبات کو ہوتی ہے۔ چنانچہ ملّا جیونؒ نور الانوار میں فرماتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُثْبِتُ اَوْلٰی مِنَ النَّافِی یَعْنِیْ
اِذَا تَعَارَضَ الْمُثْبِتُ وَالنَّافِیْ
فَالْمُثْبِتُ اَوْلٰی بِالْعَمَلِ مِنَ النَّافِیْ
(نور الانوار ص۱۹۵)

دلیل مثبت دلیل نافی سے اولیٰ ہے
یعنی جب دلیل مثبت اور دلیل
منفی کے درمیان تعارض ہو تو دلیل
مثبت پر عمل کرنا اولیٰ ہے دلیل منفی سے

اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

فَالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَی النَّافِیْ
(شرح نخبۃ الفکر ص۱۰۱، اصح)

دلیل مثبت (عمل کے لحاظ سے)
دلیل نافی پر مقدم ہوتی ہے

بس خدا سے دعا ہے کہ ہمیں ان تاویلات رکیکہ کے ساتھ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکرانے کی توفیق نہ دے بلکہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قَالَ :۔ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث اِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ الخ سے جو سائل استدلال کرتا ہے وہ ابن عمرؓ کی دوسری حدیث کو نہیں دیکھتا ہے جس میں ہے کہ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا ۔

اَقُوْلُ۔ آہ کہتے ہیں کہ بھوکے کے کانوں میں روٹی کی آواز ہی آتی ہے ورنہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان کیا تعارض ہے پہلی حدیث میں تو صراحۃً یہ بتایا گیا کہ رات کو دو رکعت نماز پڑھتے رہو جب صبح کے طلوع ہونے کا خطرہ ہو تو صرف ایک رکعت وتر پڑھو اور دوسری حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ تم رات کی نمازوں میں سے آخری نماز وتر پڑھا کرو۔ خدارا ان دونوں کے درمیان کیا تعارض ؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ے خوئے بد را بہانہ بسیار کا قصہ ہے؛ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

قَالَ: کیا سائل نے اس حدیث کی تشریح اور وضاحت کی طرف خیال نہیں کیا ہو

أَقُولُ: مولوی صاحب نے اس تشریح میں جو منطقی تقسیم کا چکر ڈالا ہے اس سے صرف مولوی صاحب اپنی علمیت ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ ہاں مجھے بھی منطق سے واقفیت ہے لیکن ے

ہر کہ دعویٰ بگردن افرازد
خویشتن را بگردن اندازد

یاد رکھئے کہ دو اور تین کے درمیان منطقی نسبت ہیں سے عموم خصوص من وجہ ہے اس لئے کہ تین بھی طاق ہے اور ایک بھی۔ یہ مادۂ اجتماع ہے اور باقی دو مادۂ افتراق اظہر من الشمس ہیں۔

ایک اور ایک کے درمیان نسبت مساوات ہے اس لئے کہ ان کے درمیان دو وجہ ہیں وہ دونوں برابر۔ ایک عدد۔ دوسرا طاق ہونا۔ جو کہ ایک ایک کے ساتھ عدد اور طاق ہونے میں برابر ہے۔

جو مناسبت تین اور ایک کے درمیان ہے اس سے وہ مناسبت زیادہ قوی ہے جو ایک اور ایک کے درمیان ہی اس لئے کہ ایک اور تین کے درمیان صرف ایک مناسبت ہے وہ یہ کہ جیسے ایک طاق ہو ویسے تین بھی طاق ہیں اور عدد میں اختلاف ہے ایک اور ایک کے درمیان دو مناسبت پائی جاتی ہیں ایک طاق اور ایک عدد۔ تو إِذَا اجْتَمَعَ الْأَمْرَانِ اشْتَدَّ التَّنَاسُبُ وَعَظُمَ الْقُوَّةُ یعنی جب دو چیزیں اکٹھی آجاتی ہیں تو قوت اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مناسبت بڑھ جاتی ہے اصلی بات یہ ہے کہ حدیث میں تو صرف اتنے الفاظ ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ وِترٌ وَیُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ خدا طاق ہے اور طاق چیز کو پسند کرتا ہے۔ طاق (وتر) پڑھو اے قرآن کے حافظو۔

مجھے یہ فلسفہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی صاحب نے ثلاثہ کا عدد کہاں سے نکالا کیونکہ حدیث کے الفاظ میں تو کہیں تین عدد کا ذکر نہیں۔

اگر کہیں تین عدد لفظ وتر (طاق) سے نکلتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ طاق تو جیسے تین ہے۔ ویسی ایک، پانچ۔ سات۔ نو۔ گیارہ وغیرہ بھی ہیں تین کی کیا خصوصیت؟ اگر خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا کہتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ حدیث میں ایک سے لیکر نو وغیرہ تک وتر کے اعداد آتے ہیں۔ اسی نو (۹) کو لو پھر بھی یہ تین اوسط نہیں آتے ہیں کیونکہ اگر ویسے گنیں تو پھر بھی پانچ اوسط آتے ہیں کیونکہ ایک اور تین ایک طرف اور سات اور نو دوسری طرف پانچ درمیان میں اوسط اور اگر رکعات کے اعداد کا خیال کیا جائے پھر سات اوسط بنتا ہے اس لئے کہ ایک۔ تین۔ پانچ۔ جن کا مجموعہ نو ایک طرف اور نو ایک طرف باقی وسط میں سات رہے بہرحال تین کسی صورت میں بھی وسط میں نہیں آتے۔

قارئین کرام! گذشتہ اوراق کے پڑھنے سے بخوبی اس نتیجے تک پہنچ جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے تین رکعت وتر کی قولاً وفعلاً رعایت کی ویسے ہی ایک۔ پانچ۔ سات۔ نو۔ گیارہ رکعت کی بھی قولاً وفعلاً رعایت کی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جیسے کہ پیچھے میں اچھی طرح واضح کر چکا ہوں اور محدثین کرام نے مستقل ان کے لئے باب باندھا بایں طور کہ

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ۔ بَابُ مَاجَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ۔ بَابُ مَاجَاءَ فِي الْوِتْرِ بِخَمْسٍ۔ بَابُ مَاجَاءَ فِي الْوِتْرِ بِسَبْعٍ وَتِسْعٍ۔ وغیر ذالک اگر آپ قولاً و فعلاً ان کی رعایت نہ کرتے۔ تو محدثین عظام اتنے اہتمام کے ساتھ ابواب کیسے باندھ سکتے تھے؟

اگر میں یوں کہوں کہ مولوی صاحب اس منطقی تقسیم کو اپنی جیب میں رکھو تو گستاخی نہیں ہوگی اس لئے کہ ایک معصوم بچے کو بھی پتہ ہے کہ جفت دو پر علی السویہ بلا کسر تقسیم ہوتا ہے اور طاق دو پر بلا کسر علی السویہ تقسیم نہیں ہوتا ہے ایسی منطق تو ہم کو بھی آتی ہے لیکن ہمارے تمہارے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ تم تمام عمر کو اس منطق میں صرف کر کے قرآن و حدیث کی طرف توجہ نہیں دیتے ہو اگر دیتے ہو تو منطقی شقیں نکال کر حدیث کا حلیہ بگاڑ دیتے ہو۔ حالانکہ فقہاء احناف نے تعلیم منطق کو بلا تفصیل حرام لکھتے ہیں۔

مولوی صاحب امام نووی کے قول کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ

وَلِأَبِي حَنِيفَةَ أَيْضًا أَحَادِيثُ صَحِيحَةٌ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ۔ یعنی امام ابو حنیفہ کے پاس بھی احادیث صحیحہ موجود ہیں جو اُنپر رد کرتی ہیں۔

اَقُوْلُ:۔ ایک وتر کے قائلین پر یہ احادیث تب رد کرتی جبکہ وہ تین کے قائل نہ ہوتے، جیسے احناف ایک رکعت الگ تکبیر تحریمہ سے پڑھنے کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ تو بالکل قائل ہیں کہ ایک، تین، پانچ، سات، نو، گیارہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب جائز ہیں۔ اگر وہ کہتے کہ اَنَّ الثَّلَاثَۃَ لَا تَکُوْنُ وِتْرٌ قَطُّ۔
جیسے کہ احناف کہتے ہیں لَا یَکُوْنُ الْوَاحِدَۃُ صَلٰوۃً قَطُّ تو ان پر حجت بنکر رد کرتے

تین وتر پر اجماع اور اس کی حقیقت

قَالَ : عَنِ الْحَسَنِ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ الخ

اَقُوْلُ :۔ اول تو یہ اثر سندًا صحیح نہیں کیونکہ اس کی سند میں عمرو بن عبید راوی ہے جو کہ متکلم فیہ ہے جیسے کہ نصب الرایہ صـ۱۲۲ ج ۲۔ مطبوعہ دار المامون مصر میں ہے حافظ عراقی طرح التثریب میں فرماتے ہیں

وَفِی الْمُصَنَّفِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنِ الْحَسَنِ وَھُوَ الْبَصْرِیُّ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ وَھٰذَا لَا یَصِحُّ عَنِ الْحَسَنِ وَرَاوِیْہِ عَنْہُ عَمْرُو بْنُ عُبَیْدِ الْمُبْتَدِعُ الضَّالُّ وَلَا یُحْفَظُ عَنْ اَحَدٍ مِنَ التَّابِعِیْنَ حِکَایَۃُ الْاِجْمَاعِ فِیْ مَسْئَلَۃٍ مِنَ الْمَسَائِلِ

مصنف ابن ابی شیبہ میں حسن بصری سے یہ روایت ہے کہ مسلمانوں نے تین رکعت موصولاً وتر پڑھنے پر اجماع کیا ہے وہ ایسے کہ تین رکعتیں پڑھی جائیں اور سلام درمیان میں نہ پھیرا جائے مگر آخری رکعت میں۔ امام عراقی فرماتے ہیں کہ یہ اثر صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اس اثر کا راوی حسن سے عمرو بن عبید مبتدع اور گمراہ ہے۔ تابعین میں سے کسی سے بھی کسی ایک مسئلہ میں اجماع منقول نہیں۔

طرح التثریب صـ۸۹، اتحاف سادۃ المتقین للزبیدی صـ۳۵۵ ج ۳۔

حضرت حسن کے اس اجماع کو نقل کرنے کے بعد علامہ بنوری فرماتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں (۱) فَذِكْرُ الْبُخَارِيِّ فِي صَحِيحِهٖ (۲) وَاكْتِفَاءُ الْحَافِظِ هُنَا بِسُوْءِ ضَبْطِهٖ (۳) وَقَوْلُ عَبْدِ الْوَارِثِ وَابْنِ حِبَّانَ كُلُّ ذَالِكَ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ يَحْتَمِلُ فِيْ مِثْلِ هٰذَا فِي الْجُمْلَةِ

شرح ابواب الوتر من جامع الترمذی للعلامۃ البنوری ص۵

عمرو بن عبید کو بخاریؒ کا اپنے صحیح میں ذکر کرنا۔ اور حافظ ابن حجرؒ کا سوء ضبط کہکر اکتفاء کرنا اور عبدالوارث اور ابن حبان کا قول یہ سب ایسے ہیں جو دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ ہیں جیسے میں عدالت کا احتمال ہے

عمرو بن عبید کو امام بخاری کا اپنے صحیح کے اندر ذکر کرنیکی حقیقت

جواب :- امام بخاریؒ نے اس حدیث کی سند میں عمرو بن عبید کو ثقہ سمجھکر نہیں نکالا ہے بلکہ اس لئے اس کو مبہم ذکر کیا ہے کہ امام بخاری کا یہ مقصد ہے کہ عمرو بن عبید سیئ الحفظ ہے وہ یہ تمیز نہ کرسکا کہ اس قصے کا ناقل حسن ہے یا احنف ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجرؒ تہذیب ص۷۲/۸ میں فرماتے ہیں۔

لَمْ يُخَرِّجِ الْبُخَارِيُّ هٰذَا الْاِسْنَادَ لِلْاِحْتِجَاجِ وَاِنَّمَا اَخْرَجَهٗ لِيُبَيِّنَ اَنَّهٗ غَلَطٌ يَظْهَرُ ذَالِكَ مِنْ سِيَاقِهٖ. اھ

امام بخاریؒ نے اس سند کو استدلال کے لئے نہیں نکالا ہے بلکہ اس لئے نکالا ہے کہ بیان کرے کہ عمرو بن عبید اسمیں غلط ہو چکا ہے۔ یہ بات امام بخاریؒ کی روندش کلام سے معلوم ہوتی ہے۔ جیسے کہ امام بخاری نے آگے دوسری سند لاکر وضاحت فرمائی

قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ

امام بخاری فرماتے ہیں کہ حماد بن زید فرماتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا الْحَدِیْثَ لِاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ بْنِ عُبَیْدٍ وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ یُّحَدِّثَانِیْ بِهٖ فَقَالَا اِنَّمَا رَوٰی هٰذَا الْحَسَنُ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ۔ بخاری صہ ۱۰۴۹ ج ۲۔

میں میں نے اس حدیث کا ذکر ایوب اور یونس کے سامنے اس نیت سے کیا کہ وہ دونوں مجھے حدیث بیان کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس حدیث کو حسن بصریؒ نے احنف بن قیس سے اس نے ابی بکرہ سے روایت کیا ہے۔

علامہ عینی حضرت حماد کے اس قول کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

یَعْنِیْ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَیْدٍ اَخْطَاَ فِیْ حَذْفِ الْاَحْنَفِ بَیْنَ الْحَسَنِ وَاَبِیْ بَکْرَۃَ۔ عینی صہ ۳۴۴ ج ۱۱ مطبوعہ دارالطباعۃ العامرہ بمصر

یعنی عمرو بن عبید سے حضرت احنف کو حضرت حسن بصری اور ابی بکرہ کے درمیان سے حذف کرنے میں خطا ہو چکی

یہی امام بخاری ہے کہ اس حدیث کو اس کے بعد اس سند سے ذکر کرتے ہیں حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ۔ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ وَیُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَمُعَلَّی بْنُ زِیَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ بخاری صہ ۱۰۴۹ ج ۲۔ اور کتاب الایمان میں امام بخاریؒ اس حدیث کو اس سند سے ذکر کرتے ہیں۔ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُبَارَکٍ قَالَ

سلہ الظاهر انه اشار الی موافقة الروایة التی ذکرها حماد بن زید عن ایوب ویونس بن عبید عینی صہ ۳۴۴ ج ۱۱۔ مطبوعہ مذکورہ۔ ظاہر بات یہ ہے کہ اس سے اس روایت کی موافقت کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو حماد بن زید نے ایوب اور یونس بن عبید سے ذکر کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ثنا حماد بن زید قال ثنا ایوب ویونس عن الحسن عن الاحنف بن قیس عن ابی بکرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بخاری ۱ ص ۹

اس سند کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں۔

ولم یقصد البخاری منه الا روایة حماد عن یونس وایوب عن الحسن عن الاحنف عن ابی بکرۃ و ھی روایة المتصلة الصحیحة ولم یقصد الروایة المبهمة المنقطعة ولم یسقها الا فی ضمن القصة فلا یقال فی مثل هذا ان البخاری اخرج عن عمرو بن عبید وابهمه والظاهر ان حماد بن زید هو الذی تعمد عدم تسمیته وقصد التنبیه علی سوء حفظه بکونه جعل القصة التی للاحنف للحسن وهذا

اس سے امام بخاریؒ نے قصد نہیں کیا ہے مگر حماد کی روایت کا یونس۔ اور ایوبؒ ان کا حسن سے اس کا احنف سے اس کا ابوبکرہ سے یہی متصل اور صحیح روایت ہے امام بخاریؒ کی وہ روایت منقطعہ مبہمہ مراد نہیں ہے اس روایت مبہمہ منقطعہ کو نہیں چلایا مگر قصہ کے ضمن میں اس جیسے کے بارے میں پس نہیں کہا جاتا ہے کہ بخاریؒ نے اس سے حدیث روایت کی ہے اور پھر مبہم کر دیا۔ ظاہر بات یہ ہے کہ حماد بن زید ہی نے قصداً اس کا نام نہیں لیا اس غرض سے کہ تنبیہ کرے اس کے حافظہ کے خراب ہونے پر اس لئے کہ اس نے اس قصے کو جو کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَهٰذَا وَاضِحٌ بَيِّنٌ بِحَمْدِ اللهِ وَقَدْ بَيَّنْتُ فِي التَّعْلِيقِ التَّعْلِيقِ تہذیب التہذیب	احسن کا تہا حسن کا بنایا یہ بات واضح اور بین ہے خدا کے فضل سے، میں نے اس کا بیان تعلیق التعلیق میں بھی کیا ہے

(۲) حافظ ابن حجرؒ نے عمرو بن عبید کے بارے میں صرف سوء حفظ کے ساتھ کفایت نہیں کیا بلکہ متعدد ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کو ذکر کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عمرو بن عبید کسی حالت میں بھی اہل احتجاج نہیں پھر آخر میں اپنا فیصلہ بایں الفاظ کیا ہے کہ

وَالْكَلَامُ فِيهِ وَالطَّعْنُ عَلَيْهِ كَثِيرٌ جِدًّا، تہذیب التہذیب	اس میں جرح کی کلام اس پر طعن بہت ہی زیادہ ہیں

اس عبارت سے پہلے حافظ صاحبؒ ائمہ کے اقوال یوں ذکر کرتے ہیں

عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ كَيْسَانَ التَّمِيمِيُّ مَوْلَاهُمْ أَبُو عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَقَالَ الْمَيْمُونِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ لَيْسَ بِأَهْلٍ أَنْ يُحَدَّثَ عَنْهُ وَقَالَ يُونُسُ	عمرو بن عبید اس کو ابن کیسان تمیمی کہا جاتا ہے ان کا مولا ابو عثمان بصری ہے۔ عمرو بن علی فرماتے ہیں کہ بدعتی متروک الحدیث ہے۔ اور ابو حاتم فرماتے ہیں کہ متروک الحدیث ہے، نسائی کہتے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں اور نہ اسکی حدیث لکھی جاتی ہے۔ میمونیؒ احمد بن حنبلؒ سے کہتے ہیں کہ یہ اس بات کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بن عبید عمرو بن عبید
یکذب فی الحدیث وقال
الدوری عن ابن معین لیس
بشیئ وقال عفان بن حماد
بن سلمة کان حمید من
اکثرهم عنه قال لی یحیی عم
ذاک لا تأخذ عن هذا
فانه یکذب علی الحسن
وقال معاذ قلت لعوف ان
عمرو بن عبید حدثنا عن
الحسن بکذا قال کذب واللہ عمرو
وقال همام عن مطر الوراق
ما صدق عمرو فی شیئ
قال نعیم بن حماد قلت
لابن المبارک لای شیئ ترکوا
عمرو بن عبید قال ان عمرو
کان یدعوا الی القدر وقال
الانصاری قال لی اشعث
لا تأت عمرو بن عبید

لائق نہیں کہ اس سے حدیث بیان کی جائے
یونس بن عبید کہتے ہیں کہ عمرو بن
عبید حدیث میں جھوٹ بولتے تھے
دوری کہتے ہیں ابن معین نے کہا یہ کوئی چیز
بھی نہیں اور حمید ان میں سے زیادہ رگ
جاننے والا تھا اس پر طعنہ زنی سے
تو اس نے مجھے باوجود اس کے کہا کہ
اس سے حدیث نہ لو اس لئے کہ
حسن پر جھوٹ بولتا ہے حضرت
معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت
عوف سے عرض کیا کہ عمرو بن عبید نے
مجھے حسن سے یوں حدیث سنائی ہے
اس نے فرمایا کہ خدا کی قسم عمرو نے جھوٹ
بولا حضرت مطر سے ہمام کہتے ہیں کہ خدا کی قسم عمرو بن
حضرت نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت
عبداللہ بن مبارک سے دریافت
کیا کہ لوگوں نے عمرو بن عبید کو کیوں چھوڑا
آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو قدریت کی طرف
دعوت دیتا تھا حضرت انصاری فرماتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَمَا زَالَ النَّاسُ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ
قَالَ الْحَسَنُ هٰذَا شَابُّ أَهْلِ
الْبَصْرَةِ مَا لَمْ يُحَدِّثْ وَقَالَ
مَرَّةً نِعْمَ الْفَتٰى مَا لَمْ يُحَدِّثْ
وَقَالَ السَّاجِيُّ كَانَ قَدَرِيًّا
دَاعِيَةً تَرَكَهُ أَهْلُ النَّقْلِ
وَمَنْ كَانَ يُمَيِّزُ الْأَثَرَ وَقَالَ
ابْنُ سَعْدٍ كَانَ صَاحِبَ رَأْيٍ
لَيْسَ بِشَيْءٍ فِي الْحَدِيثِ مُعْتَزِلِيٌّ
قَالَ أَيُّوبُ كَذَّابٌ وَقَالَ
ابْنُ حِبَّانَ يَشْتِمُ الصَّحَابَةَ
وَيَكْذِبُ الْحَدِيثَ وَهَمًا
لَا تَعَمُّدًا (تهذيب التهذيب
مختصرا من ص۷۰ الى ص۷۵ دائرة المعارف)

ہیں کہ مجھے حضرت شعبہ نے کہا کہ عمرو
بن عبید کے پاس حدیث سننے نہ جاؤ اسلیے
کہ لوگ اس سے روکتے ہیں حضرت حسن فرماتے
ہیں یہ اہل بصرہ کا نوجوان ہے جبتک حدیث
نہیں بیان کرتا اور ایک دفعہ کہا کہ بہت اچھا
جوان ہے جبتک حدیث نہیں بیان کرتا
ہے ساجی کہتے ہیں اپنے مذہب کیطرف
دعوت دینے والا قدری تھا تو اہل نقل اور
ان لوگوں نے چھوڑ دیا جو کہ اثر کو
پرکھ سکتے ہیں ابن سعدؒ کہتے ہیں
کہ یہ رائے والا ہے حدیث میں
تو کچھ بھی نہیں اور معتزلی ہے،
ایوب کہتے ہیں کہ یہ کذاب ہے
اور ابن حبان کہتے ہیں کہ صحابہ کو گالیاں
دیتا تھا (حضرت علیؓ کو عدو اللہ کہتے تھے۔ تہذیب التہذیب ص۷۱)
اور حدیث میں جھوٹ بولتا تھا لیکن از روئے وہم نہ قصدًا۔

قارئین کرام! یہ حافظ ابن حجرؒ کی منقولات ہیں عمرو بن عبید کے
بارے میں۔ آپ غور فرمائیں کہ بنوری صاحب کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے
کہ حافظ ابن حجرؒ نے سوء ضبط پر اکتفاء کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۳) عبدالوارث کا قول۔ عبدالوارث نے جو عمرو بن عبید کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں لَوْ لَا اَنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ کُلَّ شَیْءٍ رَوٰی عَمْرُو بْنُ عُبَیْدٍ حَقٌّ لَمَا رَوَیْتُ اَبَدًا۔ تہذیب التہذیب ص ۴۴۳ ج ۶ دائرۃ المعارف۔

یعنی اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ عمرو بن عبید جو کچھ کہہ رہا ہے وہ حق ہے تو میں کبھی بھی عمرو سے روایت نہ کرتا۔ یہ قول عبدالوارث کا عمرو کے بارے میں اس کی توثیق نہیں، بلکہ اس کلام سے عبدالوارث یہ کہنا چاہتا ہے کہ قدر کے بارے میں جو کچھ عمرو بن عبید کلام کرتے ہیں وہ مجھے حق معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا میں اس سے روایت کرتا ہوں۔ عبدالوارث یہ اس لئے کہتے۔ کہ وہ بھی عمرو کی طرح قدریہ تھے۔ جیسے تہذیب التہذیب میں ہے۔

وَقَالَ السَّاجِیُّ کَانَ قَدَرِیًّا صَدُوْقًا وَقَالَ ابْنُ مُعِیْنٍ ثِقَةٌ اِلَّا اَنَّهٗ یَرَی الْقَدْرَ وَیُظْهِرُهٗ، تہذیب التہذیب ص ۴۴۲ ج ۶	ساجی کہتے ہیں کہ عبدالوارث عقیدہ کے لحاظ سے قدری تھے لیکن صدوق تھے اور ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہے ہاں اتنی

بات ہے کہ وہ قدریت کا عقیدہ رکھتا ہے اور اسکو ظاہر کرتا ہے لیکن ان دونوں کی قدریت میں یہ فرق ہے کہ عمرو تو داعی اور اہل قدریت واعتزال کیلئے متعصب تھا اور عبدالوارث ایسا نہیں تھا۔ بفرض محال ہم نے دو منٹ کے لئے عبدالوارث کی توثیق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو مان لیا۔ کیا علامہ بنوری صاحب یہ بات مانیں گے کہ دار قطنی کے حوالہ سے امام ذہبی نے کہا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ	عبدالوارث عمرو بن عبید سے حدیث بیان
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ	کرتے ہیں وہ حسن بصریؒ سے وہ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ	حضرت انس بن مالکؓ سے وہ فرماتے
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فَلَمْ يَزَلْ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوْعِ	کیساتھ نماز پڑھی تو آپ ہمیشہ رکوع
فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى فَارَقْتُهُ	کے بعد صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے
میزان الاعتدال صفحہ ۲۹۴	یہاں تک کہ میں آپ سے جدا ہوا۔ یعنی
فوت ہونے تک	

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے سب رواۃ ٹھیک ہیں مگر عمرو بن عبید اور اس حدیث سے دو امر ثابت ہوتے ہیں دونوں احناف کے خلاف ہیں۔ (۱) قنوت رکوع کے بعد (۲) قنوت صبح کی نماز میں ان دونوں باتوں کو احناف نہیں مانتے کیا اگر عبدالوارث کے ثقہ کہنے سے عمرو بن عبید ثقہ ہے تو صحیح حدیث پر عمل کیوں چھوڑا قنوت کو بعد الرکوع پڑھ لیا کرو اور صبح کی نماز میں بھی قنوت ہمیشہ پڑھ لیا کرو کیونکہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال تک یہ دونوں فعل کئے ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہو کہ

ضَعَّفَهٗ جَمَاعَةٌ فَلَا نَقْبَلُ رِوَايَتَهٗ	محدثین کی ایک جماعت نے اسکو ضعیف قرار دیا ہے اسکی روایت کو ہم قبول نہیں کرتے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز امام ابن حبان کے وہمًا لاعمدًا کہنے سے عمرو بن عبید کی توثیق لازم نہیں آتی۔ ہاں اتنا ہے کہ واضع ہونے سے نکل گیا۔ کیونکہ تعمد کذب مستلزم ہے وضع کو اور وہماً کذب اور بلا عمد کا ذب متروک الحدیث بنتا ہے جیسے کہ شرح نخبۃ الفکر وغیرہ تمام اصول حدیث میں یہ مسئلہ صراحۃً مذکور ہے حاصل یہ کہ کسی حالت میں بھی متروک الحدیث ہونے کا وصف —— عمرو بن عبید سے دور نہیں ہوتا ہے۔

نیز ابن عدی اور عقیلی کا اس سے محفوظ المتن احادیث نقل کرنا بھی اس کی توثیق کو مستلزم نہیں کیونکہ اَنَّ الْکَذُوْبَ قَدْ یَصْدُقُ یعنی جھوٹا کبھی سچ بھی بولتا ہے

(۲) اس اجماع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابہ اور تابعین وغیرہ جن کا تفصیل میں گذشتہ اوراق میں —— کر چکا ہوں مسلمان نہیں تھے (معاذ اللہ) کیونکہ جبکہ مسلمانوں کا اجماع ہوا تو یہ صحابہ رضی جو ایک رکعت پڑھتے تھے اس اجماع کرنے والے مسلمانوں میں داخل تھے یا نہ؟ اگر تھے تو اجماع سے خلاف کرنے کی وجہ سے اسلام سے نکلے (معاذ اللہ) اور اگر ان اجماع کرنے والے مسلمانوں میں داخل نہیں تھے۔ یقیناً نہیں تھے تو اجماع کہاں ہے۔ اگر اجماع واقعی ہوتا تو شوافع کے اختلاف کو آپ کیسے نقل کرتے ہیں؟ کیا شوافع آپ کو مسلمانوں کے دائرہ سے خارج معلوم ہوتے ہیں؟

خدارا سوچو یہ کوئی خس و خاشاک نہیں کہ اس کو نقل ہی کیا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ امام زہری فرماتے ہیں کہ کَانُوْا اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُوْنَ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ۔ قیام اللیل ص۲۰۶۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی وتر کی دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے

(۳) یہ حضرت ابو ایوب کی حدیث جس میں ہے کہ

فَمَنْ شَاءَ فَلْیُوْتِرْ بِخَمْسٍ	جو چاہے وہ پانچ رکعت وتر
وَمَنْ شَاءَ فَلْیُوْتِرْ بِثَلَاثٍ	پڑھے اور جو چاہے وہ تین
وَمَنْ شَاءَ فَلْیُوْتِرْ بِوَاحِدَۃٍ	پڑھے اور جو چاہے وہ
دارقطنی ص۲۳۔ ابوداود ص۲۰۸ النسائی ص۱۹۱ ج۱	ایک پڑھے۔

ابن ماجہ حاکم ص۳۰۲ ج۱ بیہقی ص۲۳ ج۳

کے خلاف ہے حالانکہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

علامہ شمس الحق التعلیق المغنی علی سنن دارقطنی میں فرماتے ہیں رُوَاتُہٗ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ ص۲۳ ج۲

(۴) نیز یہ اجماع خود حضرت حسن کے فتویٰ اور فعل کے خلاف ہے

(۱) عَنِ ابْنِ عَوْنٍ سَأَلْتُ الْحَسَنَ	حضرت ابن عون فرماتے ہیں کہ میں نے
أَیُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ	حضرت حسن سے پوچھا کہ کیا آدمی وتر کی
مِنَ الْوِتْرِ قَالَ نَعَمْ۔	دو رکعتوں میں سلام پھیر سکتا ہے
مختصر قیام اللیل ص۲۰۶	آپ نے فرمایا کہ ہاں۔
عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ کَانَ الْحَسَنُ	حضرت ابن عون فرماتے ہیں کہ حضرت
یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ	حسن بصری وتر کی دو رکعتوں پر سلام پھیرتے

مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۹۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ محمد بن نصر مروزی تین رکعت کے آثار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

وَقَدْ رُوِّيْنَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ خِلَافَ هٰذَا أَنَّهُمْ سَلَّمُوْا فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ سُئِلَ الْحَسَنُ أَيُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ فَقَالَ نَعَمْ فَهٰذِهِ الرِّوَايَةُ أَثْبَتُ مِمَّا خَالَفَهَا

مختصر قیام اللیل ص۲۱۰

اس وتر کے بارے میں ہم نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت ابی بن کعبؓ سے اس کے خلاف سے روایت کیا ہے کہ وہ وتر کی دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے۔ ابن عون کہتے ہیں کہ حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آدمی وتر کی دو رکعتوں پر سلام پھیر سکتا ہے؟ فرمایا کہ ہاں۔ تو یہ روایت زیادہ ثابت ہیں ان سے جو انکے مخالف ہیں

(۵) اگر یہ نقل صحیح مانا جائے تو پھر بھی نا قابل قبول ہے کیونکہ خلاف کو تو آپ بھی مانتے ہیں ورنہ اتنے کاغذ سیاہ کرنے کی کیا ضرورت اور امام طحاوی وغیرہ جیسے بڑے بڑے محدثین کو ان کے جوابات کیلئے کیا ضرورت پڑی جبکہ مسئلہ اجماعی غیر خلافی ہے۔

(۶) میں پوری دنیا کے احناف سے علی العموم اور مولوی محمد یعقوب صاحب سے علی الخصوص پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ ثابت کر سکتا ہے یا احناف کا کوئی ایسا قاعدہ اور اصول بتا سکتا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہو کہ اجماع نص شرعی کے خلاف ہو سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھئے ہم صرف اس بات کو نہیں مانتے ہیں کہ آپ حضرات یہ کہتے ہیں کہ وتر تین رکعت میں منحصر ہے ورنہ ہم یہ مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت موصولاً پڑھا ہے بالکل صحیح سنت رسول ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی مانتے ہیں کہ جیسے تین رکعت پڑھنا موصولاً ایک سلام سے سنت ہے ویسے ہی ایک رکعت الگ تکبیر تحریمہ کے ساتھ بھی صحیح ہے سنت ہے۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ فِي السُّنِّيَّةِ (اَلْجَوَابُ)

حضرت حسن سے نقل اجماع کے حالت تو معلوم ہوا لیکن مجھے سخت تعجب اس بات سے ہے کہ امام طحاوی اپنی کتاب میں ایک رکعت وتر کی احادیث و آثار کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ وَاَوْتَرُوْا وِتْرًا لَا يَجُوْزُ لِكُلِّ مَنْ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَنْ تَرْكُ شَيْءٍ مِّنْهُ طحاوی ص ۱۲۴ مصطفائی دھلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت نے (ان احادیث) کے خلاف اجماع کیا ہے (جو آپ سے منقول ہیں) ان مسلمانوں نے (آپکے بعد) ایسا وتر پڑھا کہ ہر وتر پڑھنے والے کو اس میں سے کچھ بھی چھوڑنا جائز نہیں۔

امام طحاوی یہ بات اس اقرار کے بعد کرتے ہیں کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تخییر تین۔ پانچ۔ ایک وغیرہ میں دیا تھا چنانچہ وہ فرماتے ہیں حضرت ابی ایوب کی حدیث کے تحت۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَفِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّھُمْ كَانُوْا مُخَیَّرِیْنَ فِیْ اَنْ یُّوْتِرُوْا بِمَا اَحَبُّوْا لَا وَقْتَ فِیْہِ وَلَا عَدَدَ، طحاوی صفحہ ۱۷۲

اس حدیث میں یہ بات ہے کہ ان (مسلمانوں) کو اختیار تھا اس بارے میں کہ وہ وتر پڑھیں جو ان کی مرضی ہو اس میں کوئی معین مقدار اور عدد نہیں ہے

امام طحاوی اس تخییر کی اقرار کے بعد اوپر والے اجماع کو نقل کرتے ہیں۔ امام صاحب موصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے خلاف اجماع کو نقل کرنے کے بعد اپنی ناک رکھنے کیلئے فرماتے ہیں۔

فَدَلَّ اِجْمَاعُھُمْ عَلٰی نَسْخِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ یَکُنْ لِیَجْمَعَھُمْ عَلٰی ضَلَالٍ طحاوی صفحہ ۱۷۲

مسلمانوں کے اجماع نے دلالت کیا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے (ایک رکعت پڑھنے پر) آگے گذرا وہ منسوخ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس امت مسلمہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرتا ہے۔

امام طحاوی نے یہ بات تو اچھی کہی کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرتا ہے۔ الحمد للہ ہر زمانہ اور ہر وقت پر محدثین نے ایسی سنت کیخلاف اجماع کرنے والوں کی مخالفت کیا ہے۔ کیوں نہ کرتے؟ حالانکہ صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ

میری امت میں سے ایک طائفہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَنْصُوْرِیْنَ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَأْتِیَ أَمْرُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ابن ماجہ صفحہ ۴ - اصح شرف اصحاب الحدیث صفحہ ۱۴-۱۵ امام ابن ماجہ | ہمیشہ حق پر غالب رہیگا ان کو مخالفین کی مخالفت کبھی مضر نہیں ہوگی ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے ۔ یعنی قیامت تک

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے طائفہ منصورہ کہا تھا ویسی ہی گروہ اہل حدیث ہر منکر حدیث کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے ہیں خواہ وہ منکر جس صورت میں رونما ہوا ہو۔

آخر وہ اجماع کرنے والے کون تھے

شوافع اور حنابلہ اور مالکیہ اور محققین احناف ؒ تو ایک رکعت وتر کے قائل ہیں قائل کیا بلکہ ایک رکعت منفصلہ منقطعہ عما قبلھا کو اقوی و اکثر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اکیلے رکعت کی احادیث زیادہ ثابت اور زیادہ قوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر ہیں ۔ نیز فرماتے ہیں احادیث میں جتنے طریقے ہیں وہ سب جائز ہیں ولکن حَدِیْثُ الْفَصْلِ اَثْبَتُ وَاَکْثَرُ طُرُقًا ۔ مواہب اللدنیہ صفحہ ۲۰۸ یعنی لیکن فصل کی حدیث زیادہ ثابت اور اسناد کے لحاظ سے بہت ہیں نیز سب کو جائز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں وَلٰکِنْ اَکْثَرُ الْحَدِیْثِ وَاَقْوَاہُ رَکْعَۃٌ زاد المعاد صفحہ ۱۲۲ لیکن ایک رکعت کی حدیث اکثر اور بہت ہیں ۔ ائمہ کرام کی ان تصریحات کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت نے تین پر اجماع کیا اور باقی کو چھوڑا۔ آخر وہ اجماع کرنیوالے کون تھے۔ کیا چند حنفیوں کی مشترکہ بیان کو اجماع کہکر تمام امت پہ مسلط کرنا چاہتے ہیں

امام طحاوی کو ہم مانتے ہیں کہ احناف میں بہت بڑے محدث ہیں لیکن چونکہ آپ نے شرح معانی الآثار کے اندر احادیث کو صرف اس لئے جمع کیا کہ مجھے حنفی مذہب معلوم ہو جائے تو احادیث کے صحیح مفہوم کو نہیں سمجھا یا احادیث کے مفہوم کو تو سمجھا لیکن مذہب کو ثابت کرنے کے لیئے محتمل اور وجہہ النظر کو ضبط کر گیا۔ ان کے برعکس محدثین کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا خصوصی فہم عطا کیا اس لئے کہ (هُمْ خُلِقُوا لِلْحَدِيْثِ) ان کو اللہ تعالیٰ نے حدیث فہمی کے لئے ہی پیدا کیا تھا۔

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں امام طحاوی نے امام فن ہونے کے باوجود یہ تمیز نہیں کیا کہ اجماع کس چیز کا نام ہے اور کس کو کہتے ہیں۔ ورنہ وہ یہ مانتے ہیں کہ اس مسئلہ میں محدثین اور احناف کا قدیماً وحدیثاً خلاف چلا آرہا ہے بلکہ خلاف صحابہؓ کے زمانے سے ہے۔ علامہ عبدالحی لکھنوی نقل کرتے ہیں چنانچہ وہ تعلیق الممجد میں فرماتے ہیں۔

وَالْقَوْلُ الْفَيْصَلُ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ	فیصلہ کن بات اس مقام میں یہ ہے
اِنَّ الْاَمْرَ فِيْمَا بَيْنَ الصَّحَابَةِ مُخْتَلِفٌ	کہ یہ معاملہ صحابہ کرام رضی کے درمیان
فَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يَكْتَفِيْ عَلَى الرَّكْعَةِ	مختلف تھا بعض ایسے تھے کہ ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْوَاحِدَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّي بِتَسْلِيْمَتَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّي ثَلَاثًا بِتَسْلِيمَةٍ وَالْاَخْبَارُ الْمَرْفُوعَةُ اَيْضًا مُخْتَلِفَةٌ بَعْضُهَا شَاهِدَةٌ لِلْاِكْتِفَاءِ بِالْوَاحِدَةِ وَبَعْضُهَا بِالثَّلَاثِ وَالْكُلُّ ثَابِتٌ

تعلیق الممجد علی موطا محمد ص ۱۴۲ نور محمد اصح

کہ ایک ہی رکعت پر کفایت کرتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ دو سلام کے ساتھ پڑھتے تھے بعض ایسے ہیں کہ وہ ایک سلام سے تین رکعت پڑھتے ہیں احادیث مرفوعہ بھی اس بارے میں مختلف ہیں بعض تو ایک ہی رکعت پر اکتفاء کرنے پر شاہد ہیں اور بعض تین پر یہ سب کے سب ثابت ہیں۔

جیسے کہ علامہ عبدالحی نے فرمایا والکل ثابت۔ ہم اہلحدیث تنگ نظری نہیں کرتے ہیں اور دین میں تنگ نظری نہیں کرنا چاہیئے اس لئے ہم کسی حدیث سے بھی انکار نہیں کرتے ہیں اور نہ رکیک تاویل کر کے کسی حدیث کو چھوڑتے ہیں بلکہ سب پر عمل کرتے ہیں۔ ایک۔ تین۔ یا پانچ۔ سات۔ نو۔ گیارہ وغیرہ تنگ نظری سے کسی ایک پر جم کر نہیں رہتے ہیں۔ کیونکہ ہم اس حدیث کو دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا تُشَدِّدُوْا فَيُشَدِّدُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ۔ مشکوٰۃ ص ۳۱

یعنی تم اپنے اوپر سختی نہ کرو اللہ تم پر سختی کرے گا اگر تم نے اپنے پر سختی کی۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی دو امور میں اختیار دیا جاتا۔ تو آپ ان دونوں میں سے آسان کو اختیار کرتے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنے اوپر تشدد کر کے سختی نہیں کرتے چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	آپؐ کو اختیار نہیں دیا جاتا دو
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْاَمْرَيْنِ	چیزوں میں مگر آپؐ ان میں سے
اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ	آسان کو اختیار کرتے جبتک
يَكُنْ مَاْثَمًا۔ ترمذی ص ۲۲	کہ گناہ نہ ہوتا

قَالَ :۔ پانچ سے غرض یہ ہے کہ تہجد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت بیٹھ کر نفل پڑھی پھر تین رکعت وتر پڑھی

اَقُوْلُ :۔ یہ تاویل بما لا یرضی به القائل ہے۔ اس لئے کہ تہجد کے بعد وتر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھکر نفل پڑھنا ثابت ہی نہیں فیما نعلم۔ ہاں وتر کے بعد دو نفل بیٹھکر پڑھنا ثابت ہے صریح نص کو چھوڑ کر یہ تاویل کرنا مسلمان کی شان کے ساتھ زیبا نہیں۔ صریح نص ہیں کَانَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ ہے پانچ ہی سے وتر پڑھتے تھے۔ تو ایسی صریح غیر خفی الفاظ کی کیسی تاویل کی جاتی ہے دوسری حدیث میں صیغہ امر کے ساتھ کہ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ ہے۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى

قَالَ۔ نو رکعت وتر نہیں تھا۔ کیونکہ اگر نو رکعت وتر ہوتا الخ۔

اَقُوْلُ :۔ فَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ فَتِلْكَ مُصِيْبَةٌ
وَاِنْ كُنْتَ تَدْرِيْ فَالْمُصِيْبَةُ اَعْظَمُ

یعنی علم کا نہ ہونا تو مصیبت ہے اور علم کا ہونا تو سب سے زیادہ مصیبت ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر مولوی صاحب اپنی منقولہ عبارات کو سمجھتے تو وہ کبھی یوں نہ کہتے کہ نو رکعت وتر نہیں تھا کیونکہ وہ خود امام طحاوی سے نقل کر رہے ہیں کہ قد اتفقت الخ یعنی صحابہ کرام کے زمانے سے ہمارے اس گھڑی تک لوگ آٹھ۔ سات۔ نو۔ گیارہ۔ تیرہ رکعت وتر کے چھوڑنے پر اتفاق کر چکے ہیں۔

مولوی صاحب! اگر نو رکعتیں نہ ہوتیں تو لوگ اس کے ترک پر بقول شما کیسے اتفاق کرتے۔ آخر سوچنا چاہیے کیونکہ ترک تو اول وجود چاہتا ہے۔ چیز اگر موجود ہو تو اس کو چھوڑا جا سکتا ہے اگر سرے سے موجود ہی نہ ہو تو اس کو ترک نہیں کیا جاتا ہے۔ آپ کے اس ترک کو نقل کرنے سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے لیکن بعد کے لوگوں نے ترک پر اتفاق کیا بِئْسَتِ الْاِتِّفَاقُ وَبِئْسَتِ الْاِخْتِلَافُ

نوٹ:۔ امام طحاوی اپنی بات سے مجبور ہیں آپ کے اس اتفاق نقل، کرنے کا جواب میں اجماع کے جواب میں دے چکا ہوں۔ دوبارہ نہیں لوٹاتا ہوں فَارْجِعْ اِلَیْہِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی

قَالَ وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰی وُجُوْبِ الْوِتْرِ بِثَلٰثٍ رَکَعَاتٍ لَا بِوَاحِدَةٍ۔

جمہور تین رکعت وتر کے واجب ہونے کی طرف گئے ہیں نہ کہ ایک کی

اَقُوْلُ۔ جبکہ جمہور نفس وتر کے وجوب کے قائل نہیں تو صفت ہیئت کے وجوب کے کیسے قائل ہو سکتے ہیں۔ آخر وہ جمہور کون ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحابہؓ، تابعینؒ ائمہ ثلاثہ اور دیگر محدثینؒ تو حدیث تخییر کی وجہ سے کہتے تھے کہ یہ ایک سب جائز ہیں اور عمل بھی کر کے دکھاتے تھے چنانچہ محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔

كَانُوا يُوتِرُونَ بِخَمْسٍ وَبِثَلَاثٍ وَوَاحِدَةٍ وَيَرَوْنَ كُلَّ ذَالِكَ حَسَنًا (ترمذی)

سلف پانچ۔ تین اور ایک سے وتر پڑھتے تھے اور ہر طریقہ کو اچھا سمجھتے تھے۔

وَقَالَ سُفْيَانُ إِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِخَمْسٍ وَإِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِثَلَاثٍ وَإِنْ شِئْتَ أَوْتَرْتَ بِرَكْعَةٍ۔ ترمذی ص۸۳ ج۱

حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ اگر چاہے تو پانچ رکعت پڑھ اگر مرضی ہو تو تین۔ اگر ایک کا مرضی ہو تو ایک۔

شرح ابواب الوتر من جامع الترمذی للعلامہ بنوری ص۵۵۔

امام محمد بن نصر المروزیؒ فرماتے ہیں۔

فَالْعَمَلُ عِنْدَنَا بِهٰذِهِ الْأَخْبَارِ كُلِّهَا جَائِزٌ۔ مختصر قیام اللیل ص۲۰۸

ہمارے نزدیک ان تمام احادیث پر عمل کرنا جائز درست ہے۔

ان تصریحات کے بعد بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ اجماع کس چیز کا نام ہے۔ اور جمہور کس کا؟ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جمہور احناف وجوب کی وجوب کی طرف گئے ہوں۔ کیونکہ حضرت ملا علی قاری ایک جگہ میں فرماتے ہیں کہ وَاجْمَعْنَا۔ یعنی ہم احناف اجماع کر چکے ہیں کہ جیسے نماز میں ہر دو رکعت پر بیٹھتے ہیں ویسے وتر میں بھی بیٹھیں۔ مرقاۃ ص۱۵۱۔

مطبوعہ اصح المطابع بمبئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسیطرح امام طحاوی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو کہ قنوت قبل الرکوع کے قائل ہیں انہوں نے اجماع کیا ہے کہ قنوت کیلئے تکبیر تحریمہ کی طرح رفع الیدین کیا جائے۔ طحاوی ص۳۹۱ ج ۱۔ مصطفائی دہلی۔

معلوم ہوا کہ جمہور جو قائلین وجوب ثلاثہ ہیں وہ جماہیر احناف ہی کی ہیں ولا عبرۃ لھم۔ علامہ خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں فَانْحَصَرَ مَذَاهِبُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ ثَلَاثَةٍ اَحَدُهَا اَلْوَضْعُ تَحْتَ السُّرَّةِ وَثَانِيْهَا فَوْقَ السُّرَّةِ تَحْتَ الصَّدْرِ وَثَالِثُهَا الْاِرْسَالُ بَلِ انْحَصَرَ لِلْوَضْعِ فِيْ هَيْئَتَيْنِ تَحْتَ الصَّدْرِ وَتَحْتَ السُّرَّةِ وَلَمْ يُوْجَدْ عَلٰى مَا قَالَ النِّيْمَوِيُّ فِيْ مَذْهَبٍ مِّنْ مَذَاهِبِ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّكُوْنَ الْوَضْعُ عَلَى الصَّدْرِ فَقَوْلُ الْوَضْعِ عَلَى الصَّدْرِ قَوْلٌ خَارِجٌ مِّنْ مَذَاهِبِ الْمُسْلِمِيْنَ وَخَارِقٌ لِاِجْمَاعِهِمُ الْمُرَكَّبِ بذل المجہود ص۲ ج۲ پرنٹنگ ورکس دہلی

جب مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنی جرأت سے کام لیا کہ صریح حدیث کے اندر لفظ وضعہما علی الصدر موجود ہونیکے باوجود کہا کہ خارج من مذاہب المسلمین خدارا بتائیے کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور مذاہب ثلاثہ سے بالاجماع ثابت ہو اسکے خلاف اجماع کرنا کونسا دخول فی مذاہب المسلمین ہے فافہموا وتدبروا۔ ہذا کذب علی الشوکانی لانہ قال فی النیل ج۲ والحدیث مصرح بان الوضع

اگر بفرض محال جمہور تین کے وجوب کیطرف جائیں تب بھی ہمارا دیر حجت نہیں کیونکہ ہم جو مامور ہیں خدا اور اسکے رسول کی اطاعت کے مامور ہیں نہ کہ جمہور کی اطاعت کے قرآن جو ہمیں سبق سکھاتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا سبق سکھاتا ہے۔ واطیعوا الجمہور کہیں نہیں فرمایا بلکہ اس کے برعکس خدا نے اپنی کتاب کے اندر جمہور کی اطاعت سے روکا ہے فرمایا۔ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (ترجمہ) دنیا میں اکثر لوگ (جمہور) ایسے ہیں کہ اگر آپ ان (جمہور) کا کہنا مانیں تو وہ (جمہور) آپکو اللہ کے راہ سے گمراہ کر دیں گے وہ (جمہور) محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالصرف ہی اٹکل کرتے ہیں۔ جیسے کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جمہور تو اصل وتر کے وجوب کے قائل نہیں چہ جائیکہ تین وتر پڑھنے کے قائل ہوں علامہ سید سابق فرماتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ اَبُوْحَنِيْفَةَ مِنْ وُجُوْبِ الْوِتْرِ فَمَذْهَبٌ ضَعِيْفٌ قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا وَافَقَ اَبَا حَنِيْفَةَ فِیْ هٰذَا۔

فقہ السنۃ صفحہ ۲۵۱ ج ۲

وتر کے واجب ہونے کی طرف جو امام ابو حنیفہ رح گئے ہیں وہ ضعیف مذہب ہے۔ ابن المنذر نے کہا ہے کہ میں کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے امام ابو حنیفہ رح کے اس قول بر وجوب میں موافقت کی ہو۔

امام محمد نصر مروزیؒ فرماتے ہیں کہ

زَعَمَ النُّعْمَانُ اَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ لَا يَجُوْزُ اَنْ يُّزَادَ عَلٰی ذَالِكَ وَلَا يُنْقَصَ مِنْهُ فَمَنْ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ فَوِتْرُهٗ فَاسِدَةٌ وَالْوَاجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يُّعِيْدَ الْوِتْرَ فَيُوْتِرَ ثَلَاثًا لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ فَاِنْ سَلَّمَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ بَطَلَ وِتْرُهٗ

نعمان کا خیال ہے کہ وتر تین رکعتیں ہیں اس سے زیادتی کمی جائز نہیں۔ جس نے ایک رکعت وتر پڑھی تو اس کا وتر فاسد ہے اور اس کا اعادہ واجب ہی۔ پس ایسی تین وتر پڑھے کہ ان میں سلام نہ پھیرے مگر ان کے آخر میں اگر اس نے دو رکعت میں سلام پھیرا تو اس کا وتر باطل ہوا۔

مختصر قیام اللیل صفحہ ۱۱۲

امام مروزیؒ فرماتے ہیں۔

وَقَوْلُهٗ هٰذَا خِلَافُ

آپ کا یہ قول ان اخبار کے خلاف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِلْاَخْبَارِ الثَّابِتَةِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ وَخِلَافُ لِمَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ الْعِلْمِ وَاِنَّمَا اُتِیَ مِنْ قِلَّۃِ مَعْرِفَتِہٖ لِلْاَخْبَارِ وَقِلَّۃِ مُجَالَسَتِہٖ لِلْعُلَمَاءِ سَمِعْتُ اِسْحَاقَ ابْنَ اِبْرَاھِیْمَ یَقُوْلُ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَکِ کَانَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ یَتِیْمًا فِی الْحَدِیْثِ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ ابْنُ سُوَیْدِ النَّسَوِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ یَقُوْلُ ھٰؤُلَاءِ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَیْسَ لَھُمْ بَصَرٌ بِشَیْءٍ مِنَ الْحَدِیْثِ مَا ھُوَ اِلَّا الْجُرْاَۃُ

ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپکے صحابہؓ سے ثابت ہیں اور اس اجماع کے بھی خلاف ہے جس پر اہل علم اجماع کرچکے ہیں کہ آپ کا اختلاف صرف آپکی معرفت احادیث کی کمی اور مجالس علماء میں کم بیٹھنے کی وجہ سے ہے۔ میں نے اسحٰق بن ابراہیم سے کہتے ہوئے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ حدیث میں یتیم تھا۔ مجھے علی بن سوید نسوی نے حدیث بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ یہ امام ابوحنیفہ کے ساتھی ایسے ہیں کہ انکے لئے حدیث میں کسی قسم کی بصارت نہیں یہ جو کچھ دکھہ رہے ہیں اور کررہے ہیں) یہ انکی جرأت ہے۔

لہ اسیطرح امام نسائی۔ ابن سعد ابن عدی سے بھی منقول ہے جیسے کہ میزان الاعتدال ص [illegible] اور کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص۳ میں ہے لیکن میں امام ابوحنیفہؒ کو ثقہ مامون غیر متہم سمجھتا ہوں جیسے امام ابن معین فرماتے ہیں کہ آپ متہم نہیں تھے اور امام علی بن مدینی فرماتے ہیں وہ ثقہ ہیں اسپر کوئی حرج نہیں اور امام ابو عمر بن عبدالبر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ کی توثیق کی ہے وہ ان سے زیادہ ہیں اور جنہوں نے آپ پر کلام کیا ہے یہی امام عبداللہ ابن مبارکؒ ہیں کہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ یتیم فی الحدیث ہے وہی یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ جیسا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ پرہیزگار کسی کو دیکھا۔ عبداللہ بن مبارک کے اس قول سے معلوم ہوا کہ آپ ابیر قدح کرنا نہیں چاہتے تھے حقیقت حال کو بیان کرنا چاہتے تھے اسلئے کہ فرق کیجئے الگ الگ لوگ ہوتے ہیں [illegible]

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضؓ کی احادیث میں کیا اشکال ہے سمجھ میں نہیں آتا۔
صرف مذہبی تعصّب اور ہٹ دھرمی کو دل سے نکالنا چاہیے۔ صلوٰۃ اللیل وتر قیام رمضان سب ایک ہی چیز ہیں شارع نے مختلف اوقات میں مختلف اسماء سے تعبیر کیا ہے کبھی صلوٰۃ اللیل اور کبھی قیام رمضان اور کبھی وتر سے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز اور وتروں کے متعلق تین۔ پانچ سات، نو۔ گیارہ اور تیرہ رکعتوں کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ شاہ ولی اللہ رح نے مسوی میں فرمایا کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ گیارہ یا تیرہ رکعتیں ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر معمول گیارہ رکعت تھا گو تہجد مع وتر آخری عمر میں نو اور کبھی سات رکعت پڑھا کرتے تھے اور جن روایتوں میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے انمیں اکثر اوقات فجر کی دوگانہ یا عشاء کی دوگانہ یا تحیۃ الوضوء کی دو رکعتیں بھی شمار ہیں پھر آپ کی یہ نماز مختلف طریقوں سے منقول ہے تین پانچ ایک سلام اور ایک ہی تشہد سے اور سات کے اور نو کے الگ طریقے ہیں جن کو میں پہلے تفصیلاً بیان کرچکا ہوں حنفیوں نے ہمیشہ تین رکعتوں کو ایک سلام اور دو تشہد سے پڑھنے کا التزام کیا ہے اور باقی سب احادیث کا خلاف کیا ہے حالانکہ خود ہی کہتے ہیں کہ وَالْتِزَامُ مَالَا يَلْزَمُ تَجَاوُزٌ عَنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ یعنی جو چیز شرعاً لازم نہو اس کو اپنے اوپر لازم کرنا یہ خدا کے حدود سے باہر نکلنا ہے۔ حاشیہ نور الایضاح۔

علامہ ملا علی قاری حنفی حضرت عبداللہ بن مسعود رض کی حدیث انصراف کے تحت لکھتے ہیں وَمَنْ اعْتَقَدَ ذَالِكَ فَقَدْ تَابَعَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الشَّیْطَانَ۔ جس نے نماز کے بعد دائیں طرف ہی مڑنے کا اعتقاد رکھا

فِیْ اِعْتِقَادِ مَا لَیْسَ بِحَقٍّ عَلَیْهِ فَذَهَبَ کَمَالُ صَلٰوتِهٖ قَالَ الطِّیْبِیُّ وَفِیْهِ مَنْ اَصَرَّ عَلٰی اَمْرٍ مَنْدُوْبٍ وَجَعَلَ عَزْمًا وَلَمْ یَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ اَصَابَ مِنْهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْاِضْلَالِ - حاشیہ بخاری ص ۱۱۸

اس نے شیطان کی تابعداری کی ایسی چیز کا لازم ہونیکے اعتقاد رکھنے میں جو اس پر لازم نہیں تھا تو اس کی نماز کی کمال ختم ہو گیا۔ حضرت طیبی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس نے بھی کسی مستحب کام پر اصرار کیا اور اسکو ضروری سمجھا اور رخصت پر عمل نہیں کیا تو اس کو شیطان نے گمراہ کیا۔

اب حضرات احناف کو سوچنا چاہئے کہ آپ حضرات کیا کر رہے ہو کہیں شیطان کے چوکے میں تو نہیں آئے ہو کیونکہ اس پر تو تمہارا اقرار ہے کہ تین وتر کی افضلیت پر سب کا اتفاق ہے۔ یہانتک کہ جمہور اور شافعیؒ اور سفیان رح۔ یہاں تک کہ امام احمدؒ سے تم تین رکعت کے افضلیت پر اجماع نقل کرتے ہو۔

ہم تھوڑی دیر کیلئے مانتے ہیں کہ تین رکعت پڑھنا افضل ہے پھر وجوب کا درجہ دینا کیا معنی۔ حالانکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تخییر کے ساتھ امت اس سختی کو دفع کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

حضرت ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ (۱)

فرمایا وتر حق ہے جو پانچ رکعت پڑھنا چاہے تو وہ پانچ پڑھ لے اور جو تین پڑھنا چاہے تو وہ تین پڑھے اور جو ایک پڑھنا چاہے تو ایک پڑھے

دارقطنی صـ۲۳ـ۲ ابوداؤد صـ۲ـ۱ نسائی صـ۱۹۲ـ۱ ابن ماجہ صـ۸۳ مصنف ابن ابی شیبہ صـ۲۹۵ـ۲ مختصر قیام اللیل صـ۱۱۰

نوٹ :- احناف نے اس حدیث سے بھی وتر کے وجوب پر استدلال کیا ہے لیکن لفظ حق سے وجوب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہی لفظ غسل جمعہ کے بارہ میں بھی وارد ہوا ہے اور حنفیہ غسل جمعہ کو واجب نہیں کہتے ہیں

افسوس کہ لفظ حق سے وجوب تو ثابت کرتے ہیں اور تخییر نہیں مانتے ہیں، غرض یہ کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض بنت صدیق رض کی احادیث میں کسی قسم کا تعارض نہیں ہے اگر انصاف کی آنکھوں سے دیکھا جائے اِلَّا الْمُتَعَسِّفُ

قَالَ: فَيَدُلُّ عَلٰى نَسْخِ مَاسِوَى الثَّلَاثِ الخ یعنی تین کے علاوہ کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اَقُوْلُ :- اس کا جواب میں ایک مرتبہ دے چکا ہوں دوبارہ اعادہ نہیں کرنا ہوں اگر آپ کو یا اور کسی حنفی کو یہ معلوم ہے کہ ایک، پانچ، سات، نو کی احادیث

(۱) وقال ابو الطیب رواتہ کلھم ثقات وقال الحافظ صححہ ابو حاتم والذھلی والدارقطنی فی العلل والبیھقی وغیر واحد۔ وقفہ۔ تعلیق المغنی ج۲ صـ۲۳.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلے کی ہیں اور تین کی بعد کی تو سنداً کتب حدیث کی حوالے سے پیش کریں ورنہ یہ دال چنے سب پس جاتے ہیں۔ ہم "اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا" ایکدفعہ پڑھ چکے ہیں۔ ہم کو کوئی قیل و قال سے دھوکہ نہیں دے سکتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

قَالَ: وَهٰذَا الطَّرِيْقُ هُوَ الْاَسْهَلُ۔ یعنی منسوخ کہنا ہی آسان طریقہ ہے۔

اَقُوْلُ:۔ مولوی صاحب کا امام طحاویؒ کے اس قول کو نقل کرنے سے معلوم ہوا کہ نسخ پر نہ تو امام طحاویؒ کے پاس کوئی دلیل تھی اور نہ مولوی صاحب کے پاس کوئی دلیل ہو اس سے مثل روز روشن معلوم ہوا کہ آپ حضرات جو چیز آسان اور خواہشات کے موافق ہو اس کے پیچھے جاتے ہو خواہ دلیل ہو یا نہ ہو۔ یہ عین نفس پرستی ہے۔ یہ طریق اہل کو تم حضرات کیوں اختیار نہیں کروگے جب کہ نصوص قطعیہ کی عمارت گرانے کے لئے تمہیں نسخ و تاویل کا کھودال امام کرخیؒ نے پکڑایا ہے کیونکہ جیسے میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں اس نے تمہیں یہ قاعدہ کلیہ بتایا ہے کہ ہر وہ آیت قرآنی یا حدیث نبویؐ جو ہماری (حنفی) مذھب کے خلاف ہو وہ یا تو منسوخ ہوگی یا مؤول (تاریخ التشریع الاسلامی للخضری صـ۳۲۴)

فَيَا لَلْاَحْنَافِ مَا اَسْوَءَ هٰذِهِ الْقَاعِدَةَ۔

قَالَ:۔ وَيُمْكِنُ التَّاوِيْلُ الخ یعنی اس کا یہ تاویل کرنا بھی ممکن ہے کہ پانچ وتر سے یہ مراد ہو کہ تین وتر اور بعد میں دو نفل۔ اور لَا يَجْلِسُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ (یعنی نہیں بیٹھتے تھے مگر ان پانچ کے آخری رکعت میں (یعنی قاعدہ دو۔ چار پر نہیں کرتے) سے مراد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ آپؐ تہجد اور وتر کو بیٹھ کر نہیں پڑھتے تھے مگر آخر کی دو رکعتیں۔

اقول:۔ یہ امکان سراسر باطل ہے کیونکہ لفظ یوتر بخمس، بسبع، بتسع ظاہر غیر خفی المراد ہے دوسری بات یہ ہے کہ حدیث میں صراحۃً یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ کَانَ یُصَلِّیْ بَعْدَ الْوِتْرِ رَکْعَتَیْنِ ۔ ترمذی جلد ۱ صفحہ ۸۲ احمد کی روایت میں ہے کہ یُصَلِّیْهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۳ اصح نور محمد۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ یُوْتِرُ بِوَاحِدَۃٍ ثُمَّ یَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ ابن ماجہ صفحہ ۸۳ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ایسی تصریحات کے سامنے امکانات کیا کام کر سکتے ہیں۔ حالانکہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی حدیث جیسی احادیث کو جو کہ ایک رکعت وتر پر صریح ہیں کہتے ہو۔ کہ

اِنَّ مِثْلَ هٰذَا الرَّفْعِ رَفْعٌ مُبْهَمٌ لَا یَکْفِیْ وَلَا یَشْفِیْ اَمَامَ التَّرَاجِمِ الثَّابِتَۃِ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اس جیسے رفع رفع مبہم (نامعلوم) ہے جو کہ ان تصریحات کے سامنے کافی و شافی نہیں۔ جو آنحضرتؐ سے ثابت ہیں

شرح ابواب الوتر من جامع الترمذی للعلامۃ البنوری صفحہ ۵۳

اور کبھی احادیث ابن عمرؓ کو (هٰذَا) مَبْنِیٌّ عَلٰی اِجْتِهَادِہٖ (حوالہ بالا صفحہ ۳۵) یعنی حضرت ابن عمرؓ کی ایک رکعت وتر پر قائل ہونا اس کا اجتہاد ہے۔

کبھی صحیح احادیث کو یوں ٹال دیتے ہو کہ وَهُمْ قَدْ یَرْفَعُوْنَ الْفَصْلَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُمْ اِذَا فَهِمُوْا مِنَ الْمَرْفُوْعِ فَهُوَ مَرْفُوْعٌ عِنْدَهُمْ۔ کتاب مذکور بالا صفحہ ۴۶ یعنی صحابہ کرامؓ کبھی تین وتر کے ایک اور دو رکعتوں کے درمیان فصل کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہیں اس لئے کہ وہ (صحابہ کرامؓ) جب کسی مرفوع حدیث سے کوئی چیز فہم کرتے ہیں تو وہ ان کے نزدیک مرفوع ہوتی ہے نیز فرماتے ہیں کہ "لم ینقل الفصل فی رکعتی الوتر صریحاً غیر محتمل للتأویل اصلاً وانما ھو من فہم عمرؓ من روایۃ قولیۃ" کتاب مذکورہ بالا ص۵۵ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین وتر کی دو رکعتوں اور ایک کے درمیان فصل منقول نہیں ایسی صراحت کے ساتھ جو کہ تاویل کا احتمال نہ رکھتا ہو اور یہ جو روایات فصل کے بارہ میں آتی ہیں یہ سب ابن عمرؓ کا فہم ہے جو کہ قولی روایت سے سمجھ چکا ہے کتاب مذکور کے ص۲۷ پر فصل بین الرکعۃ والرکعتین پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں "فَاِذَنْ بِنَاءُ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ عَلٰی ظَنِّہٖ وَ اِجْتِہَادِہٖ فَحَسْب" کتاب مذکور بالا ص۲۷ یعنی۔ تو ابن عمرؓ کی حدیث جس میں فصل کا ذکر ہے تین وتر کی ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان یہ صرف حضرت ابن عمرؓ کا اپنے گمان اور اجتہاد ہے۔ (فوا آسفاہ)

علامہ صاحب کی ان عبارات سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ اول حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ۔ کیونکہ اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ آپ کو نہ دیکھتے وہ کیسے کہتے کہ "اَنَّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ذالک" طحاوی ص۱۶۲۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ حدیث معلوم تھی کہ "لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ کَذِبَ عَلَیَّ یَلِجِ النَّارَ" مسلم ص۷ یعنی مجھ پر جھوٹ نہ بولو اس لئے کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے گا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اب خود سوچیے کہ حضرت ابن عمرؓ اور ابوموسیٰؓ آپ پر کیسے جھوٹے الزام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لگاتے کہ آپؐ ایسے کرتے تھے۔ اگر آپؓ کا اجتہاد ہوتا تو خود عمل کرتے اور اپنے اس عمل کو آپؐ کی طرف منسوب نہ کرتے؟ جبکہ ہم ایک دوسرے کی طرف ناکردہ کام کو منسوب کرنا پسند نہیں کرتے ہیں اور منسوب کرنے والے کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ایک صحابی پر یہ خیال کرنا کہاں جائز ہے۔ خدارا آخر سوچیئے۔ کیوں پرویزیوں کو موقعہ دیتے ہو

دوم یہ کہ یہ حضرات صحابہؓ کے اجتہاد کو امام ابو حنیفہؒ اور دیگر فقہاء کے اجتہاد سے کمتر اور حقیر سمجھتے ہیں کیوں کہ یہ حضرات امام ابو حنیفہؒ کو واجب التقلید سمجھتے ہیں اور صحابہؓ کو درخور اعتناء بھی نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اس امت میں سب سے افضل تھے اور ان کے دل نیک تھے اور ان کا علم بہت گہرا تھا اللہ تعالے نے ان کو اپنے نبیؐ کی صحبت کے لئے پسند کیا اور دین کی اقامت کے لئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے شاگردوں کو فرمایا کرتے تھے کہ تم زندوں کی پیروی کی بجائے ان لوگوں کی پیروی کرو جو فوت ہو چکے ہیں یعنی صحابہ کرامؓ کی کیونکہ وہ علم میں کامل دل میں نیک اور تکلف سے پاک تھے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ یعنی اللہ تعالے نے صحابہؓ کے دلوں کو تقویٰ کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

وہ ایسے لوگ تھے کہ عمل کرتے ہیں تکلف نہیں کرتے تھے اور نہ علم میں بیجا کلام کرتے اور جو مسئلہ نہ جانتے تو صاف کہدیتے کہ ہم نہیں جانتے

خدارا ایسے صحابہؓ کسطرح نامعلوم بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کرکے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذَالِكَ کہہ سکتے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ ہمارے فقہاء کی طرح خواہ مخواہ تکلف کر کے تاویلیں اور تقریریں بھی نہیں گھڑتے تھے تو پھر وہ آپ کی طرف بے ثبوت بات کو کیسے منسوب کرتے۔

خاص کر ابن عمرؓ کے آپ کی اتباع کا تو یہ حال تھا کہ آپ جہاں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا تھا وہاں اگر پیشاب نہ آتا تو اتباع کی وجہ سے جا کر بیٹھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے مقابل بنی تو آپ اپنے والد حضرت عمرؓ کا بھی نہیں مانتے چنانچہ حج تمتع وغیرہ کا قصہ مشہور ہیں۔ جیسے کہ ترمذی وغیرہ میں ہے

یاد رکھئے تقلید شخصی کا اسلام میں کوئی مقام نہیں ہے اگر صحابہؓ کے اجتہاد اور فہم قابل حجت اور عمل نہیں تو خدا را یہ بتائیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا اجتہاد اور فہم قابل عمل اور حجت ہونے کے لئے کس محکمہ سے تم نے سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔

بہر حال امام طحاوی کے اس امکان کے لئے کسی طرح بھی گنجائش نہیں کیونکہ صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے متعصبین اور موولین کی ناکہ بندی کرنے کے لئے سات اور نو وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں۔

ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا	کہ پھر سلام پھیرتے ایسا سلام
ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ	کہ ہمیں سناتے پھر سلام پھیرنے
مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ مسلم ج۱ ص۲۵۶	کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اس

حالت میں کہ بیٹھے ہوتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز فرماتی ہیں۔

فَلَمَّا اَسَنَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَ اللَّحْمَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ مِثْلَ صَنِیْعِہٖ فِی الْاُوْلٰی مسلم ص۲۵۶ مشکوٰۃ ص۱۱۱ اصح

پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے عمر کو پہنچے اور پھیل گیا گوشت تو آپ وتر پڑھتے سات رکعتیں اور آخری دو رکعتوں میں ویسی ہی کرتے جیسے پہلے صورت میں کرتے تھے

لَا یَجْلِسُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ کا معنی تو یہ ہے کہ نہ بیٹھتے کسی رکعت میں بھی مگر آخری میں اب اس عبارت کا وتر اور نہی بیٹھ کر نہیں پڑھتے تھے اور اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ کے مگر آخری دو لفظوں میں کرنا بہ بین تحریف معنوی ہے۔ عربیت میں اس کا معنی ہی نہیں بنتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ

حالانکہ دوسری روایت میں لفظ لَا یَقْعُدُ اِلَّا فِیْ آخِرِھِنَّ ہے اور اس کی تشریح اچھی طرح سے حضرت عطاءؒ حضرت عائشہؓ اور حضرت قتادہؓ نے کی ہے کہ لَا یَجْلِسُ فِیْھِنَّ وَلَا یَتَشَھَّدُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھِنَّ۔ مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ص۳۰۴ ج۱ یعنی ان میں نہیں بیٹھتے اور تشہد پڑھتے مگر آخری رکعت میں۔ ہمارا فہم اور معنی ہے جیسے میں پہلے کئی بار عرض کر چکا ہوں اسلاف کا زیادہ بہتر اور زیادہ معتبر ہے

قَالَ :۔ ایک اعتراض میں کرتا ہوں کہ پیغمبر علیہ السلام نے وتر راکعہ پر کیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ اَلَیْسَ لَکَ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ۔

اعتراض اس شکل پر ہے کہ یہ قاعدہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے کیوں کہ ہمارے مذہب میں وتر کھڑا ہونے پر ہوسکتا ہے نہ کہ بیٹھنے پر اس حدیث کا مطلب کیا ہے اور اس کا جواب دو۔

اَقُوْلُ :۔ مولوی صاحب کاش زبان سے کچھ سوچ سمجھ کر نکالتے اور سپرد قلم کرتے تو آپ کے لئے مفید ہوتا لیکن بغیر سوچی سمجھی بات ہمیشہ صاحب کلام کے لیے وبالِ جان اور باعث ندامت و شرمندگی ہوتی ہے کیونکہ یہ حدیث حنفی مذہب کے خلاف ہے تمہیں جواب دینا اور مطلب بتلانا چاہیے تھا نہ کہ ہمیں کیوں کہ ہمارا تو الحمد للہ مذہب ہے کہ وتر سنت ہے کسائر سُنَنِ الرَّوَاتِبِ اور نوافل سواری پر اور بغیر سواری پر دونوں جائز ہے اسیطرح وتر بھی ہم راحلہ پر یا ویسی زمین پر اتر کر پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوہ حسنہ ہے۔ کیونکہ رب العالمین نے فرمایا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ لہٰذا ہمیں تو یہ احادیث بسر وچشم منظور ہیں اور ہم تو صرف یہی کہتے ہیں کہ

فَاِذَا بَلَغَنَا حَدِیْثٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" الْمَعْصُوْمِ الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ	جب ہم کو اس معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حدیث صحیح سند کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْنَا اِطَاعَتُهٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِ مَذْهَبِهٖ وَتَرَكْنَا حَدِيْثَهٗ وَاتَّبَعْنَا ذَالِكَ التَّخْمِيْنَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حجۃ اللہ البالغہ مترجم اردو ص ۳۶۶/۱۲ مطبوعہ اصح المطابع نور محمد کراچی

ساتھ پہنچ جائے۔ جس کی اطاعت ہم پر اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے اور وہ حدیث ہمارے مذہب کے خلاف ہو تو ہم اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اٹکل پچو مذہب کے پیچھے لگیں تو ہم سے زیادہ ظالم کون ہو گا؟ اور جس دن اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ہمارے کیا جواب ہو گا۔؟

حدیث کا اپنی طرف سے اختراعی جواب دیکر اس پر عمل نہ کرنا تو پرویزیوں کا کام ہے جو کہ منکرینِ حدیث کے نام سے موسوم ھیں۔

بس اس حدیث کا مطلب واضح ہے کہ نماز سواری پر بھی پڑھنا جائز ہے اور سواری سے اتر کر زمین پر پڑھنا بھی۔ دونوں طریقوں کیلئے دلائل موجود ہیں۔ وَمَنْ اَنْكَرَ عَنْ ذَالِكَ فَقَدْ طَغٰى اَوْ بَغٰى فَتَفَكَّرُوْا اَيُّهَا الْعُقَلَاءُ وَتَدَبَّرُوْا اَيُّهَا الْفُضَلَاءُ وَاجْتَنِبُوْا مِنْ هٰذَا التَّمَذْهَبِ وَالتَّعَصُّبِ وَالتَّعَنُّتِ وَالتَّعَسُّفِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

بس کنم خود عابدان را این بس است — نکتہ کافی است گر سامع کس است

بس کنم خود عارفان را این بس است — نکتہ کافی است گر عارف کس است

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لا يجفاك يا أخي إني ما أردت من تسطير هذا المختصر إلا ابتغاء وجه الله والذب عن السنة والنصح لكل مسلم فإن الدين كله النصيحة، ولنختم مجلسنا هذا بكفارات المجلس. سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك عملت سوءا وظلمت نفسي فاغفر لي إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت والحمد لله بنعمته تتم الصالحات والصلوة والسلام على نبيه ورسوله سيد المرسلين وعلى آله الطيبين الطاهرين. آمين.

وقد فرغت من هذه العجالة في تمام الساعة الثاني عشر إلا الربع من ليلة الثلثاء الثامن والعشرين من شهر جمادى الأولى من الهجرة النبوية على صاحبها ألف صلوة وتحية

وأنا الأحقر عبد العزيز بن محمد النورستاني غفر له

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مولوی محمد یعقوب کا خط

اَلْبَحْثُ التَّفْصِیْلِیُّ فِی الْمَسْئَلَةِ الْمَذْکُوْرَةِ عَنِ الْکُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ وَالْمُفْتیٰ بِهٖ بِهٰذِهِ الطَّرِیْقَةِ

معزز دوستو یہ مسئلہ جس نے بھی تمہارے سامنے پیش کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی شافعی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ خیر ہمیں کیا ایک شاعر امام ابوحنیفہ رح کی بہ نسبت فرماتے ہیں

تمام جہاں کے بلبل تعریف کرتے ہیں۔
ان میں اگر دو تین کوے ہوں تو مجھے کیا ؟

سائل نے اپنے مدعا کے لئے جو حدیث شریف استدلال میں پیش کی ہے وہ یہ ہے۔ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنیٰ مَثْنیٰ فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰی۔ متفق علیہ

یہ حدیث شریف اصل میں اس لئے لائی گئی ہے کہ تہجد کی نماز تو صبح تک ہو جاتی ہے جبکہ ایک انسان نے دو رکعت کی نیت باندھی ہو اور اس کو یہ پتہ چلے کہ صبح طلوع ہو رہی ہے۔ وہ ایک رکعت ملائے تو ایک کے دو رکعت کے ساتھ ملانے سے یہ ایک اور وہ دو جو کہ ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہیں۔ تین وتر ہوئے اس لیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت اور حکم یہ تھا کہ تم وتر کو آخری رات تک چھوڑ دو اور نماز تہجد کے بعد پڑھ لیا کرو۔ اب اس حدیث میں ظاہراً ایک اشکال باقی ہے جو کہ شوافع اور اہل ظاہر کی ایک رکعت وتر کے لیئے دلیل ہے۔ شوافع کا استدلال حدیث کے اس ٹکڑے سے جو کہ صَلّٰی رَكْعَةً وَّاحِدَةً غلط ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وتر ایک رکعت ہے علیحدہ تکبیر تحریمہ سے۔ ابن عمرؓ کی حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ علیحدہ تکبیر تحریمہ سے ثابت بھی ہو تو یہ دوسری حدیث نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ البتیراء کے معارض ہے۔

دوسری حدیث ابن عمرؓ کی مصرح ہے ایک رکعت وتر پر جس سے شوافع استدلال کرتے ہیں وہ یہ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ۔ مطلب اور تشریح اس حدیث کی یہ ہے کہ وتر کی ایک رکعت ماقبل کے ساتھ ملکر ہے۔

اگر ہم شوافع کی سطحی اور ظاہری وجہ کو تسلیم بھی کریں کہ وتر ایک رکعت ہے علیحدہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ۔ پھر نہی کی حدیث کے ساتھ کیا کریں گے جو کہ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ الْبُتَيْرَاءِ ہے۔ تو صاف مسئلہ یہ ہوا کہ وتر تین رکعت پڑھیں گے نہ ایک رکعت اس لیے کہ کوئی بھی ایسی حدیث نہیں بتا سکتا ہے کہ جس سے ایک رکعت مراد ہو ایک الگ تکبیر تحریمہ سے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علاوہ یہ کہ شوافع کی حدیث تو حدیث نہی سے منسوخ ہو لی فتعین
الثلاثۃ لا الواحدۃ۔ اور یہ بدیہی اصولی قاعدہ ہے کہ جس وقت جواز اور حرمت
ایک جگہ میں جمع ہو جائیں تو ترجیح جانب حرمت کو دی جاتی ہے۔ نیز ابن عمرؓ کی حدیث
إِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ الخ سے جو سائل استدلال کرتا ہے وہ ابن عمرؓ کی
دوسری حدیث کو نہیں دیکھتا ہے جس میں ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔ رواہ مسلم
نیز سائل نے جو حدیث علیؓ سے استدلال کیا ہے کہ إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ
الْوِتْرَ فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ ہے۔ کیا سائل نے اس حدیث کی تشریح
اور وضاحت کی طرف خیال نہیں کیا؟ اس حدیث کی تشریح غور سے
سنئے: اللہ وتر ہے یعنی ایک ہے ذات اور صفات میں اللہ جیسا کوئی
نہیں اور اللہ ایک ہے افعال میں اس کا کوئی شریک اور مددگار نہیں اور
دوست رکھتا ہے وتر کو یعنی وتر کا ثواب دیتا ہے اور وتر کو قبول کرتا ہے
حاصل کلام یہ کہ خدا ایک ہے اس مناسبت کی وجہ سے دوست رکھتا
ہے عدد طاق کو پس وتر بھی طاق ہے یعنی عدد وتر جو کہ تین ہیں اور اسی
عدد طاق پر ثواب دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طاق عدد کی کثر
افعال میں خیال رکھتے تھے۔ اب ایک عدد طاق ہے دوسرا جفت۔
عدد جفت اس کو کہتے ہیں جو انقسام الی المتساویین ہو سکتا ہو۔ مثلاً چار عدد
جفت ہے۔ انقسام الی المتساویین ہو سکتی ہے جو کہ دو دو ہے اور طاق
اس کو کہتے ہیں جو انقسام الی المتساویین نہ ہو سکتا ہو مثلاً تین جو کہ
انقسام الی المتساویین نہیں ہو سکتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اب دوسری طرز سے تشریح، جواباً اور رد نشر کرتا ہوں

صلی رکعۃ واحدۃ ۔ احتج الشافعی علی ان الایتار برکعۃ واحدۃ جائزۃ جیسے کہ نووی شارح مسلم جو کہ شافعی المذہب ہے کہتے ہیں کہ ہم شوافع کا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ایک رکعت وتر ہو جاتی ہے وقال ابو حنیفۃ لا یصح الایتار برکعۃ واحدۃ ولا یکون الرکعۃ الواحدۃ صلوۃ قط والاحادیث الصحیحۃ ترد علیہ

قلت معناہ توتر بسجدۃ ای برکعۃ ورکعتین قبلہا فیصیر وترہ ثلاثا ولابی حنیفۃ ایضا احادیث صحیح ترد علیہم منہا ما روی النسائی فی سننہ باسنادہ الی عائشۃ ؓ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اخرھن ۔ ذکرہ العینی واورد روایات اخرایض وقال روی ابن ابی شیبۃ نا حفص بن عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی اخرھن انتہی ۔ وقال ابن الہمام روی الحاکم وقال علی شرطہما عن عائشۃ ؓ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اخرھن وکذا روی النسائی عنہا انتہی ۔

نیز شوافع کہتے ہیں صلی خمسۃ رکعۃ الوتر اور شوافع یہ بھی کہتے ہیں کہ صلی تسع رکعۃ الوتر۔

اس کا جواب یہ ہے کہ پانچ سے غرض یہ ہے کہ تہجد کے بعد رسول اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت بیٹھ کر نفل پڑھی اور پھر تین رکعت پڑھی اس سے یہ معلوم ہوا کہ وتر بیٹھ کر نہیں پڑھی جاتی۔ لیکن تہجد کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر اس دو رکعت نفل کے بعد تین رکعت وتر کھڑے ہو کر۔

اور نو رکعت وتر کا جواب یہ ہے کہ نو رکعت وتر نہیں۔ کیونکہ اگر نو رکعت وتر ہو تو پھر صلوٰۃ تہجد نہیں ہوتی۔ حالانکہ تہجد کی نماز تو ضرور نبی علیہ السلام نے پڑھی ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ معلوم ہوا کہ وتر کی نماز تین رکعت ہے فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ

اب جوابات دوسری شکل سے بیان کرتا ہوں

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذَالِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ الخ فَقَدِ اتَّفَقَ مِنْ لَدُنْ زَمَانِ الْاَصْحَابِ اِلٰى سَاعَتِنَا عَلٰى تَرْكِ الْوِتْرِ بِثَمَانٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ وَاِحْدٰى عَشَرَةَ وَثَلَاثَ عَشَرَةَ وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰى وُجُوْبِ الْوِتْرِ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ اَوْ بِرَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ وَذَهَبَ السُّفْيَانُ اِلٰى جَوَازِ الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ وَثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَلَمْ يَذْهَبْ اِلٰى جَوَازِ الْوِتْرِ بِخَمْسِ رَكَعَاتٍ اَحَدٌ سِوَى السُّفْيَانِ لٰكِنْ كُلُّهُمْ اِتَّفَقُوْا حَتَّى الْجُمْهُوْرُ وَالشَّافِعِيُّ وَالسُّفْيَانُ اِلٰى اَفْضَلِيَّةِ الْوِتْرِ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ حَتّٰى اَنَّ الْاِمَامَ اَحْمَدَ نَقَلَ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَفْضَلِيَّةِ الْوِتْرِ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ فَالْاَخْذُ بِالْمُجْمَعِ عَلَيْهِ فِي الْفَضِيْلَةِ اَوْلٰى وَاَصْوَبُ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فلذا قال ابو حنیفة رح ان الوتر ثلاث رکعات ثم اختلف ابو حنیفة والشافعی فی التسلیمة والتسلیمتین فقال ابو حنیفة رح بواحدة وقال الشافعی باثنین وقال الامام الطحاوی حنفی المذهب روایة عائشة رض لا یفهم معنا لا لان کان جمیع ثلاث عشرة رکعة وتر ا لزم نفی التهجد عن النبی صلی الله علیه وسلم مع انها ثبت بروایات متعددة ومخالفة للروایات الاخری لابن عباس وعلی وعائشة رض فلذا نترکها ولا نعمل علیها فان بیان عائشة رض عادة النبی صلی الله علیه وسلم بقولها حتی لقی الله تعالی یدل علی نسخ ما سوی الثلاث

وهذا الطریق هو الاسهل ویمکن التاویل بان المراد یوتر بخمس یعنی کان یوتر بثلاث مع الرکعتین بعدها ومعنی قولها لا یجلس فی شیء الا فی اخرهن یعنی کان لا یصلی التهجد والوتر جالسا الا الرکعتین الاخریین

وما علینا الا البلاغ

کتبه مولوی محمد یعقوب عفی عنه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک اعتراض میں کرتا ہوں کہ حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے وتر راحلہ پر پڑھا اور وہ حدیث یہ ہے الیس لك فی النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم اسوۃ حسنۃ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر علی راحلتہ۔

اعتراض اس شکل پر ہے کہ یہ قاعدہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے کیوں کہ ہمارے مذہب میں وتر کی نماز کھڑے ہونے کی حالت میں ہے نہ کہ بیٹھنے کی حالت میں۔ اس کا مطلب کیا ہے اور اس حدیث کا جواب دو۔ فقط (محمّد یعقوب)

(نوٹ: میں نے عام فائدہ کے لئے مولوی محمد یعقوب صاحب کے خط کو بھی اس رسالہ میں شامل کیا۔

یہ خط کا ترجمہ ہے اصل خط پشتو میں ہے

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز نورستانی

اعتذار

اردو زبان میری مادری زبان نہیں اور نہ ہی تعلیمی ہو بلکہ بول چال میں سیکھی ہوئی زبان ہے، انسان ہوکر میں نہیں کہہ سکتا کہ غلطی سے پاک ہوں لہذا علماء کی خدمت میں التماس ہے کہ اس رسالہ میں کئی ایک خامیاں نظر آئیں گی تو بفحوائے الدّین النصح (مسلم) امید ہے کہ آپ بجائے اس کے کہ زبان طعن و ملامت کھولیں بندہ کو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں گے تاکہ اصلاح کی کوشش کی جاسکے۔

عبدالعزیز نورستانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ			
		الف	۱۶	تابعین و محدثین و ائمہ مجتہدین سے ایک رکعت وتر کا ثبوت	۲۰
۲	سببِ تالیف	ب	۱۷	ایک رکعت وتر پڑھنے کی احادیث متواتر ہیں	۳۳
۳	کتاب کی منہج	〃	۱۸	امام محمد بن نصر مروزیؒ کا فیصلہ	۳۳
۴	امام ابوحنیفہؒ	ج	۱۹	ایک رکعت وتر اور محققین مذاہب اربعہ	۳۴
۵	امام مالکؒ	〃	۲۰	الحنفیۃ	۳۴
۶	امام شافعیؒ	د	۲۱	الشافعیۃ	۴۱
۷	امام احمد بن حنبلؒ	〃	۲۲	المالکیۃ	〃
۸	خطبۃ الکتاب	۱	۲۳	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا مکالمہ۔	۵۲
۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ایک رکعت وتر کا ثبوت	۲	۲۵	صحابہ کی اجمالی فہرست	۵۳
۱۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ایک رکعت وتر کا ثبوت	۹	۲۶	تابعین و محدثین و مجتہدین و ائمہ کی اجمالی فہرست	۵۴
			۲۷	ایک، تین، پانچ وتر کا بیان	۵۶
۱۱	مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی	۱۳	۲۸	ایک تین پانچ سات نو گیارہ رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ	۵۷
۱۲	انور شاہ کشمیری کی چودہ سال تک غور و خوض	۱۷	۲۹	ایک رکعت کا طریقہ	۵۷
۱۳	صحابہ کرامؓ کے قول و فعل سے ایک رکعت وتر کا ثبوت	۱۹	۳۰	تین رکعت کا طریقہ	۵۷
			۳۱	تین رکعت وتر کی حد اور تین پڑھنے سے منع کی احادیث اور ان میں کلام	۶۰
۱۴	نوٹ	۲۳			
۱۵	امام طحاوی کی تاویل	۲۶	۳۲	امام شوکانی کی تطبیق	۶۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۳	عام محدثین کی تطبیق	۶۱
۳۴	علامہ نیموی کا تعاقب اور اس کا جواب	۶۲
۳۵	علامہ قاری کے رکعتین قبل المغرب پر کلام اور اس کا جواب	۶۶
۳۶	حدیث عائشہ میں لفظ لا یقعد اور لا یسلم کی تحقیق	۶۸
۳۷	اس لفظ کے بارے میں علامہ کشمیری کی تحقیق	۶۸
۳۸	اس لفظ کے بارے میں علامہ شوق نیموی کی تحقیق	۶۸
۳۹	اس لفظ کے بارے میں شوق نیموی کا فیصلہ	۶۹
۴۰	علامہ قسطلانی کی شہادت	۷۰
۴۱	لفظ لا یقعد کی مؤیدات	۷۰
۴۲	تنبیہ	۷۴
۴۳	علامہ کشمیری اور امام ابن تیمیہ	۷۵
۴۴	علامہ شمس الحق کا سرگذشت	۷۷
۴۵	بعض صحابہ سے جو تین رکعت وتر کی نہی ثابت ہے	۷۹
۴۶	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۸۰
۴۷	استفتاء	۸۱
۴۸	جواب استفتاء	۸۲
۴۹	شرائط قیاس	۸۳
۵۰	شرائط اجماع	۸۴
۵۱	پانچ رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ	۸۷
۵۲	سات رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ	۸۸
۵۳	دوسرا طریقہ	۸۸
۵۴	سات رکعت وتر کی چھٹی اور	۸۹
۵۵	ساتویں میں بیٹھنے کی تطبیق	
۵۶	نو رکعت وتر اور اس کا طریقہ	۸۹
۵۷	گیارہ رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ	۹۰
۵۸	تنبیہ	۹۲
۵۹	وتروں میں قراءت	۹۳
۶۰	تین وتروں میں قراءت	۹۳
۶۱	ایک وتر میں قراءت	
۶۲	قنوت قبل الرکوع و بعد الرکوع	۹۵
۶۳	وتروں میں دعاء قنوت	۹۷
۶۴	قنوت کے الفاظ	۹۸
۶۵	قنوت وتر پڑھنا اور مقتدیوں کا زور سے آمین کہنا	۱۰۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مواضع آمین میں آمین کہنا چاہئے ۱۰۲

قنوت وتر کی دعائیں اور دعا میں جیسا ہاتھ اٹھانا ۱۰۳

امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم کا مکالمہ ۱۰۳

خاص واقعہ سے استدلال ۱۰۸

اقوال و افعال صحابہؓ کی حجیت ۱۰۹

دعاء قنوت کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا ۱۱۲

دعاء قنوت کے لئے تکبیر تحریمہ جیسا ہاتھ اٹھانا ۱۱۷

مولوی محمد یعقوب کے خط کا جواب ۱۲۴

ایک رکعت وتر بلحاظ تکبیر تحریمہ ہے اور وتر کی اصطلاحی تعریف

متعارض نصین کے لئے مساوات شرط ہے ۱۳۵

حدیث بتیراء کی سند

بتیراء کا معنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے

بتیراء کی تعریف حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے

بتیراء کا لغوی اور اصطلاحی معنی

احناف کا قاعدہ کلیہ

نسخ کیلئے تاریخی معلومات کی ضرورت

تین وتر پر اجماع اور اسکی حقیقت

عمر بن عبید کو امام بخاریؒ کا اپنی صحیح میں بطور [illegible] ذکر کرنا

الجواب

مولوی محمد یعقوب صاحب کا خط

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَرَاجِعُ

۱ بخاری
۲ مسلم
۳ مسند احمد
۴ ابو داؤد
۵ طحاوی
۶ دارقطنی
۷ مختصر قیام اللیل
۸ مجمع الزوائد
۹ ترمذی
۱۰ موطا
۱۱ مستدرک حاکم
۱۲ نسائی
۱۳ مصنف ابن ابی شیبہ
۱۴ بیہقی سنن کبری
۱۵ دارمی
۱۶ مشکوۃ
۱۷ جزء رفع الیدین
۱۸ معجم صغیر طبرانی
۱۹ تحفۃ الاحوذی
۲۰ کشف الغطاء
۲۱ فص الوعاء
۲۲ ایقاظ الہمم
۲۳ [illegible]

۲۴ تفسیر ابن کثیر
۲۵ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ
۲۶ ” شرح موطا
۲۷ شرح ابواب الوتر
۲۸ عون المعبود
۲۹ فتح الباری
۳۰ اتحاف سادۃ المتقین
۳۱ کشف الستر
۳۲ تعلیق الممجد
۳۳ تعلیق المغنی
۳۴ آثار السنن
۳۵ عینی
۳۶ مرقات
۳۷ تعلیقات سلفیہ
۳۸ تعلیق علی المسوی
۳۹ تعلیق التعلیق للنیموی
۴۰ حاشیہ سندھی علی البخاری
۴۱ نووی۔ مرقات المفاتیح
۴۲ حاشیہ طحاوی
۴۳ حاشیہ بخاری للعلامہ خلیل الرحمن
۴۴ تلخیص الحبیر
۴۵ تہذیب التہذیب
۴۶ مصباح اللغات

۴۷ مناقب ابن جوزی
۴۸ التشریع الاسلامی
۴۹ مغنی ابن قدامہ
۵۰ فقہ السنّۃ
۵۱ فتح العزیز
۵۲ المجموع
۵۳ طرح التثریب
۵۴ نیل الاوطار
۵۵ شامی
۵۶ رسم المفتی
۵۷ المقنع
۵۸ حاشیہ مقنع
۵۹ زاد المعاد
۶۰ شرح المہذب
۶۱ حجۃ اللہ البالغۃ
۶۲ اعلام الموقعین
۶۳ میزان شعرانی
۶۴ الانتقاء ابن عبدالبر
۶۵ الجامع
۶۶ نور الانوار
۶۷ اصول الاحکام
۶۸ اصول فقہ اسلامی لشاکر حنبلی
۶۹ اصول فقہ۔ للبدران
۷۰ فتاوی عزنویہ
۷۱ مختصر فتاوی ابن تیمیہ
۷۲ میزان الاعتدال
۷۳ تاریخ بغداد
۷۴ شرح نخبۃ الفکر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ کی اپنی دینی درس گاہ

دارالحدیث رجسٹرڈ راجووال (ضلع ساہیوال)

مختصر کوائف و تاریخ: ۱۳۶۸ھ (۱۹۴۹ء) میں مقامی و بیرونی احباب کے مشورہ سے راقم الحروف نے اس ادارہ کی بنیاد رکھی اور اس درسگاہ کو باقاعدہ ایکٹ ۲۱ (۱۸۶۰ء) کے مطابق بنام انجمن اہلحدیث رجسٹرڈ کرایا۔ **دارالعلوم:** میں بتدریج تعلیمی شعبے قائم کئے گئے بفضلہ تعالیٰ بیس سال کی مختصر مدت میں تین صد سے زائد طلباء یہاں سے سندِ فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ حفاظ اور ناظرہ قرآن مجید کی تکمیل کرنیوالوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔

دارالحدیث: دارالحدیث کے قدیمی طلباء میں سے بائیس خطیب ہیں۔ دس ہائی سکولوں میں عربی ٹیچر ہیں۔ پندرہ مدارس میں مدرس اساتذہ ہیں اور معدد حضرات دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان ممتاز طلباءِ قدیم کی تعداد پچاس سے اوپر ہے۔

تعداد اساتذہ: دارالعلوم میں چار قابل ترین، درویش صفت، مخلص اور بے حد محنتی اساتذہ ہیں جو شب و روز اپنے تعلیمی فرائض کی بجا آوری کے سلسلے میں مصروف رہتے ہیں۔

عمارت: دارالحدیث اپنی مستقل ذاتی عمارت میں واقع ہے جو کہ ساٹھ مربے سے زائد اراضی پر مشتمل ہے۔ دارالاقامہ کے نو عدد کمرے پختہ تعمیر ہو چکے ہیں اور برآمدوں کی تجویز زیرغور ہے۔

دو منزلہ مسجد دارالحدیث (زیر تعمیر) دارالحدیث رجسٹرڈ کے ساتھ ایک دو منزلہ مسجد دارالحدیث بھی زیر تعمیر ہے بفضل اللہ تعالیٰ منزل اول کا لینٹرڈالا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جا چکا ہے دوسری منزل کا کام بوجہ مالی کمزوری چھتوں پر آ کر رک گیا ہے۔ صرف مسجد کی تعمیر کا اندازہ پچاسی ہزار روپے سے زائد ہے۔ ہمارے عزائم یہ ہیں کہ اس دار الحدیث میں ایک ایسی عظیم الشان مسجد تعمیر کی جائے جو جماعت کی جملہ ضروریات کی کفیل ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی غیبی مدد سے تکمیل فرمائے اور ہمیں اخلاص سے نوازے۔ آمین۔

نصاب دار العلوم میں درس نظامی رائج ہے اور مدرسہ کا سالانہ امتحان باقاعدگی سے ہوتا ہے نیز فاضل عربی اور ادیب عربی کے امتحان کی تیاری بھی خصوصی طریقے سے کرائی جاتی ہے نیز حفظ اور تجوید کا انتظام بھی باقاعدہ ہے۔

کتب خانہ دار العلوم کے کتب خانہ میں مختلف علوم وفنون کی چھوٹی بڑی کل چار ہزار کتابیں موجود ہیں انمیں سے اکثر کتابیں مراجع کی اور متعدد ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں۔

دار المطالعہ سلیم لائبریری کے نام سے دار العلوم میں ایک مستقل دار المطالعہ قائم ہے اسمیں متعدد روزنامے اور رسائل وجرائد جاری ہیں۔ جن سے اساتذہ کرام اور طلبائے عظام اور عوام استفادہ کرتے ہیں۔

تعداد طلباء امسال طلبہ کی مجموعی تعداد ایک سو ساٹھ ہے ان میں درس نظامی کے طلباء ساٹھ ہیں۔ ان طلباء میں میٹرک پاس دس۔ مڈل پاس چھ ہیں۔ دورہ حدیث وتفسیر کے طلباء بارہ۔ عربی ابتدائی میں بیس اور وسطائی درجہ کے تیس فارسی کے بیس اور شعبہ حفظ وتجوید وقراءت کے دس ہیں۔ مقامی طلباء ایک سو پچیس اور بیرونی طلباء کی تعداد ساٹھ ہے جو مدرسہ کے دار الاقامہ میں مقیم ہیں

شعبہ نشر واشاعت دار العلوم کی جانب سے باقاعدہ نشر واشاعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قائم ہے جسکی طرف سے متعدد پوسٹر، پمفلٹ اور کتابیں وغیرہ باقاعدہ شائع کیے جاتے ہیں اب انشاءاللہ اوائل رمضان المبارک میں مسلکِ حق پر ایک بہترین کتاب تقریباً سو صفحات پر مشتمل شائع کی جائیگی۔ آئندہ منصوبہ میں متعدد تعلیمی اور رفاہی منصوبے پیش نظر ہیں متعدد علمائے کرام اور دیگر معززین نے اس دارالحدیث کے بارے میں بہت بلند خیالات کا اظہار کیا ہے۔

داخلہ۔ داخلہ ہر سال اوائل شوال المکرم سے شروع ہوتا ہے اور مطلوبہ تعداد پوری ہونے پر داخلہ بند کر دیا جاتا ہے۔

اپیل اور دعا دارالعلوم کے نام کوئی مستقل جائداد نہیں صرف توکلاً علی اللہ جاری ہے لہذا اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ دامے، درمے، سخنے، قدمے غرضیکہ ہر طرح دارالحدیث سے تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے دین کی صحیح خدمت کی توفیق دے اور ہمیں اپنے مخلص بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد اقامت دین کی تحریک کی خدمت کے سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ سرہندی فرماتے ہیں سب سے بڑی نیکی شریعت اسلام کی ترویج اور شریعت کے کسی حکم کو زندہ کرنا ہے خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ شعائر اسلام مٹتے چلے جا رہے ہوں اور مٹائے جا رہے ہوں۔ دین اسلام کے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینا اور اس کی تبلیغ کرنا۔ کروڑہا روپیہ راہ خدا میں خرچ کرنے سے افضل و اعلیٰ ہے۔ دین اسلام کو زندہ کرنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی نیت سے ایک کوڑی خرچ کرنا لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسری نیت سے خرچ کیے جائیں گے۔

جملہ خط و کتابت اور ترسیلِ زر کا پتہ :-

ابو السلیم غفرلہ الکریم ناظم دار الحدیث رجسٹرڈ راجو وال
(ضلع ساہیوال)

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر.....02835.....

www.KitaboSunnat.com

کتبہ الراجی الی رحمۃ ربہ محمد عیسٰی سربازی
متعلم بالمدرسۃ العربیۃ مظہر العلوم
کراتشی ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز